وہ لب جنکی لل کرین زرد رو ۔ وہ دندان کہ جو دُر کو دین آبرو

وہ آنکھین کہ جسپر پڑی اک نگاہ ۔ تو بھولی جہان کا سپید و سیاہ

وہ گیسوی پرخم کا طیّار جال ۔ پی سنبل و مشک و عنبر وبال

اگر ساری عضوونکا لکہی اصول ۔ تو ہوجاوی مطلب کو اسوقت طول

غرض تو ٹا بند نقاب حیا ۔ اٹھا بیچ سی وہ حجاب حیا

پئی وصل دولہہ ہوا بیقرار ۔ ہوا دفعۃً صرف بوس و کنار

ادہر جہیڑ چھاڑ اسطرح کی ہوئی ۔ دلہن کو بہی کچہہ لی حجابی ہوئی

لبونسی ملی لب ہوین سی دہن ۔ زبانسی زبان اور بدنسی بدن

ہوا دست چالاک کا زور شور ۔ محبت کی رس مین بہری پور پور

کچہ انکار ادہر اور کچہ اقرار تہا ۔ ادہر وصل مین اور اصرار تہا

اودہر مسکرانا خموشی کی ساتہہ ۔ ادہر منتین گرم جوشی کی ساتہہ

پئی وصل ہر دم سسکنا ادہر ۔ بدن مین کپتی سی جہجہکنا اودہر

فدا اور تصدق جو ہر دم ہوا ۔ غرض ہاتہہ محرم سی محرم ہوا

دلہن کو جو گھر لیگئی دولہہ گیا ۔ خواہر لٹایا کئی روز دن ہی کا

بہت شاد ہوکر ایوتارا اوسی ۔ کہ سمجھا تھا آنکھوں کا تارا اوسی

او دہر سی ملا تھا جہیز اسقدر ۔ کہ اک ہفتہ مین پہنچا دولہہ کی گھر

لی آیا تو دولہن کو جو وہ مہ لقا ۔ تو دلہن پہ ور کھنچین کین ادا

کہا تونی مجکو کیا بہر فراز ۔ ترا شکر کرتا ہون الہی کارساز

مرادون ان اپنی وہ دولہن تو نی دی ۔ مجہی تیئن سی دولہن تو نی دی

او داسطرح کرچکا جب یہ عرض ۔ کہ اسمین خواصون نی کی اکی عرض

کہی دلسی نوشاہ بیدار ہے ۔ سو خلوت سرا جا حجن طیار ہی

یہ سنکر جہنم کہٹ پہ نوشہ گیا ۔ فقط تھا وہی یا دلہن مہ لقا

نظر جبکہ آیا حجاب عروس ۔ تو نوشہ نی اولٹی نقاب عروس

عیان جب وہ روی منور ہوا ۔ تو نوشاہ جا بیسی باہر ہوا

وہ رخسار صاف آینی کی اصول ۔ وہ بنا اوسکی جیسی بسین بار ہی پھول

وہ افشان کہ جو دین لہی ہون شرمسار ۔ وہ ماتہا کہ مہتاب جیسی نثار

ہمیشہ مقدر ہنسا تا رہے — گل عیش و عشرت کھلا تا رہے

کوئی تم نہ دکھہ دیکھو پہولو پہلو — جوانیکا سکھہ دیکھو پہولو پہلو

رہی دولہہ سر پر سلامت مدام — بہم تم کرو عیش و عشرت مدام

امنڈ آیا پہر جو محبت سی جی — لگایا گلی دوسری بار سی جی

کہا لی میریکان ہو اب سوار — جو گہری تراب وہان تو سدہار

خیال آنا ای میری دلبر رہے — ہمیشہ رضامند شوہر رہے

کہا بہنی دولہہ سی اب آئیے — امانت یہ آپ اپنی لیجائیے

وہ آیا وہین عشق کی جوش مین — دولہن کو لیا اپنی آغوش مین

روانہ ہوا لیکی در کی طرف — نظر کی نہ پہر کر ادہر کی طرف

محافہ لگا تہا جواہر نگار — کیا اوسکو لاتہی اوسمین سوار

کہلائی قدیم ایک اوسکی جو تہی — دولہن پا خدمت کو وہ بیٹہہ لی

چڑہا فیل پر پہر وہ والا صفات — روانہ ہوئی اپنی گہر کو برات

ہوا حکم بدر الدجی ایکبار — محافی پہ ہون لعل و گوہر نثار

ہر اک کا جو چہرہ عیان ہوگیا | تو آئینہ حیران ناحق ہوگیا

جلا بخش جب ماہ پیکر ہوا | فراموش اوسکو سکندر ہوا

ہوا تھا یہ مصحف سی مطلب عیان | محبت مین قرآن ہی درمیان

مگر جب دولہن نی نہ کی چشم وا | تو آہستہ یہ کہنی وہ دینی لگا

غرض پردہ شرم کچھ کچھ اوٹھا | تو دولہ کی خاطر سی کی آنکھہ وا

دولہن دولہہ کی آنکھہ جب تم لڑی | ہوئی شادی اور شوکت باہم بڑی

سیاہی سپیدی کی رنگ آشکار | نظر مین رہی عیش لیل و نہار

جب اس رسم سی ہی فراغت ہوئے | دولہن کی سواری کی ساعت ہوئے

وداع اوسکا ہونا بیان کیا کرون | سبھونکا وہ رونا بیان کیا کرون

پدر نی کلیجی سی لپٹا لیا | جبین منور کا بوسا لیا

کہا کس لئے روتی ہو زار زار | مری جان مین لاکھہ دلسی نثار

فدا باپ تمپر نہ غم کہاؤ تم | خوشی ہو کی دولہہ کی گھر جاؤ تم

یہی وقت شادی کرو تو خیال | مناسب نہین آج رنج و ملال

یہ غل ہر طرف اور یہ چرچا ہوا — قران ماہ اور مشتری کا ہوا

پھر اک بدن بیٹھی وہ دلربا — اس انداز پر یہ فدا ہو گیا

کیا محو آئینہ رو نے اوسے — کیا مست اوس گل کی بو نے اوسے

ہوا بیبیوں کا جو اوسکا ہجوم — تو جاری ہوئی سب طرح کی رسوم

عجب چھمچھا تھا عجب دھوم دھام — ہوئی ریت رسم اوس جگہہ پر تمام

چھپی چلمنوں مین جو تھی میہمان — وہ سب جھانکتی تھی اوسی میہمان

کوئی چٹکی لی لیتی تھی راگنین — کوئی مست ناز اور ہی دھیان مین

مگر سونگھنا تھا یہ بوئی عروس — فقط اسکا تھا دھیان کوئی عروس

بہت صدمہ الفت مین گذرا جو تھا — یہ دل اوسکو دیتا تھا ہر دم صدا

یہ کس بند مین ہی کہین جاگ تو — ابھی ساتھہ سونیکو لی بھاگ تو

نہ بھولی سماتی تھی دولہہ کی مان — ہر اک رسم مین صرف تھی شادمان

رکھا پیت دولہہ کو ہر ریت مین — یہ تھی ہار مین اور دولہن جیت مین

یہ انداز پھر سب کو بھایا وہان — کہ مصحف اور آئینہ آیا وہان

وہ نوشہ سخاوتکی تہا لہر مین | بندہی دس کرور اشرفی مہر مین

پکارا پدر دولہہ کا نیک نام | دیا ملک مین دولہن کو تمام

غرض عقد جسدم پڑہا جا چکا | مبارک سلامت کا اک شور تہا

بڑا بہاری قاضی کو خلعت ہوا | دعا دیکی وہ گہر کو رخصت ہوا

طوائف نی جب شادیانہ دیا | جہکڑ کر تب انعام وافر لیا

طریقہ جو شاہانہ ہی اور طور | ہوا بزم شادی مین شربت کا دور

کمر سب سخاوت پہ کسنی لگی | اور اشرفیونکی منہہ برسنی لگی

فراغت ہوئی اوسی جسدم وہان | مصالحی کی بٹنی لگی کشتیان

بٹین شیشیان عطر کی بی شمار | گلونمین پڑی سبکی گوٹونکی ہار

محل مین طلب ماہ پیکر ہوا | بہت شاد وہ مہر انور ہوا

محل مین ہوا جب وہ مسند نشین | نور وشن ہوئی سب محل کی زمین

دولہن کو وہین پاس آئی وہین | محبت کی چوٹی چہوائی وہین

وہ بیٹھی اوسی مسند ناز پر | یہ صدقی ہوا اوسکی انداز پر

کہیں ناقہ اسوار طیار تہی | کسی سمت کو باندہ ہر وار تہی
ہوئی جب یہ سبکی سب آراستہ | تو نوشاہ ہاتہی پر اپنی چڑہا
روانہ ہوا کوہ پیکر جہول | پس پشت امیرونکی فیلونکی غول
نشان اور نقارہ آگی رواں | عجب شور تہی اور عجب تہا سماں
انار اور مہتاب چہٹتی ہوئی | درم اور دینار لٹتی ہوئی
ہزاروں ہی فانوس لاکہوں کنول | یہ دولہہ کی آگی عیاں برمحل
نظر بہر کی دیکہا جو نوشاہ کو | چکا چوند تہی دیدۂ ماہ کو
چڑہا بیاہنی اس تجمل کی ساتہہ | سواری وان تہی تجمل کی ساتہہ
پیادی ہی کم تہی نہ اسوار کم | مگر سب روان تہی قدم با قدم
کوئی دو گہڑی جب رہی پچہلی رات | تو گہر پر دولہن کی وہ اتری برات
پدر کی یہ دولہہ کی ٹہری صلاح | کہ جلدی پڑہا جائی انکا نکاح
گواہ اور قاضی بہی موجود تہی | وہ حسب الطلب آگی حاضر ہوئی
غرض جبکہ ساعت ہوئی عقد کی | تو تکرار آئی زر نقد کی

وہ خلعت پہنکر جو فارغ ہوا | ہر اک سمت خلعت کی پہیلی ضیا
جواہر کی حاضر ہوئین کشتیان | کہ امثل تہی ہر قسم بیکران
اگر لکھین اوصاف کچہ اونکی ہم | خطاب قلم ہو جواہر رقم
غرض جس جگہہ جیسا درکار تہا | پہنکر وہ مسرور و خندان ہوا
جواہر وہ گو تہا بہت پر ضیا | مگر نور نوشہ تہا اوس سے سوا
رخونکی جو بجلی چمک جاتی تہی | تو چشم جواہر جہپک جاتی تہی
جو نوشاہ بننے مین معمول ہے | مدارج زیادہ ہوئے اوس سے
بناچکے نوشہ وہ عالی وقار | ہوئی جان و دل سب اوس پر نثار
پڑا غلغلہ بزم مین ایکبار | کہ دولہا ہوا چاہتا ہے سوار
سنا جس گہڑی یہ امیرون نے غل | لگی ہونے اسوار وہ جز و کل
ہوئے سونکے جو ضون پر سب سوار | عجب سرخ جوڑونکی اوپر بہار
عیان ہاتہیون پر سیہ تہا سلا | پہاڑونپہ گو سون سے لالہ کہلا
جو اک سمت پلٹن رسالے ہے | تو اک سمت کو ہالی والے ہے

بہم کہتی تہی دیکھہ کر یہ سماں | پرستاں میں لطف ایسا کہاں

کبھی کہتی نوشاہ کو دیکھہ کر | پریزادونسی بہی یہ ہی خوبتر

یہی حسن ہی نور و ماہ تمام | پریزاد سب اسکی لونڈی غلام

یہ جیسی ہی مسند یہ باعز و جاہ | فلک پر نہیں جلوۂ مہر و ماہ

غرض ڈیڑہ سو گز کی بارہ دری | امیروں وزیروں سی سب تہی بہری

جو ہیں دو پہر رات پوری ہوئی | تو پہر آمد آمد ہوئی نہری کی

وہ پہرا جو سسرالسی آچکا | نہانیکو دولہہ اوٹہا مہ لقا

جڑاو چہپی چوکی حمام میں | بہرا طاس میں آب اور جام میں

وہ رشکِ قمر جبکہ عریاں ہوا | نہانیکا یکدست ساماں ہوا

وہ گیسو کہ ہو جیسی سنبل نہال | مصالح سی خوشبو ہوئی اونکی بال

بدن صاف ایسی سی بالکل ہوا | تو رنگ بدن پر فدا گل ہوا

پڑا سر پر پر آب طاسِ طلا | تو قطرہ نہیں تہی موتیونکی ضیا

غرض جب نہا دہو کی پونچہا بدن | کیا رختِ شاہانہ کو زیبِ تن

شب عقد آئی جو عشرت فزا | ہوئی بزم طرفین آراستا
امیران عظام حاضر تھی سب | ہوئی شاہ جن کی بھی آمدن طلب
کہا سب جنوں سی کہ آگاہ ہو | نہو آدمی میری ہمراہ ہو
کہا دیوونسی ساتھہ تم بھی چلو | ہوا ہو سو بزم شادی چلو
نہو تا کہ انسانونکو خوف و بیم | ہر اک صف ہو ہمرنگ موج نسیم
بخوبی کرو سیر تم رات بھر | مگر تم نہ آنا کسیکو نظر
کہا سب نی بہتر نہیں یہ محال | رہیں اصل صورت پہ ہم کیا مجال
غرض با صد آرایش و کر و فر | گیا شاہ جنات نوشہ کی گہر
گیا در تلک لینی خورشید شاہ | وہ محفل میں بیٹھا بصد عز و جاہ
خواص اوسکی سب پیچھی استادہ تھی | پی خدمت شاہ آمادہ تھی
جو تھی دیو اور جن بشکل ہوا | تماشا لگی دیکھنی ناچ کا
طوایف جہندہ تھی یوں مثل برق | نہ تھا اونمیں اور برق میں کچھ بھی فرق
یہ عالم جو پیش نظر ہوگیا | ہر اک دیو جن بیخبر ہوگیا

روانہ براک خوش شمائل ہوئے
ادہر ناچ سی شاد محفل ہوئے

پہر ہر عجب ناچ گانا رہا
کہ سن سنکی محو اک زمانہ رہا

سپیدی سحر کی عیان ہو گئے
وہ محفل کی محفل بہم سو گئے

گیا ماہ پیکر بہی خواب ناز
پہر کہٹ کو سو کر کیا سرفراز

اسی خواب مین وہ پہر جب ڈہلی
تو اوس سرو کی چشم شہلا کہلی

ہوا خواب راحت سی ہشیار وہ
ہوا بخت کی طرح بیدار وہ

جوان بخت تہا اور جوان سال تہا
حسد سی فلک جسکی پامال تہا

طیاری رفتن برات شاہزادہ ماہ پیکر بخانہ ملکہ سیمتن بکمال جلوس و رسیدن بخانہ عروس و گردیدن عقد با عروس و آوردن او بخانہ خود

پلا ساقیا اب شراب فرنگ
کری تا خرد بزم شادی سی جنگ

وہ می ہو کری نشہ جب اوسکا جوش
اوڑا دون فلاطون کی بہی عقل و ہوش

می جس سی بنکی متوالیان | لگی دینی وه سب کی سب گالیان

ہنسین لگا لینو نسی وه بیجوقت دیم | لگی اون کلونکو وه گویا نسیم

غرض ہو حکا جب بہم شور و شر | ہوا اونکا بازه دریمن گذر

جہان ماه بیکر تہا جلوه نما | جما وہان ان سبہونکا ہوا

بہی یہ جوکی اوسجا جو ہر نگار | ہوا جلوه گر اوسپه وه باوقار

اوسی پہلی صری کہلائی گئی | مبارک سلامت بہی گائی گئی

بلد وہ جو کہایا بصد التفات | کہین خوشیکی سوا کی نہ بات

عجب وقت تہا جاو ارمان کا | کہلایا گیا بیڑه بہی پان کا

جو آیا تہا جوڑا جواہر نگار | کیا اوسکو زیب بدن ایکبار

کیا گہنا بہو لونکا زیب بدن | ہوئی طره بدہیکی سب پیرہن

حنا لگنی کی جبکه ساعت ہوئی | تو تکرار ہونی لگی نیگ کی

اکئی نہر جب نیگ مین لی لئی | تو مہندی لگائی گئی نازسی

حنا بند باندہی بصد امتیاز | کہا لی مبارک ہوای سرو ناز

وہ کلدار شمعین تہین اونپر جہی | کہ پروانہ ہر بلبل باغ سے تہے

وہ مہدیکی چوکی مرصع نگار | جواہر جو پاتی تو ہو خود نثار

پلیدیکی تہی ایسی پرنور خوان | ضیا مین جو تہی مہر سی دور خوان

غرض ہو بیان جتنی سامان کا | کہین اوس بیانسی سوا تہا سوا

بہن سمتین کی تہی سرو سہی | وہ مہندی لگانیکی خاطر چلی

ہزارون جو مہمان تہین بیبیان | ہوئین سمدہنین نکلی وہ بہی روان

ہزارون ہی دینار لٹتی چلے | انار اور مہتاب چہٹتی چلے

عجب لطف تہا طرفہ تر تہا سمان | کہ آپہنچا دولہہ کا اسمین مکان

اتر کر چلین سمدہنین ایکبار | ہر اک پر چمن کی تہی گویا بہار

کمر بہاری جوڑیسی بل کہاتی تہی | ہر اک چلنے مین پاؤن پہیلاتی تہی

سو دراید ہر سی یہ پریان چلین | کہ پہولونکی چہڑیان سہون پاتہین چلے

ہر اک کا جو تہا سرخ گل سا بدن | ہوا نیلا شکل گل یاسمن

پڑی سب پہ ایسی ہی چہڑیونکی مار | کہ تہین بد سیان نیچی اوپر تہی پار

ہراک سو یہ خوشبو تہی مہکی ہوئی | صبا مست پہرتی تہی بہکی ہوئی
چراغاں سی روشن وہ سب باغ تہا | ستارا ہراک رشک سی داغ تہا
فوارن مصفا ہراک تہا کول | کہلی جسکی دیکہی سی دلکا کول
ضیا سی چراغونکی انجم سیاہ | خجل شمعونسی تہی قندیل ماہ
یہ اوس رات نی دنسی تب بات کی | کہ مین دن ہون تو شکل ہی رات کی
کہا دن نی ہی ٹہیک تیرا کلام | تو اب جو کہی ہی بجا لا کلام
تری نور کی یہ جو صورت ہوئی | یہ سب سیمتن کی بدولت ہوئی
جو دولہہ کی گہر تک تہی تہا بہر گڑی | چراغ اونمین سب چاندی سونیکی تہی
فتیلی تہی فیتی کی اونمین پڑی | جلا عطر شب بہر عوض تیل کی
جو تہی سیر مین لاکہون مرد و زن | مہک اوٹہا اونکا لباس بدن
غرض نصف شب جب عیان ہوگئی | بجی باجی مہندی روان ہوگئی
جو تہار و زر سا نچی اودہر کا جلوس | کچہ اوسی سوا تہا ایدہر کا جلوس
حنا کی طلائی طبق تہی تمام | حنا پر روپہلی ورق تہی تمام

روانہ ہوا ماہ پیکر ادہر — جو مہمان تہی وہ گئی اپنی گہر

غرض شاہزادہ محل مین گیا — وہ خورشید برج حمل مین گیا

زبس ماہ پیکر تہکا ماندا تہا — پہپرکہٹ پر آرام اوسنی کیا

بیان طیاری رسوم حنابندی شاہزادہ ماہ پیکر از خانہ ملکہ سمین

ذرا ساقیا آ ہماری بہی کام — می سرخ ہو اور زمرد کا جام

یہ سبزی یہ سرخی دیکہاتی بہار — کہ مہندیکی اوصاف ہون آشکار

وہ وی جام جو اسقدر سبز ہو — سخن منہہ لگا تہی سرسبز ہو

ہو مہندیکی سبزیمین وہ گفتگو — کہ سب شاعرو نمین ہو نمین سرخرو

بس اب انتہا سی مجہی کام ہی — کہ اس سبزیکا سرخی انجام ہی

ہر اک انکہہ اب اسقدر لال ہو — کہ نظرو نمین ہر سبزہ پامال ہو

جو مہندیکی شب آئی عشرت فزا — بیان کیا کرون نور اوس رات کا

وہ رات اسطرحکی طرحدار تہی — کہ اوسی خجل زلف دلدار تہی

روان جب یہ اسباب سارا ہوا ۲۸۴ تو دولہہ کی آمد کا ڈنکا ہوا
جلوس سواری عیان کیا کرون عیان چیز کو مین بیان کیا کرون
عیان جب وہ خورشید انور ہوا قمر ضو سی مہر منور ہوا
کھڑی تہی جو لاکھون ہی چھوٹی بڑی درود اوسکی چہرہ پہ پڑہنی لگے
وہ سامان سبکا دیکھائی دیا ہوئی محو ہوش انکو مطلق نہ تہا
عیان فیل پر تہی یہ اوسکی شکوہ کہ خورشید نکلا تہا بالائی کوہ
بجہول اوسکا نیل فلک قدر تہا اور اوسپر عیان وہ ملک قدر تہا
قریب اوسکی بدر الدجی جلوہ گر فدا تہا جو ہر دم پسر پر پدر
جلو مین امیران عالی وقار تکلف سی سب ہاتہیو پر سوار
بشان و تجمل بجاہ و حشم بہ فوج و بہ لشکر بہ طبل و علم
دلہن کی مکانمین وہ داخل ہوئی رسوم اوس جگہہ ساری حاصل ہوئی
نشان چڑہ چکی باخوشی ہمدگر ادہر سی اودہر اور اودہر سی ادہر
رہا وہ بہرات تک ناچ رنگ سبہون نی نکالی دلونکی امنگ

یہ کرنا کی پہنچی صدا دور دور ۔ خوشی آج ہی مجھکو کرنا ضرور

غرض نوبتی بھی گئی جب گذر ۔ تو آرایش اوسدم ہوئی جلوہ گر

ہر اک تخت مثل زرنگت مین تھا ۔ کہ جو تخت طاؤس حیرت مین تھا

سنہری روپہلی جو گل تھی بنی ۔ فلک تخت تھا اور ستاری وہ تھی

حسین اسقدر سرو سانچی تمام ۔ جھکا سرو باغی برائی سلام

جڑاؤ وہ سوئیکی تھی جو گھڑی ۔ کہ ہو خیرگی گر نظر جا پڑے

بروج فلک صاف ساری وہ تھی ۔ جو تھی نقل اونمین ستاری وہ تھی

جو تھی قرص اونمین سفید اور زرد ۔ وہ تھی مہر و مہ حسن مین اپنی فرد

وہ میوہ تھا بعضی گھڑونمین بھرا ۔ نہوگا ولایت مین ایسا ہرا

صفت کیا ہو بادامونکی آشکار ۔ کہ کرتی تھی خوش چشم انکھین نثار

وہ پستی کہ سبز مین ایسی تھی تر ۔ کہ پستہ لب تھی خجل ہو کی زرد

غرض میوی تھی اونمین ہر قسم کی ۔ کوئی وصف اونکی کہانتک لکھی

وہ تھین گلستان جنسی اوڑ جائین ہوش ۔ بہت بھاری تھی اونپر پڑی تورہ پوش

ہر اک جا کی لوگ اور ہر شہر کی … غرض جمع تہی آدمی دہر کی

وہاں جمع تہی جسقدر خاص و عام … پہنچتا تہا شادیکا سبکو طعام

کہاں تک کہوں پہر جب ڈہلی … تو گہر کو دولہن کی وہ ساچق چلی

جلوس اوسکی ہمراہ جو کچہ کہ تہا … بیان اک زبانسی کروں اوسکا کیا

زبانیں جو ہوں برگ گلسی کثیر … تو شاید بیاں ہووی عشر عشیر

آید ہر فوج بدر الدجی بی شمار … اودہر ماہ پیکر کی لاکہوں سوار

نئی وردیاں اونکی تہیں زیب جسم … جدا رنگ میں نون فوجونکی قسم

بڑہیں جب فوجیں جنیں باندہ کر … ہوئی ناقہ اسوار تب جلوہ گر

وہ ناقی رواں اسقدر تیز گام … روا ینہیں لی جنکی شبدیز گام

ہویدا پہر آواز عشرت ہوئی … کہ نوبت کی آنکی نوبت ہوئی

نئی جوڑی پہنی ہوئی نوبتی … عجب لطف کی زرق برق اونہیں تہی

فلک زیر دامان سپ چالاک تہا … نقارہ ہر اک برج افلاک تہا

وہ شہنا نواز اونکی ہمراہ تہی … کہ خوش شیخ ثنا کرو ہو کرنی

زبر جد کسی جا پہ اوس مین ٹکا | مگر چھوٹ پڑتی تھی یہ پر ضیا
کسی جا بسنت مین وہ پکھراج تھا | کہ دل حسن سے جسکی تاراج تھا
وہ پوشاک زیب اوسکو ایسی ہوئے | بہار بسنت آکی صدقے ہوئے
ہوا شہر حیرت زدہ دیکھ کر | خبر تھی نہ تھی یہ بسنت اب کدہر
یہ رنگ طرب باغ مین چھا گیا | کہی روز تک رنگ کھیلا گیا
چلین رنگ کی ایسی پچکاریان | گل و لالہ کی زرد تھین کیاریان
مگر سرخرو گیندیکا تھا چمن | کہ تھا زرد وہ ملی جیسی پیرہن
ہ چنبیلی جو تھی مد تو نسی کبود | ہوئی زرد وہ بھی برائی نمود
غرض روز سالچق کا جب آگیا | تو رنگ خوشی شہر مین چھا گیا

بیان رفتن سالچق شاہزادہ ماہ پیکر بخانہ ملکہ سیمتن

مجھی ساقیا پھول اب پلا | کہ دین نقل سالچق نہایت مزا
ہوئی شہر مین جبکہ سالچق کی دہوم | تو خلق خدا کا ہوا اک ہجوم

واماده شدن سامان هر دو جانب بنا بر رسوم مشهوره

مئی شادی و عیش ساقی پلا ۔ که شادیکا چهیڑین هم اب سلسلا
گئی رقعی شادیکی هر شهر مین ۔ پڑا شور وغل بیاه کا دهر مین
وه رمال نی دیکهه کر زایچا ۔ مقرر کیا تها جو دن مانجهی کا
بڑی دهوم سی مانجهی بیٹهی دولهن ۔ دولهن کونسی یعنی وه سیمتن
اودهر ماه پیکر هوا زرد پوش ۔ اڑی حسن پوشاک سی سبکی هوش
یه تهی گلنی پر موتیون کی بهار ۔ که دلهنی هوا عقد پروین نثار
کسی جا په نگ اوسمین یاقوت کا ۔ زمرد کا نگ تها کسی جا لگا
کسی جا په نگ تها وه الماس کا ۔ زوال اوسسی تها بهوک اور پیاس کا
اگر پیش چشم اوسکی پوشاک هو ۔ گریبان حسینونکا بهی چاک هو
بسنتی وه اوسکی جو پوشاک تهی ۔ وه تهی بی تامل کئی لاکهه کی
بنت زر تهی حسن مین اپنی فرد ۔ ٹکی جابجا اوسمین یاقوت زرد

وہ تینون بہم گرتی پڑتی ہوئی — پہ چہپرکہٹ تلک باخرابی گئے

یہی بات کرنیکی اوسوقت تاب — کیا اوس چہپرکہٹ مین تینون نے خواب

جو تہی خواب آلودہ ہوکر اوٹہی — ہوئی دو پہر جب تو سوکر اوٹہی

بہم ہاتہہ منہہ دہو کی کہایا طعام — اسی عیش و عشرت مین تہی صبح و شام

یہ اکدن کا ہی ذکر بدر الدجی — پدر پاس خود سیمتن کی گیا

کہا یہ غرض ہی مری آنیسی — کہ اب سیمتن کو مجہی دیجیے

جو ہی ماہ پیکر تمہارا ہی یہہ — مری دونون آنکہونکا تارا ہی یہ

بہم دو جو تخلونکا پیوند ہو — ثمر ہو یہ حاصل کہ فرزند ہو

ہو اس امر شرعی مین جو کچہہ صلاح — وہ بولا کہ دونونکا کیجی نکاح

غرض عقد کا دن مقرر ہوا — گئی باپ کی سمت وہ مہ لقا

یہ تہا سیمتن کا اوسی اشتیاق — کہ دو چار دن کی جدائی تہی شاق

طیاری شدن شادی شاہزادہ ماہ پیکر از ملکہ سیمتن

ہوی جب فراغت اونہین نذر سی | تو بدر الدجی نی لگایا گلے
کیا بیٹیونکی طرح اونکو پیار | کہا مین تصدق مین تمپر نثار
پدر تم پہ کیونکر نہ قربان ہو | مری ماہ پیکر کی تم جان ہو
مری لعل کی خوبی بخت تہی | ملین بیبیان اوسکو تم دونوسی
رہو تم گل باغ عالم مین شاد | ہمیشہ بہلو بہلو لو آپنی مراد
یہ کہکر کیا طائفون کو طلب | لگی کرنی مجرا وہین آکی سب
ہراک رقص مین یون بعشرت ہوئی | کہ زہرہ کو گردونپہ حسرت ہوئی
عجب رات بہراک سمان بندہ گیا | کہ سب محو عشرت تہی کچہ غم نہ تہا
غرض وہ گہڑی رات جب دم رہی | تو صحبت وہ سلطان نی موقوف کی
وہین سیمتن اور سرو سہی | ہراک کرکی مجرا مرخص ہوئی
چلا ماہ پیکر بہی دونوکی ساتہہ | بہم وہ دونون ہاتہونسی دونوکی ہاتہہ
خماری بہری نیند مین انگہڑیان | یہان ایک تہا پاؤن پر اک وہان
نہ تہا اوسگہڑی چال کا بندوبست | طریقہ یہ تہا جیسی چلتی ہین مست

خدائی یہ کہیں خانہ آبادیاں — ملی ہیں دو مجکو شہزادیاں

وہ بارہ دری میں ہیں باصد حجاب — کرو سرفراز انکو چلکر شتاب

یہ سنکر اوٹھی ماہ پیکر کی ماں — جہاں مہر وبہ تھیں وہ آئی وہاں

جو ہیں پہنچی دونوں کی وہ سامنی — تو مجرا کیا ہر گل اندام نی

وہ دونو جو تھیں مثل بدر کمال — ہوئیں نذر کو خم بہ شکل ہلال

جو ہیں دونوں کی حسن پر غور کی — تو اوسکی نظر کو ہوئی خیرگی

نظر بھر کی دیکھی کہاں اتنی تاب — ہی اک آفتاب ایک ہی ماہتاب

غرض لاجواب اوسنی پایا اونہیں — گلی ماری باری لگایا اونہیں

کیا بھاری خلعت سی جب سرفراز — پھری گرد اونکی بصد امتیاز

طلب جام آب ایک اونسی کیا — اوسی وار کر دونو پرسی پیا

کہا باپ پاس اب چلو میری جان — کہ بدر الدجی کا تھیں ہی دہیان

اوٹھیں سنکر اور سر وسی ہی — ہر اک پر حجاب اور لجائی ہوئی

وہاں آئیں جسجا تہی بدر الدجا — بہت جہک کی دونوں نی مجرا کیا

۲۷

سرچوک جندام گدز ہوگیا | جواہر لگا ہونی اوسپر فدا
جوتہین کسبیان ہر طرف بام پر | نظر کرتی ہی اوس گل اندام پر
کہڑی ہوکی مجرا وہ کرنی لگین | تصدق وال اپنا وہ کرنی لگین
بہت شاد و خوش کام اونکو کیا | سراواز انعام اونکو کیا
رعایا ہوئی دیکہہ کر شادمان | زر و واد سب پڑہتی تہی خرد و کلان
بصد عیش و تمکین بصد عز و جاہ | محلمین وہ داخل ہوا رشک ماہ
کیا ماںکو جسوقت جہک کر سلام | کہون کیا وہ کیسی ہوئی شاد کام
جوہین آگئی وہ ماہوش آگیا | خوشی مین وہین ماںکو غش آگیا
خواصون نی چہڑکا جو منہ پر گلاب | ہوئی تب وہ ہشیار عالیجناب
وہین آنسو آنکہونمین بہر بہر کی وہ | گرا پاؤ پر اپنی مادر کی وہ
اوٹہایا اوسی پانو پر سی وہین | گلی بہی لگایا دعائین بہی دین
کہا اوسنی تب ماںتہونکو بلاندہ کر | تصدق ہوا آپ پر یہ پسر
مری جانمین وہ آمین ہین مری ساتہہ | رکہین سر پر آپ اونکی شفقت کا ہاتہہ

پہ سنگر ہوا ماہ پیکر سوار | عیاں سامنے سے ہوا شہریار
پڑی جب پدر کی پسر پر نظر | محبت کی ماری ہوئی آنکھ تر

ملاقات شدن بدر الدجی شاہ و شاہزادہ ماہ پیکر و راشنائی راہ و بر تخت خود جانب چپ نشانیدن محل آوردن و رقص کنانیدن

مے عیش کا ساقیا دور ہو | کہ باہم ملاقات کا طور ہو
جب آپہنچا بیٹا پدر کے قریب | ہوا حال بدر الدجی کا عجیب
پسر نے وہیں نذر دی باپ کو | کہا باپ نے ہے معاف آپ کو
ہوا دل فدا لعل خوش تخت پر | قریب اپنے بٹھلا لیا تخت پر
رہا بر میں گو وہ بڑی دیر دل | نہ ہرگز ہوا شاہ کا سیر دل
چلی شہر کو مسکراتے ہوئے | کلیجے کو چھاتی لگاتی ہوئے
زر سرخ ہونا تھا اوپر نثار | نہ تھی اوسکی گنتی وہ تھا بیشمار

چلی ہین وہ تو تیر دینی مجہی | وہ آتی ہین اب آپ لینی مجہی

دیا حکم اپنی بہی سب فوج کو | صفین باندہ کر تم سب استادہ ہو

جب آپہنچی شاہِ گرامی یہان | بہت لطف سی ہو سلامی یہان

جو ہین حکم قطعی یہ جاری ہوا | وہ لشکر درست ایکباری ہوا

ہوئین پلٹنین اور رسالی درست | سلامیکو سب باجی والی درست

اِدہر فوجکی یہ درستی ہوئی | کہ آپہنچا اتنی مین وا ؤ دبہی

جواب اوسکی عرضیکا اوسکو دیا | ادب قاعدیسی وہ خط لی لیا

رکہا فخر سی اپنی سر پر اوسی | پڑہا کہول کر پہر سراسر اوسی

نظر باپ کی خط پہ جیدم پڑے | ہوئی تب خوشی اوسکو حاصل بڑے

ادہر خوش یہ بیٹہا تہا وہ خط لئی | کہ آئی خبر دار دوڑی ہوئی

پسینی مین تر اوسکی پوشاک تہی | بڑی چہرے پر راہ کی خاک تہی

کہا شاہزادیسی بعد از سلام | بڑہی عمر و اقبال و دولت مدام

نہین انتہا حشمت و جاہ کے | سواری ہی نزدیک اب شاہ کے

درخشاں وہ بازار سب ہو گیا — غرض شہر سارا حلب ہو گیا

ہر اک کوٹھوں پہ تھی طائفی — مع ساز سب مستعد رقص کی

ادھر تو ہوا شہر آراستہ — سواری ادھر در پہ پیراستہ

جو لایا تھا عرضی بصد امتیاز — گیا دیکھ خلعت اوسی سرفراز

جواب اوسکی عرضی کا یہ لکھ دیا — کہ ہم آپ آتی ہیں اے دلربا

خدا نی یہ صورت دکھائی ہمیں — مناسب ہی اب پیشوائی ہمیں

وہیں آ کی نور آنکھوں میں پاؤنگا — وہیں تمکو چھاتیسی لپٹاؤں گا

رہو باغ عالم میں پیاری نہال — سلامت رہو تا صد و بست سال

گیا لیکی واں او وہ ادھر کو جواب — ادھر بڑھ گیا دلکا اور اضطراب

نہ کی دیر پھر شاہ نی زینہار — چلا سوی دلبر وہ ہو کر سوار

ہوا کم دل شاہ والا کا کرب — سلامی ہوئی ایکسو ایک ضرب

صدا آئی توپوں کی جب متصل — دھڑکنی لگا ماہ پیکر کا دل

کھلا مثل گل سنکی یہ بار بار — ہوئی قبلہ و کعبہ میری سوار

یہ توہی نی ہم پر کیا ہی کرم ❊ کہ پہر ماہ پیکر سی ملتی ہین ہم

ترارت جگہ ہین کرونگی ضرور ❊ مین اب طاق مسجد بہرونگی ضرور

چڑہاونگی اور تیری درگاہ مین ❊ وہ سب بانٹ دونگی تری راہ مین

خوشی سی ہر اک کا دل آباد تہا ❊ غرض وہ محل کا محل شاد تہا

چلی دفعتہً یہ ہوائی طرب ❊ در و بام سی تہی صدائی طرب

محل کا تو کہنی محل ہی مین حال ❊ امیر اب وزیر ونکا سنئی کمال

ہوئی جب تلک وہ سواری درست ❊ کیا حکم سی شہر کو بہی درست

جو تہا ساکن شہر چہوٹا بڑا ❊ ہر اک خود ہی مدتسی مشتاق تہا

کیا سب نی ملبوس اپنا درست ❊ پہن کر ہوئی سب وہ چالاک و چست

سر راہ کوٹہون پہ بیٹہی تمام ❊ ہوا مرد و زن کا بڑا اژدحام

جو ناموس اشراف تہی نامدار ❊ جہروکون مین بیٹہی تہی وہ پردہ دار

جو سنسان مدتسی بازار تہا ❊ جو دیکہا تو اکدم مین گلزار تہا

دکاندار دلکی طبع خرسند تہی ❊ ہر اک کی دکان آئینہ بند تہی

پڑہا اوسنی جب ماہ پیکر کا نام — کہ حاضر ہوا ہی قدیمی غلام

یہ سنکر ہوا یہ محبت کا جوش — کہ مطلق نہ باقی رہی عقل و ہوش

لگا غش جو ہونی وہ عالی مقام — کلیجہ لیا دونون ہاتہونسی تہام

گہڑی بہر تک اوسکی یہ حالت رہی — اور اوسکی وزیرونکو رقت رہی

اوسی غش سی جب ہوشیاری ہوئی — تو آنکہونسی اک نہر جاری ہوئی

کہا میری دلکو ہوا اب سرور — وہ آیا گیا تہا جو آنکہونکا نور

وزیرونکی جانب کیا یہ خطاب — سواری مری در پہ آئی شتاب

خیال آرہا ہی یہی ہر زمان — پیادہ اوہر کیطرف ہون رواں

ہوئی شہ کی اسواری طیار ادہر — محلمین بہی اوس سمت پہنچی خبر

وہ آپہنچا جو چاند تہا گم ہوا — خوشی سی عجب اک تلاطم ہوا

ہوئی مادر ماہ پیکر بحال — کیا خاک پر سجدۂ ذوالجلال

کہا شکر ہی ای مری بی نیاز — تری ذات بیشبہہ ہی کارساز

فدا تجہپہ مین بار بار ای کریم — تصدق ہون مجہسی ہزار ای کریم

غرض جبکہ واں وہ حاضر ہوا ۲۵۰ تمیدہ وہ مجرے کی خاطر ہوا
ہوا راست جس وقت وہ نیکنام کیا شاہ نے حسب عادت سلام
وہ عرضی رکھی اوسنے رومال پر چلا پیش شہ وہ جھکائے نظر
اوسے وہ پہنچا جو ہین تخت پاس تو دی نذر اپنی بہوش وحواس
فراغت ہوی نذر سے جس گھڑی تو عرضی وہ رومال پر پیش کی
غرض بعد اسکے وہ پیچھے ہٹا اوسے کیا اوسنے مجرا ادا
تمنا جو تھی اوسکی دلکی سے ملے کہ دربار شاہی مین کرسی ملی
بجا لا کے مجرا وہ بیٹھا جو ہین لگا منشئ خاص پڑھنے وہین
وہ عرضی کھلی شہ کے جب روبرو تو آنے لگی صاف الفت کی بو
لگا دل کھچا جانے عرضی کی سمت ہر اک آنکھ لپھای منشی کی سمت
کہا ہی نہایت ہی فرحت مجھے ہی اس خط کی حرفونسے الفت مجھے
یہ لہرا رہی ہی مجھے بار بار کہ ہر حرف پر دلکو کیجے نثار
ادہر تو یہ کہتا تھا بدر الدجی ادہر منشئ خاص پڑھنے لگا

زبانی مری تم یہ کہنا پیام یہ حاضر ہوا اس لئی خود غلام

ہوا ہوگا یہ آپکی دل نشین کہ اب ماہ پیکر سلامت نہین

اگر دفعتہً روبرو آؤن مین مبادا خوشی مین الم پاؤ نہین

کہ ہون آپ ماری خوشیکی ہلاک اڑایا کرون اپنی سر پر مین خاک

لہو رو لگا ہو چشم غمناک مین یہ سب عیش میرا ملی خاک مین

یہ فدوی بھی اوس دن خدا یا نہو کہ جب آپکا سر پہ سایا نہو

یہ روداد کو جب وہ بھیجا چکا لگا کر گلی اوسکو رخصت کیا

ہوا جبکہ داؤ داو دہر کو سوار سوار اوسکی ہمرہ گئی دو ہزار

جلوس اوربھی اوسکی ہمراہ تھا عجب دبدبہ تھا عجب جاہ تھا

غرض طی ہوئی ایکدم مین وہ راہ در شاہ پر پہنچا با عز و جاہ

یہ بدر الدجی کو خبر ہو گئی کہ بھیجا ہی اوس شاہ نی ایلچی

وہ خط لیکی آیا ہی اوس شاہ کا وہی نامہ بر شاہ ذیجاہ کا

خبر پہنچی بدر الدجی کو یہ جب کیا ہو کی ناچار اوسکو طلب

بہار و زعیش اور گئی شام غم / گئی سد الحمد ایام غم
بڑی پیچ مین آگیا تہا غلام / پڑا تہا مری · پر الفت کا دام
یہان مجکو تہی بادشاہی نصیب / ہوی اسکی بدلی تباہی نصیب
تباہی جو اپنی کرو تمین رقم / تو یہ نو ورق ہین فلک کی بہی کم
کہ عشق کا سب یہ رنج و عذاب / دعا نی کیا آپکی کامیاب
محبت مین جسکی ہوا تہا فقیر / خدا نی مجہی دی وہ مہر منیر
کرم بخشندِ ازل کا ہوا / کہ سر وہی پہ بہی قبضہ ہوا
غرض جب مشرف یہ ہوگا غلام / کریگا بیان حال سارا غلام
الٰہی جو ہی بہر اقبال و جاہ / درخشان رہی تا ابد سال و ماہ
لکہا سب جو حالِ دلِ دردمند / لفافہ کیا اوسکا ویفر سی بند
یہ پہر اوسنی دا و دجن سی کہا / کہ یہ کام ہی آخری اب مرا
تو ای بہائی اول بہی تہا نامہ بر / یہ اب آخری قاصدی تو ہی کر
یہ عرضی تو پہنچا مری باپ کو / یہ کہنا مبارک پسر آپ کو

پس از حمد و نعت خدا و رسول | دو عالم کی جنسی ہین مقصد حصول

جو سید و پنہ رحم اپنی کہاتا ہی رب | جو بچھڑی ہو انکو ملاتا ہی رب

ثنا اوسکی ہی جان و دلسی قبول | کہ اوسی ہوا میرا مطلب حصول

اوسینی مجھی پھر دیکھایا وطن | یہ اوارہ پھر پھر کی آیا وطن

وہی آپکا مین خطاکار ہون | قدیمی وہی کفش بردار ہون

نہایت ہی حضرتسی نادم ہوئین | مری قبلہ و کعبہ خادم ہوئین

وہ ہون جو پلا ناز و نعمت مین مین | ہمیشہ رہا عیش و عشرت مین مین

پھر آیا غلام اب یہ قدمون تلی | رہیگا مدام اب یہ قدمون تلی

جو ہین کمترین اونسی کمتر ہوئین | وہی آپکا ماہ پیکر ہون مین

گنہگارم امیدوار آمدم | بدرگاہ تو شرمسار آمدم

بدی از من و نیکی آید ترا | ز خردان خطا از بزرگان عطا

ز سر تا قدم جرم سارا ہوئین | برا یا بہلا ہون تمہارا ہوئین

بہت دن کہ مامور د آفات کا | ہی اب آسرا آپکی ذات کا

غرض بادشہ تک بھی پہنچی یہ بات ‌ ‌ کہ اک فوج اتری ہی زیرِ قنات

نہین کچھ شمار اُنکی وہ فوج ہی ‌ ‌ وہ ہمثل فوجِ ظفر موج ہیہی

اور اوس فوجکی ساتھہ ہی شاہ ہی ‌ ‌ ستارون مین ہو جس طرح ماہ بھی

خبر جب یہ بدر الدجی نی سنی ‌ ‌ کہا ملک حاضر ہی لی لی ابہی

اگر ہمسی وہ طالبِ جنگ ہی ‌ ‌ یہان رخ خود سینی مین تنگ ہی

نہین آپ جینا گوارا ہمین ‌ ‌ کہ بیٹی کی فرقت نی مارا ہمین

عبث اوسکو ہی قصد جنگ و جدال ‌ ‌ خوشی سی یہ دیتی ہین ہم ملک و مال

جو وارث تہا وہ ماہ پیکر نہین ‌ ‌ ہمین خواہشِ تخت و افسر نہین

جو درکار پہلی اوسی جان ہیہی ‌ ‌ تو حاضر یہ سر اوسکا احسان ہی

غرض اوسطرف تو یہ تہا درد و غم ‌ ‌ ادہر اسنی کی ایک عرضی رقم

پدر کو جو حال اپنا لکہنی لگا ‌ ‌ عبارت یہ عرضیکی تہی برملا

عرضی نوشتن ماہ پیکر شاہزادہ والاگہر بخدمت پدر بزرگوار خود

لبون پاس پہنچی تو آئی صدا
یہ لشکر ہی سب شاہ جنات کا

جو سردار ہی نذر وہ دی چکا
جو خلعت کا معمول ہی لی چکا

ستم کی نہ غم کی نہ ڈر کی ہی فوج
یہ سرو ہی کی پدر کی ہی فوج

یہ سنتی ہی تینو نمین جان آگئی
ملا ایکسی ایک ہو کر خوشی

یہ سامان آفت جو سارا گیا
بہت سا تصدق اوتارا گیا

نکل کر ہوا ماہ پیکر سوار
روانہ ہوئی پہر وہ فوج ایکبار

رواں تیز تہا مثل باد تمام
پہر پہر وہ کرتا تہا شکو مقام

غرض چند عرصی مین آئی مراد
وطن کا نظر آیا اوسکو سواد

کہا سب سی میرا وطن پاس ہی
یہ بلبل خوشی ہی چمن پاس ہی

مرا شہر کل پانچ کوس اب رہا
اسی جا سہونکی ہوں خیمی بپا

ہوا میری ملنی کا عوض سوز
خدا کی کرم سی یہ آیا ہی روز

اوسی جا پہ خیمی بپا ہو گئی
وہ فکر سفر سی رہا ہو گئی

کئی کوس تک جب وہ لشکر بڑہا
زمیندار ونکو تہا ترود بڑا

کہا وہ تو ساغر تمہارا ہوا | یہ پینی کو حصہ ہمارا ہوا
یہ تب ماہ پیکر نی تدبیر کے | کی پہر حلق آب شمشیر کی
مگر دل مین پہر یہ خیال آگیا | کہ دو زہر مین ساتھ ان دونو کا
غرض تیسرا دوسری ساغر بہرا | وہ ساغر خوشی ہو کی آگی دہرا
کہا سیمتن سی کہ ای جان من | رہی یاد تمکو یہ میرا سخن
یہ جب تو ہو گوش زد غلغلا | کہ شکر یہ دونو کا بشکر کرا
اسی وقت مین تو ہو نگا یہ جام | وہ تم کیجو جو مین کہی تمسی کام
پہر اتنیکا صدمہ جو ہونی لگا | وہ دونو کسی مل مل کی رونی لگا
کبہی سیمتن کو کیا رو کی پیار | ہوا گاہ سرو بہی پر نثار
بلائین وہ لی لی کی رونی لگین | غم دور دونی جان کہونی لگین
ادہر تو یہ سامان مرنیکا تہا | ادہر کی حقیقت سنو اب ذرا
یکایک ہوا فوج مین یہ غریو | کہ اس سمت آتی ہین لاکہون ہی دیو
یہ سنتی ہی آئی جو مرنی کی لہر | اوٹہائی اونہون نی وہین جام زہر

وطن کا بڑا زہ گیا اشتیاق　　قضا و قدر کا ہی یہ اتفاق

زبان باپکی ہمنی دیکہی قدم　　لگاتی زہ آنکہو نسی اونکی قدم

بچالی اگر تمکو ربِّ غفور　　تو جانا ہماری وطن کو ضرور

کہا سیمتن سی کہ کیا روتی ہو　　جو مین کہہ رہا ہون وہ تم بہی سنو

وصیت مین ہرگز نہ کرنا خلل　　جو کہتا ہو مین اوسپہ کیجو عمل

مری باپ مان پاس تم جائیو　　مری سمت سی اونکو سمجہائیو

یہ کہیو کہ وہ راہ مین چل بسا　　ہمین سمجہو اب ماہ پیکر کی جا

یہ سنتی ہی کہنی لگی سیمتن　　نہ خالق دکہائی یہ رنج و محن

نہ ہو سر پہ تم سا جو صاحب جمال　　تو جینا ہمارا ہی امرِ محال

اٹہی نازسی پہر وہ ماہِ تمام　　کیا زہر کا ایک طیار جام

لگی کہنی سرو سہی بہر کی آہ　　یہ لونڈی بہی پہر یگی کہان اب تباہ

جیونگی نہ رنج و بلا کی لیئے　　یہ دو جام مجکو خدا کی لیئے

کیا اوسنی طیار اور ایک جام　　کہ زہر ہلاہل تہا اوسمین تمام

جو کچھ عرض منظور تھی کی وہ عرض | کہ غمخوار ہین خیرخواہی ہی فرض
اونھون نی یہ تھہرا ویسی جب کہا | تو دل تڑپھا سینی مین حد سی سوا
قلق ماہ پیکر کو ہونی لگا | رکھا منہہ پہ رومال رونی لگا
کیا سیتن پاس وہ مہ جبین | بلا بھیجا سرو سہی کو وہین
کیا سیتن سی یہ رو کر خطاب | کہ لو جان جانی پہ وہی ہی عذاب
اوسی طرح کی آفت آئی ہی پھر | ہماری تمہاری جدائی ہی پھر
سرِ راہ لاکھون ہی ہین دیو جمع | ارادہ ہی اونکا کرین قتل و قمع
چھٹی گی جو تو مجھسی ای شکر خو | مرونگا گلا کاٹ کرین ضرور
خطائین مری ہی نئی بخش دو | مری جرم تم باخوشی بخش دو
یہ سنتی ہی بس وہ تو رونی لگی | مخاطب ہوا اوس سی سرو سہی
یہ اوس کہی ماہ پیکر نی بات | کہ تمسی بھی رخصت ہی ای خوش صفات
کئی ہون جو ہمنی تمہاری قصور | کرو عفو ہو لیں وہ ساری قصور
بڑی آفت اس وقت آئی کو ہی | کہ پیکر سی جان اپنی جانیکو ہی

غرض جب نمایاں ہوا آفتاب | پڑا عکس شمسوں پہ با آب و تاب

یہ مضمون ایمن من الامن تھا | ہر اک شمسہ خیمہ خود شمس تھا

کمر کس کے لشکر صف آرا ہوا | وہیں کوچ کا بھی نقارا ہوا

وہاں سے ہوا ماہ پیکر سوار | بدستور ہمراہ سب نامدار

بعد احتشام اوس جگہ سے چلی | وہ جب چند گام اوس جگہ سے چلی

خبر داروں نے دی یہ آ کر خبر | ہے وسنی کو اک دشت دو کوس پر

جو وسعت میں اوسکی وہ کیونکر کہیں | بجا ہے جو صحرائے محشر کہیں

یہیں اس گھڑی غلغلہ ہے بڑا | کہ دیووں کا لشکر ہے اوسجا پڑا

سلاح اونکی جسموں پہ سب ہیں درست | وہ ہیں جنگ پر جیسی چالاک و چست

وہ ہیں بیشمار اتنا کہتی ہیں ہم | ہیں لاکھوں سے افزون کروڑوں سے کم

اگر چار بھی آپڑینگی ادھر | تو مقتول ہو جائینگی فوج بھر

اگرچہ ہوا قتل دیو سپید | سنینگی وہ اونکی بر آئی امید

یہ دیو اوسکی تھوں بھائی بند | کہیں نہ آتی ہوں بہر گزند

نگہبان اونکی سپہ بی مثال … پرندہ جو پر مارنی یہ کیا مجال

جو تہین دو پریان یہ شاہی کا تہا … محلدار جن دیو ہر جا پہ آٹہہ آٹہہ

ادہر جن مین خوش تہی سرور تہے … ادہر پریان یہ غیرت حور تہے

تہا سیمتن کو کبہی خور و غم … تہا کو حق بس وہی کو الم

وہ طرفہ جو خیمونکی بازار تہے … دکانین خزونکی انبار تہے

جو لوہ کار چڑیا کا بہی دود تہا … تو بہر جنس وہ آدمو جود تہا

سپاہی حق بادشاہ سر بسر سب … تہی جنگل مین منگل ایسا لقب

طوائف کی اک سمت خیمی بلند … خنداگا نیکی دلکش و دل پسند

تہی مشغول تعلیم مین ہر پری … کہ جنمین تہی زہرہ و مشتری

وہ تہا لطف لشکر کہ جاتی تہی نیند … کسیکو نہ زنہار آتی تہی نیند

ہر اک کی تہی اوقات عشرت کی ساتہہ … بسر سب کی رات عشرت کی ساتہہ

ہوا صبح کا بطن شب سی ظہور … تو دونا ہوا اور خیمونکا نور

سپیدہ اوسہ ہونا تہا جون جون سوا … تو خیمونکی رنگت تہی اوسی ضیا

تو

وہ عالم سحر کا وہ ٹھنڈی ہوا ہر اک سمت کو جلوہ گر نور تھا

جو گھوڑی تھی زیور سی آراستا عجب خوشنما چلنی مین تھی صدا

جو زنجیرین فیلونکی تھین سونیکی عجب دلفریب اونکی جھنکار تھی

ہری پڑھتی جاتی تھی اشتر سوار کہ بیہوش تھی سنکی سب ہوشیار

وو راہی ہوا یون وطنکی طرف چلی جیسی بلبل چمن کی طرف

صفت کر سکون اوس سواریکی کیا حقیقت نسیم بہاریکی کیا

ہوا اوسکی اوپر جواہر نثار زر و لعل و گوہر لٹا بی شمار

غرض شہر سی ہو گیا جب گذر تو آیا اوسی دشت و صحرا نظر

جہان پیش خیمہ ہوا تھا بپا سر شام اترا وہان مہ لقا

جدا اتری دو خیمون دو نوشاہ کئی کوس تک گرد اتری سپاہ

زنانی جو دو خیمی تھی ایکسو دولہن کا سا حسن اور دولہن کی سی بو

نظر جسکی پڑ جاتی تھی ایکبار نہ ہٹتی تھی اونپر سی پھر زینہار

بھلا دیکھنی کی کسی ہوتی تاب کہ دونون تھین دو مہ و آفتاب

پلا جام ایسا کہ کام آئی وہ — کہیں سی کہیں مجکو پہنچائی وہ

رقم کرتی ہین راوی خوش نگار — سحر کو چلی جب ہوئی آشکار

سواریکی ہونی لگی دہوم دہام — در و بام پر بیٹہی خلقت تمام

ہوا اسطرف ماہ پیکر سوار — ہوئی ساتہہ دونون شہ و شہریار

سواری پہ اپنی اید ہر شاہ جی — ادہر اونکی ہمراہ داؤد بہی

جو تہین سیمتن اور سرو سہی — محافونمین اپنی بعیش و خوشی

ہزارون خواصین تہونمین سوار — محافونکی پیچہی رتہونکی قطار

جلوس سواری عیان کیا کرون — جو بہید ہوا اسکو بیان کیا کرون

یکایک علم کا پہرہرا کہلا — مُبین جو انّا فتحنا سی تہا

غرض بادشاہیکی ہر چیز تہی — دقیقہ نہ باقی رہا تہا کوئی

سواری چلی جبکہ باصد جلوس — اڑی ایک سو ایک تب گرد توس

وہ اس شان سی جب روانہ ہوا — سواریکی ہمراہ ڈنکا ہوا

وہ شہنائیکی دہن و نوبت کا شور — در و بام پر ساری خلقت کا شور

شدن ماه پیکر و ۲۵۷ خورشید شاه و شاه

جنات بصد حشمت و شوکت و عقب سواری

ایشان جلوس سواری ملکه سیتین و ملکه سرو سهی بکطرف

اسواری شاه صاحب و دو او دجن بمعیت لشکر ماه پیکر و بعد طی منازل

نمودار گردیدن سواد ملک و الد ماه پیکر یعنی البدجی و خیمه شدن در قطعه

پلا ساقیا وه شراب کهن | که دکهلا دی مجکو سیر چمن
بهت دن ها هو نین صحرا نورد | کهین دن رهو ولسی غربت کا درد
وطن کی جدائی بهت اب شاق | نهایت هوا هر کاهی اب اشتیاق

غرض کوچ کا دن مقرر ہوا — روان شہر سی باہر لشکر ہوا

جہان بیچ خیمہ ہوا تہا کہڑا — اوسی جا پہ جا کر یہ لشکر پڑا

ڈہنڈورا پٹا شہر مین ایکبار — کہ کل ہونگا ماہ پیکر سوار

بہانگا جو سلطان ذیجاہ ہی — وہ اوس شاہزادی کی ہمراہ ہی

ولن کو چلا ہی جو وہ رشک ماہ — تو ہی ساتہہ اوسکی چلونگا بہی شاہ

کبہی یہ ہوئین تہین نہ طیاریان — زنانی بہی ہین ساتہہ اسواریان

نہ آتہہ انگی پہر ایسی نظر — جہانو ہو سکا در و بام پر

وہ شہزادہ جسوقت ہوگا سوار — نثار اوسپہ ہوگا زر بیشمار

جو ہین شہر بہر مین فقیر و گدا — وہ لوٹین بہی حکم ہی شاہ کا

ڈہنڈورا غرض پٹ چکا اسکا جب — ہوا شہر آمادہ وے دید سب

رہا شوق مین رات بہر اضطراب — خوشی سی کسیکو نہ آتا تہا خواب

تمام شدن شب و ہویدا گردیدن صبح و سوار شدن

وہ ہرکارہ ایسا چلا رات دن ‏ ملا الغرض ملک سلطان جن

گیا شاہ جن کی جو دربار میں ‏ تو عرضی وہ دی دست دربار میں

وہ عرضی پڑھی شاہ نے جب تمام ‏ وزیروں نے اپنی کیا یہ کلام

منگاؤ میرا جلد تختِ ہوا ‏ کہ جاؤں سوئے شہر مہر الجلا

وہاں میری دختر ہے سرو سہی ‏ وہاں سے ہی اب ورنہ وہ چلی

سفر ماہ پیکر کا ہے گھر کی سمت ‏ وہ جانیکو ہے ملکِ شوہر کی سمت

خدا جانے کب دیکھنا ہو نصیب ‏ میں دیکھ آؤں ایسے میں ہی وہ قریب

غرض آیا اوسکا جو تختِ ہوا ‏ سوار اوسپہ ہوکر وہ راہی ہوا

مگر اونسے وہ کر گیا یہ کلام ‏ مرے بعد لشکر بھی آئے تمام

پھر پھر ہوا پر اڑا جب وہ تخت ‏ تو پہنچا وہاں شاہ فرخندہ بخت

ملا ماہ پیکر سے پہلے وہ شاہ ‏ ملا بیٹی سے بھی جو تھی رشکِ ماہ

ہوئی پھر ملاقات خورشید شاہ ‏ کہ رکھنی تھی دونوں نے امید شاہ

طریقہ جو ملنے کا شاہوں کے ہے ‏ بہم وہ مدارج ہوئے سارے طے

سنا شاہ نی وو نگہڑی حال خواب | اجازت اوسی کوچکی دی شتاب
پہ پہر حکم باہر نکل کر دیا | کہ طیار اسباب ہو کوچ کا
لدی پیش خیمہ وہ بیر اشتاب | جڑاو کلس جنکی ہین لاجواب
جو ہو ساتہہ فوج اوسکا ہی بیشمار | کہ طیار پیدل ہون اسی ہزار
ہون سٹہ ہزار اونکی ہمرہ سوار | ہری لاکہہ ہو تہین باقی جو چار
سواون چار مین عملہ ہمراہ ہو | وہ انشا گر و منشیہ ہی کہلاتا جو
ہون گو دانی اسواریان بہی سبہی | زنانی سواری بہی ہر قسم کی
غرض جو سفر کی لئی ہو ضرور | وہ سامان طیار کرو ضرور
ادہر تو یہ طیاری ہونی لگی | اودہر خط لگی لکہنی سنو بہی
پدر کو یہ کی عرضی اونی رستم | وطن ماہ پیکر کی جاتی ہین ہم
ہمین آکی دیدار دیکہلا ئیی | دوروی پر انوار دیکہلا ئیی
خبر تمکو کر دی کہ شکوا نہو | خدا جانی پہرنا ہو پہر یا نہو
یہ عرضی وہ طیار جب کر چکی | روانہ اودہر کو بہت جلد کی

ہر ایک انکھ اوسکی ابل آئی ہے ۔ نہ طاقت ذرا اوسکین توانائی ہے

کیا باعث گریہ کا جب سوال ۔ تو سہروشی نی کہا سب وہ حال

زبس ماہ پیکر کی عاشق وہ تھے ۔ چھپر کھٹ کی چوگرد پھرنی لگے

پھری گرد تو ماہ پر پروانہ سان ۔ یہ اوس شمع رو سی کیا پھر بیان

غم و رنج کھانیسی کیا فائدہ ۔ یہ ہمکو جلانیسی کیا فائدہ

یہ رونا و زاری ہی کسواسطی ۔ بہلا بیقراری ہی کسواسطی

کرو کوچ اپنی وطن کو شتاب ۔ زیارت سی کعبہ کی ہو کامیاب

وہ کعبہ تمہاری جو ہین والدین ۔ زیارت ہی جنکی تمہین فرض عین

یہ سنتی ہی وہ رقت اوسکی تھی ۔ کہا مسکرا کر کہ اچھا ابھی

پدر پاس اپنی چلی جاؤ تم ۔ اجازت مری اپنی لی آؤ تم

کہا سمتن نی کہ جاتی ہون مین ۔ یہ سب حال جا کر سناتی ہون مین

یہین لی آتی ہون اونسی رخصت ابھی ۔ وہ دینگی سفر کی اجازت ابھی

گئی باپ کی پاس تب سمتن ۔ کہا شاہزادی کا سارا سخن

دلاسا پر پردہ دیتی رہی ۔ بلائین بہی تا صبح لیتی رہی

نہ سنتا تہا سرو بہی کا سخن ۔ قلق ایک ایک تہا من

کری پہر تو پاوے پنہ سرو بہی ۔ کہا جوڑ کر ہاتہہ صدقی گئی

ذرا ولکو اسوقت سمجہاؤ تم ۔ سبب اپنی رونیکا بتلاؤ تم

جو نالی رہینگی یہی دردناک ۔ تو سن لیکی مین غمسی ہونگی ہلاک

گلی لگ کی روئی جو سرو بہی ۔ لگی رونیمین ماہ پیکرنی کی

بیان کر دیا اوسنی سب حال خواب ۔ منفعل سنا اوسنی جب حال خواب

کہا اسکا ناحق ہی تمکو ملال ۔ خیال اسکا کیا ہی خواب و خیال

ہوا صبح کا جب گریبان چاک ۔ کیا اسنی بہی غمسی دامان چاک

ہوئی سیمتن کو یہ جیدم خبر ۔ محلسی وہین دوڑی وہ نوحہ گر

زبانپر یہ ہردم تہا اوس ماہ کی ۔ خدایا ہو خیر اوس مری شاہ کی

چہپرکہٹ کی پہونچی وہ جیدم قریب ۔ تو آیا نظر حال اوسکا عجیب

سوار ونکی سب فراموش ہی ۔ زخود رفتہ ہی اور بیہوش ہی

خبر بھی کوئی لینی والا نہین ۔ کوئی مٹی بھی دینی والا نہین

مرینگی اوٹھا کر جو اس جبر کو ۔ لگی کہنی بیٹھی ای پسر قمر کو

چلا آب ای ماہ پیکر شتاب ۔ دکھا دی ہمین روی انور شتاب

تجھی دیکھ لین اب گذرتی تو ہین ۔ یہ حسرت نہ رہ جای جی کی تو ہین

یہ حال اوسکو جسدم نظر آگیا ۔ تو اوس خوابمین سخت گھبرا گیا

زیادہ قلق دل پہ ہونی لگا ۔ وہ چلا کی یکبار رونی لگا

لگا جو ہین کی با صدای بلند ۔ تو وا ہوگئی خوابسی چشم بند

پہر رات تہی جب کہلی چشم تر ۔ تو حسرت سی دیکھا ادہر اور اودہر

نہ آئی نظر شکل ماں باپ کی ۔ جہپر کہٹ وہی اور مکان بہی وہی

وہ رونی لگا یاد مین زار زار ۔ کدہر چہپ گئی اسکی ڈالی پکار

کہان ہو کہان ہو تم ای والدین ۔ فدا ہو تصدق ہو یہ نور عین

بلا کر محل سی نکالا مجہی ۔ مصیبت مین ایذا مین ڈالا مجہی

یہ کہہ کی تا صبح رو یا کیا ۔ قلق سی وہ جان اپنی کہو یا کیا

محلین کذر اوسکا جسدم ہوا — پہنچکر وہان اور بہی غم ہوا

جہان چہپی رہتی تہی رات دن — وہ سنسان ہی اور رہتی ہین جن

جو تہا خاص اوس ماہرو کا مکان — نظر آیا اوس جا بہی ہو کا مکان

نہ چہلین محل کی نہ وہ چہچہے — نہ اگلی سی ہنسی اور نہ وہ قہقہے

نظر باپ مان پر جو کی ایکبار — زمین پر پڑی دیکہا با حال زار

تب ہجر سی ہی یون اونکا حال — لہو رونیسی ہی ہر اک آنکہہ لال

یہ وہ ضعف مین دیتی ہین صدا — کہ ای ماہ پیکر کدہر کو گیا

خبر لی کہین اب گذرتی ہین ہم — تری غم مین ای لاڈلی مرتی ہین ہم

رہی کبتلک یہ تاسف ہمین — دکہا شکل ای رشک یوسف ہمین

اگر آج کل مین چلی آؤ تم — تو شاید کہ جیتا ہمین پاؤ تم

جو آئین ای لعل عرصہ ہوا — تو ہرگز نہین ساتہہ مین زیست کا

تمہاری نہونیکا غم ہی کمال — خدا جانے لی کون یہ ملک و مال

حباب اب تم ای ماہ سمجھو ہمین — چراغ سحرگاہ سمجھو ہمین

ویران ست و چون ۲۴۹ در محل خود رسید

دید که والدین از فرط گریہ و زاری وافتادہ اند و چنان گریسته

اند که نور چشمهاء ایشان گم دیده است و از فرط لاغری شناختن دشوار است

پلا ساقیا وہ شراب آج لال
کہ سوجہائی مجہی جسکا نشہ وصال

گرا وس مین سی اب بزم آراسته
کہ سوجہی وطنکا مجہی راسته

مری لکہی ایسی نشہ کی چاہ
کہ جستی وطن کی نظر آئی راہ

وہ خوشبو ہو می جستی مہکا کرون
کبہی خواب مین بہی بہکا کرون

جو ہین ماہ پیکر ہوا ئی خبر
تو اپنا وطن اوسکو آیا نظر

نظر آیا یہ خوابمین اوسکو حال
کہ ویران ہی شہر اوسکا کمال

دکانین مین ویران بازار اور واس
دکانو نمین بہی سو ہی غم کی اساس

رہینگی اگر شاد سرو سہی — سمجہیو کہ ہی تن بہی خوشی ۲۴۸

جو انکو کوئی رنج تمنی دیا — تو واسطہ مین نسی ہونگی خفا

گوارا کرون کس طرح انکا سوز — کہ دنیا مین ہی زندگی چندروز

یہ جاتی ہین ساتہہ انکی اپنا او جاؤ — مری سمت سی انکی ہمراہ جاؤ

مگر کل کسیوقت آجائیو — مجہی اپنا چہرہ دیکہا جائیو

یہ سنکر ہوا وہ نہایت ہی شاد — چلا اوسکی ہمراہ آئی مراد

محل دوسرا اوس محل پاس تہا — کیا تہا اوسی خوب آراستہ

مکان وہ سجا تہا اسیکی لئی — شرف جاکی زہرہ نی بخشا اوسی

ہوئی عیش و عشرت مین جسوقت شام — تو حاضر ہوئی آکی خوانِ طعام

وہ کہانی کہ دیکہی سی اوڑجائین ہوش — کیا ملکی دونون نی آپسمین نوش

غرض ہاتہہ دہو وہاں کی اپنی شتاب — پہر پہرکہٹ مین لیٹی بہم بہر خواب

وہان ماہ پیکر جو ہین سو گیا — وطن کیطرف کا کہلا راستا

بخواب دیدن ماہ پیکر شہر خود را کہ ویران

مری لوٹتا تھا وہ رشک قمر — جو اک آنکھ ادہر تھی تو اک آنکھ اودہر

اگر سیتن پر ہوا وہ فدا — تو سروہی پر بھی صدقے ہوا

یہی کہتا تھا ہاتھ وہ باندہ کر — دل و جان تصدق ہین تم دونون پر

غرض سیتن کو یہ الفت ہوئی — کسی دن گوارا نہ فرقت ہوئی

بدل انقدر وہ مخاطب ہوئی — کہ گویا تھی معشوق سروہی

غرض آٹھ دن بعد رخصت کیا — جواہر کا زیور دیا بی بہا

جواہر سی سوکتیان تہین بہری — وہ سب ملتی وقت اوسکی ہمراہ کین

ہوا وقت فرقت نہایت محن — لگی ساتھ دروازی تک سیتن

لگی رونی جسوقت سروہی — لگا کر گلی وہ بھی رونی لگی

کہا اب کڑا ہاتھ نہ روکر ذرا — کہ اب عمر بہر انس تسی رہا

یہ سروہی اوتی کہنی لگی — کہ لونڈی ہون مین آجسی آپ کی

کہا جب یہ سروہی نی سخن — زیادہ ہوئی شرمگین سیتن

کہا ماہ پیکر سی ہون اب مین شاد — اب انکی کیا کیجو خاطر زیاد

ہر اک رنڈی کہتی تہی کر کی نگاہ — زمین پہ خراماں ہیں مہر و ماہ

وہ سب صحن گلشن جو طی ہو چکا — تو بارہ دری میں ہوا داخلا

وہ پریاں بہم بیٹہیں اک تخت پر — خدا چرخ ہونی لگا بخت پر

کیا حکم یہ اوس گل اندام نی — طوائف کا اب ناچ ہو سامنی

وہاں جب یہ سامانِ عشرت ہوئے — تو وہ شاہ جی اونسی رخصت ہوئے

وہ تہی شاہ صاحب بڑی باکمال — عمل شرع کی حکم پہ تہا کمال

اونہیں ناچ گانیسی پرہیز تہا — کہ دل حکم پہ شرع کی تیز تہا

پڑی طبلی کی جو طبلی پہ تہاپ — تو آئی صدا ہو مبارک ملاپ

لگا ناچ ہونی عجب لطف سی — کہ سب دیکہنی والی غش ہو گئی

جو دی تال مہندی لگی ہاتہہ سی — شرر مثل چقماق جہڑنی لگے

کیا طائفوں نی جو گانا شروع — کیا راگوں نی فوراً آنا شروع

یہ گانیکا اوسدم ہوا تہا اثر — کسیکو نہ تہی جان و تنکی خبر

دل ماہ پیکر کا یہ حال تہا — کہ غم عیش و عشرت سی پامال تہا

جو ہین ماہ پیکر کو بہی دیکہا تہا — تو یار او ہین اپنی زانو پہ ہاتہہ

مگر وہ بیان تہا قول و اقرار کا — روانہ ہوئی لیلی کو پوشیدہ ا

جو ہین سیمتن پر نظر پڑ گئی — ہو وارسی اتری سرو سہی

عیان دوسری سیمتن جب ہوئے — تو تسلیم کو یہ ماوب ہوئے

قریب آئی جب سیمتن شاد کام — کیا جہک کی سرو سہی نی سلام

جہکی دوسری بار لیکر وہ نذر — بہلا لیلی کسطرحسی پر وہ نذر

کہ شہزادی تہی یہ بہی ہر وجمال — لگایا گلی شاد ہو کر کمال

کہا نذر لون کسطرح تمسی واہ — رہی مجہسی تمسی نہ یہ رسم و راہ

جو ہین مون وہ تم فرق کس بات کا — بہلا نذر لینی کی کب ہی یہ جا

سوا اسکی یہ بہی مثل ہی سنی — کہ پی جسکو چاہی سہاگن وہی

عیان تمسی ایسی محبت ہوئی — کہ مجکو بہی اب تمسی الفت ہوئی

یہ کہکر بدل پہر لگایا سینے گلی — جو رشک وحسد تہی دونون جلی

پہ چلی سیمتن سوی یار و ور بی — برابر قدم با قدم وہ پری

جواہر کی سو کشتیان کین طلب ۔ رکہین اوسکی دینی کو وہ سبکی سب

لکہون کیا سنگار اوسنی جیسا کیا ۔ کہ سب زیور اوسکا تہا یاقوت کا

یہ مطلب تہا جب روبرو ہو چکی ۔ تو اوسنی بہت سرخرو ہو چکی

یہ یکرنگی اوسکی نمودار تہے ۔ کہ پوشاک بہی ساری گلنار تہی

گل اوسپر فدا ہوتی تہی بار بار ۔ ہوا لالہ بہی رشک سی داغدار

بیان کیا کرون جسنکی مین نمود ۔ ملائک بہی پڑہنی لگی سب درود

جنہین اوسکی خدمت مین تہا اختصاص ۔ وہ وارستہ جبین وہ خواصان خاص

کہ آئین محلدارین دوڑی ہوئی ۔ یہ دست ادب باندہ کر عرض کی

سواری ورِ خاص پر آ گئی ۔ یہ سنکر وہ شہزادی گہبرا گئی

کہنچا چرخی پر لال پردا وہین ۔ سو در لگی دیکہنی مہجبین

کہ اسمین سواری ہویدا ہوئی ۔ خدا کی جو قدرت تہی پیدا ہوئی

ہوادار پریان اوٹہائی ہوئی ۔ وہ بیٹہی تہی دامان اوٹہائی ہوئی

جلو مین حشم اوسکی اور جاہ تہے ۔ ادہر شاہ جی بہی ادہر ماہ تہے

سنی جب یہ سرو سہی نے کلام
وہ ناکام کیا ہوئے شاد کام

کہا جو کہیں وہی میں کروں
اطاعت میں میں ماہ پیکر کی ہوں

شرف کیوں نہو مجھکو اس بات کا
میں لونڈی مجھے عذر کس بات کا

طلب اوسنے پہر ایسی پوشاک کی
کہ خیرہ ہو چشم اوسے افلاک کی

وہ پوشاک جب کر چکی زیب تن
تو زیور کیا اوسنے زیب بدن

عجب نور تہا پاؤں سے تا بفرق
جواہر کی دریا میں گویا تہی غرق

ہوئی سب کی سب با دل و جان نثار
ہوئیں حسن پر اوسکی پریاں نثار

جب آرائشِ حسن کی اوسنے سب
ہوا وار نور اک کیا پہر طلب

ہوئی اوسپہ اسوار وہ رشکِ حور
فدا اوسکی چہرے پہ ہوتا تہا نور

روانہ ہوئی جب وہ رشکِ قمر
جلو میں تہیں پریاں ادہر اور اودہر

اودہر دیسی جانب کو تہی شاہ جی
ادہر ماہ پیکر ہنسی اور خوشی

خواصوں نے دی سیمتن کو خبر
قریب آچکی ہے وہ رشکِ قمر

کہڑی ہو گئی سروِ نوخاستہ
کیا مسکن خاص آراستہ

اوسی لاؤ یا مجکو لیجاؤ تم | مجھی جلد اب اوسی ملواؤ تم
کہا شاہ صاحب نی دیکر دعا | کہ بابا خدا تجھسی راضی ہوا
مین لاتاہون سروسہی کو ادہر | مگر رہیو ثابت اس اقرار پر
گئی شاہ جی ماہ پیکر کی پاس | کہا لو گیا سب تمہارا ہراس
عداوت کی بالکل صفائی ہوئی | طبیعت ہی ملنی پر آئی ہوئی
عیان جب وہ راز نہفتہ ہوا | وہین غنچۂ دل شگفتہ ہوا
کہا جوڑ کر ماہ پیکر نی ہاتہہ | اودہر ہی چلین آپ اب میری ساتہہ
گئی ساتہہ شہزادیکی شاہ جی | کہ اوتری تہی خیمی مین سروسہی
کیا شاہ صاحب کو جہک کر سلام | وہا دیکہ یہ بہی ہوئی شادکام
کہا چلئی جلد اب تہری نہ آپ | مبارک رہی سینن کا ملاپ
بس اب دور دلسی کدورت کرو | چلو سینن سی محبت کرو
کدورت نہ اب رکہیو زینہار تم | بدل اوسی ملنا خبردار تم
تہو کچہ تمہاری طرفسی نفاق | اب اوسی ہمیشہ رہی اتفاق

سنا شاہ صاحب کا جب یہ سخن ۔ تو اونسی یہ کہنے لگی سیمتن
نہیں ورد کی میری لذت نہیں ۔ کہ تم مرد ہو ہاں عورت نہیں
بناتا جو اللہ عورت تمہین ۔ کسی مرد سے ہوتی الفت تمہین
وہ معشوق ہوتا بہت خوش جمال ۔ اوسی عشق تمسے بھی ہوتا کمال
وہ کر بیٹھتا اوسمین اک اور زن ۔ تو پھر پوچھتی ہم بھی رنج و محن
جبھی تمکو معلوم ہوتا یہ حال ۔ نہ اس امر مین کرتی کچھ قیل و قال
مری وروسی جبکہ واقف نہو ۔ گلہ تمسی کیا ہی جو چاہو کہو
مگر اب یہ آتا ہی مجکو خیال ۔ اگر رد کرون مین تمہارا سوال
تو تم مجسی بی شبہہ رنجیدہ ہو ۔ بڑا صدمہ ہو تمسی دیرینہ کو
مرا باپ رکھتا ہی تمکو عزیز ۔ مجھی شاہ جی جانو اپنی کنیز
یہ ممکن نہیں اب جو اوسی چلون ۔ جو مرضی ہو مین پاس اوسکی چلون
کرو شاہ صاحب تم ارشاد اگر ۔ تو سرو بھی کی گرون پاؤن پر
جو مرضی ہو مین خود اطاعت کرون ۔ کنیزونکی مانند خدمت کرون

جو آرام دل تمکو مطلوب ہی | بہت خوب ہی یہ بہت خوب ہے
ہمین خیرخواہ اپنا تم جان لو | جو ہمنی کہا ہی اسی مان لو
اب اسکا ہی مطلوب ہمکو جواب | جو کہنا تہا ہم کہ چکی دو جواب
یہ سنتی ہی چہرہ پہ آنسو بہے | ہوئی غرق حیرت مین اب کیا کہی
بندہا تار اشکون کا جب متصل | تو بہر آیا خود شاہ جی کا بہی دل
جب اشک انکی رخ پر بہی بہنی لگی | تو یہ سمنن ہی وہ کہنی لگی
عبث انکی کلمی پہ رنجیدہ ہے | کہ ای سمن تو تو سنجیدہ ہے
کرین ہم وہ تو جسمین مسرور ہو | وہی بات کہدی جو منظور ہو
وہ بولی جواب اسکا دون ہمکو کیا | جو منظور تہا حقکو وہ ہو چکا
چراغ خراب اگر گل کرون | تو اس باتمین مین تامل کرون
مگر رنج ہوتا ہی جو سوت کا | بیان اوسکا سی ہی بی فائدا
اگر شاہ صاحب کرو تم معاف | تو تمسی کہون اک سخن صاف صاف
کہا شاہ جی نی کہ بابا کہو | یہ ممکن نہین دل جو رنجیدہ ہو

یہ مطلب ہمارا ہی اور مدعا　　کہ ابتو جو ہونا تھا وہ ہوچکا

سنا ہی جو اوسنی تمہین رنج مین　　تو سرو بہی ہی شش و پنج مین

ہمیشہ وہ غمسی بکا کرتی ہے　　ہمیشہ وہ تمسی ڈرا کرتی ہے

جو خالق نی دی ہین تمہین خوبیان　　وہ ہین صورتِ شمس ہمسر عیان

قبول اتنی ہم دونونکی بات ہو　　کہ سرو بہی سی ملاقات ہو

نہ ہرگز سمجھیو تم اپنی عزیز　　تمہاری بدل وہ رہیگی کنیز

نہ اوسی ملوگی تو کیا پاؤگی　　جو مل جاؤگی تو مزا پاؤگی

تمہارا گھر آباد ہو جائیگا　　کہ شہزادہ بہی شاد ہو جائیگا

جو تم دونو صاحب رہو ایک جا　　تو تمکو ہی اسمین بڑا فائدا

محبت مین جسکی ہو تم چور چور　　نہوگا وہ دم بہر بہی آنکہونسی دور

اگر اوسی ہی عشق کامل تمہین　　جلانا پڑیگا نہ پہر دل تمہین

تمہین اوسکو جب ایک جا پائیگا　　تو پہر ماہ پیکر کہان جائیگا

ادہر ماہ پیکر اطاعت کری　　ادہر وہ پری رو خدمت کری

یہ کہہ کر کہا حال سرو سہی
کہ جسطرحسی تہی وہ عاشق ہوئی

جو گذرا تہا وہ سب بیان کر دیا
سبب عقد کا بہی بیان کر دیا

کہا سنکی دونون نی یون بر ملا
تمہاری نہین اسمین بالکل خطا

اگر عقد کرتی نہ تم اوسکی ساتہہ
نہ پہر سیتن بہی کبہی آتی ہاتہہ

ملاپ انکا اور اونکا مشکل نہین
کہ کچہ سیتن ایسی جاہل نہین

یہ کہکر اوٹہی شاہ صاحب سخن
ہوا اونکی ہمراہ او وجن

گئی سیتن پاس دونو شتاب
کہا لائی ہین ایک کار ثواب

یہی ہوتی آئی ہین دنیا کی طور
سمجہدار ہو تم سنو اب بغور

کوئی ماہ پیکر جو پیارا ہمین
خوشی بہی ہی اسکی گوارا ہمین

یہ ہمراہ اوسکی جو ہی رشکِ حور
خدا کی قسم ہی یہ ہی بی قصور

محبت نہ تہی کچہ اسی اوسکی ساتہہ
ہمیشون رکہا دور دامن سی ہاتہہ

کیا آخر اسنی گوارا وصال
کہ اس اصل مین تہا تمہارا وصال

چلی ہی مقدر مین تدبیر سہی
ٹی ہین کہین حرف تقدیر سہی

غرض ہو چکا تھا جو کچھ سانحا   وہ احوال سب تا بآخر کہا
پکاری یہ پھر سمن بیقرار   کہ ای بھائی مین تیری اوپر نثار
اسیری کا اپنی کرون کیا بیان   کہ رونیکی قابل ہی یہ داستان
محبت سی واتو جن نی کہا   کہ ہمشیرہ چپ رہئی پھر خدا
کئی دور خالق نی رنج و فساد   گذشتہ مصیبت کرو اب نہ یاد
پھر اک دن ان باتونمین آیا جب   تو خاصہ کیا سمن نی طلب
کیا ماہ پیکر نی تب یہ کلام   مجھی آپسی شاہ صاحب سی کام
یہ واتو جن کو اشارا کیا   الگ آپ بھی چلئی اب ایک ذرا
غرض دونون صاحب کھڑی ہوگئی   گیا ایک گھر مین اونکو لئی
کہا رنج جو جو ہی مجھپر پڑا   ہی اون سب سی اور ایک صدمہ بڑا
جو تم دونو صاحب ارادہ کرو   تو میرا یہ صدمہ ابھی دور ہو
مری عقد مین ہی جو سرو سہی   ملی مین اسی تو ہون خوشی
نپٹ انکی مجھپر نہایت ہی شاق   ملا دو انہین جای اکا اتفاق

سلام آنکو شاہ نی بی کہا | کہا ہی یہ قیدی رہا ہو گیا
جو کرنی ہو کر لیجی گفت و شنید | پہر اسکی عنایت ہو مجکو رسید
رسید اوسکی تب شاہ جی نی لکہی | چلا دیو لیکر ہنسی اور خوشی
غرض دیو تو اوسطرف کو گیا | ذرا اب ادہر کا سنو ماجرا
ہوئی جب ملاقات وا او وسی | لگا دوڑ کر ماہ پیکر گلے
کہا بہائی تمپر بڑا دکہہ رہا | یہ میری لئی رنج و صدمہ سہا
محبت کا کیا ہی کیا ہی نباہ | جوانمرد ایسی ہی ہوتی ہین واہ
سہی ہمنی بہی دکہہ تمہاری بغیر | مگر کی خدائی تعالی نی خیر
رہا سخت ایذا مین سارا بدن | کہ پتہر ہوا تہا ہمارا بدن
اوٹہائی غرض ہمنی ایذا کمال | رہا چہہ مہینی ہمارا یہ حال
پہنسی دیو کی قید مین سیمتن | ہزارون ہی اسنی اوٹہائی محن
رہائیکی خاطر لڑائی ہوئے | ہوا کشت خون تب رہائی ہوئے
بگڑ ہی چکی تہی لڑائی تمام | تمہاری انگوٹہی بہت آئی کام

تم ایشاہ جی ہو بڑی باخدا ہی داؤد پر اب ترحم کی جا

ہوا قید وہ ہو کی ہین وہ بیقصور رہائی ہی داؤد کی اب ضرور

ہوا مہربان ہمپہ پہر ذوالجلال کہ حاصل ہو اسیمتن سی وصال

خدا نی کئی دور رنج و محن کہ ہمسی ملی آکی پہر سیمتن

سخن سنکی یہ شاہ جی نی کہا کہ ہمنی کہا تہا بتاؤ تو کیا

جبہی ہمنی تمکو یہ دی تہی خبر کہ پہر بہی ملیگی وہ رشکِ قمر

کہا شہ نی حضرت کی کیا بات ہے ہر اک بات بیشک کرامات ہی

مگر اب کرامت یہ ظاہر کرو کہ داؤد جن کو بہی حاضر کرو

یہ کہنی لگی شاہ سی شاہ بیجے کہ ہوتا ہی داؤد حاضر ابہی

غرض نقش اک شاہ جی نی لکہا چلا نقش از خود برو ہی ہوا

گہڑی بہر مین کی اک طرف جو نگاہ تو آیا نظر ایک دیو سیاہ

جو دیکہا تو داؤد ہی اوسکی ساتہہ مگر دیو پکڑی ہی اوس جنکا ہاتہہ

گیا شاہ صاحب کو آکر سلام کہا یہ امانت ہی لایا غلام

پلا سا قیا اب می خوشگوار
چڑہا ہی جو جن پیری کی سی اوتار

بس الب لب ہوئی ایسی پری
مری آگی ہو جنگی جلوہ گری

سنو مجہسی واو دجن کا بیان
رہائیکی اوسکی یہ ہی داستان

پدر سی یہ اوسنی کہا اکدن
کہ ہی نیحظا قید واو وجن

ہی اوسی بہی ولکی صفائی ضرور
ہی اوسکی بہی شاہ رہائی ضرور

وہ جن بیخطا ہی خدا کی قسم
خدا کی قسم مصطفیٰ کی قسم

کہا شہ نی دل میرا مسرور ہی
تو جو کچھ کہیگی وہ منظور ہے

مرا اختیار اسمین کیا لعل فام
کہ واللہ ہی شاہ جیکا یہ کام

مگر تیری کہنی سی جاتا ہون مین
ابہی شاہ جی کو بلاتا ہون مین

حکومت ہی اوس عبد معبود کو
ابہی وہ چہڑا لیگا واود کو

یہ کہکر وہ ماہر دوانہ ہوا
تو پر نور دیوان خانہ ہوا

بلا بہیجا درویش کو اپنی پاس
کہا اوسنی ہی یہ مری التماس

جو ہمراہ تہا قید وہ دیو بد
مروت نہ کی بیمروت کی ساتہہ
دلونکو اید ہر ہو گئی انبساط
بسر ہو تی تہی عیش و عشرتسی ون

کیا تہا اسیر اوسکو با جد و کد
کیا قتل اوسی بہی سیاست کی ساتہہ
ہوی پہر سرور اور عیش و نشاط
سنو اب ذرا حال داؤد جن

رہائی یافتن داؤد جن از قید پادشاہ خود بسبب
ملتجی شدن سیمتن دماہ پیکر از خورشید شاہ کہ پدر
سیمتن بود ودر خواست رہائی نمودن خورشید شاہ از
شاہ صاحب برای داؤد جن وآمدن او از قید نزد پادشاہ پیکر

نہ معلوم تھا ہمکو مطلق یہ حال — تمہارے ہی احسان ہمپر کمال

جو کچھ تم کہو گی بجا لائینگے — جو انعام تمسا کہاں پائینگے

یہ سنکر ہوا مادہ پیکر خموش — مگر نشتین کو وہیں آیا جوش

کہا باندہ کر ہاتھہ یوں باسی — کہ اک عرض کرتی ہوں میں آپسی

جو دشمن ہمارے ہی وحشت وزیر — ہمارے ہی لوہو نہ لگا ہی ہیں تیر

اسکی نسبت یہ مصیبت ہوئی — کہ ہیں قیدی رنج و آفت ہوئی

نہ تھی تھا اسکی تو بیر کے — خدا کی نہایت بگڑ خیر کی

خدا جانے کیوں تھی اسی مجھسی لاگ — لگائی بجھائی نے بھڑکائی آگ

مری دل لگا اتنا ہی اب مدعا — کہ اس بیحیا کو ملے کچھ سزا

سزا گر نہ پائیگی حد سی زیاد — اوٹھائیگی کیا جانے آفت کیا فساد

ہوا حکم سلطان والا سریر — وہ لگا تہ ہاں جلد ہوا تب اسیر

سنا دیش شنونگا نہ میں عمر بھر — اسیر اوسکی ہمراہ مینا وزیر

وہ تینوں تھا طرح جو تھی کند میں — پہنچی حکم کی ساتھ ہی قید میں

نہ پیتی رہی اور نہ کھاتی رہی ۔ لہو انکھونسی مین بہاتی رہی

یہ کہکر او وہ رو دی ہان زار زار ۔ لگا رونی باپ اوس طرف زینہار

غرض رو دینکی جب ہوئی انتہا ۔ تو مان باپکو اوسکی غش آگیا

ہوئی سنین دیکھہ کر بی حواس ۔ لگی تلوی سہلانی باحزن و یاس

کبھی باپ کی منہ پر منہہ رکھہ دیا ۔ کبھی لپٹی مادر سی وہ مہ لقا

وہ کہنی لگی آیا جب اونکو ہوش ۔ جو کہتی ہون اوسکو سنو تم بگوش

ملاقات میری جو اس آن ہی ۔ یہ سب ماہ پیکر کا احسان ہی

کرو اسی اب تم محبت کمال ۔ کہ اسی ہوئی ہی شفقت کمال

یہ ہنسی تہی بہت بیطرح مین ہان ۔ لڑا دی رہائی مین پر اسنی جان

ہوا لاکہون دیونکا جب قتل عام ۔ تو تمسی ملی آکی مین شاد کام

سوا جانسی جانو اسکو عزیز ۔ کہ مین تو بدل ہوگئی ہون کنیز

یہ تب اوسنی کہنی لگی والدین ۔ کہ ہی انس اسی ہمین فرض عین

کہا ماہ پیکر سی با انکسار ۔ ہماری خطا بخش ای شہریار

ہوئی تہی وہ وہ نوجوان ناامید ۔ اٹہا لیکیا تہا وہ دیو سفید

وہ اوسجائی خوف ہونی لگی ۔ گلی لگ کی آپس مین رونی لگی

کنا گہ گئی اک طرف جو نگاہ ۔ تو دیکہا کہ آتا ہی خورشید شاہ

بہلایا نہ زنہار تکریم کو ۔ کہڑی ہو گئی وہ نون تعظیم کو

نہ اپنی تن و سر کی رکہی خبر ۔ لگایا گلی بیٹی کو دوڑ کر

کہا اب بڑا ہی مری دلکو چین ۔ فدا ہو پدر تجہپر ای نور عین

اوٹہایا جو صدمہ اوسی کیا کہون ۔ بہایا مہینون ہی آنکہونسی خون

ذرا اپنی ماکی طرف غور کر ۔ نہین نور آنکہو نمین نور نظر

جو ہین پہیر کر منہ ذرا غور کی ۔ تو دیکہا کہ ماں وہ رہی ہے کہڑی

مگر لاغری کا بڑا زور ہے ۔ یہ فرقت مین وی کہ وہ کوبڑی

ہوا ضبط اوسی نہ پہر زینہار ۔ گلی لگ گئی ماکی وہ گلعذار

صدا ماں نی دی یہ برنج و محن ۔ مین واری گئی ای مری سیمتن

کہون تجہسی کیا دلکا کیا حال تہا ۔ مری جان میرا برا حال تہا

غرض خشک آیا نظر سب وہ باغ ہری پائی لالے کی سینے میں داغ

یہ دورپردہ ذونکا لپکا پڑا کہ تھا آنکھ میں دانہ انگور کا

صدا ملکی دیتی تھیں یہ قمریاں نہیں اس چمن میں وہ سرو رواں

نہاں تو جو ای کبک رفتار ہے ہر اک سرو گلشن میں دار ہے

ہر اک بلبل اس طرح تھی نوحہ گر کہ ای سیمتن تو کدھر ہے کدھر

یہ رو رہی تھی نرگس کہ کب آوے گی کب ای سیمتن آنکھ دکھلاوے گی

بہار اوس جگہ سے تھی لاکھوں ہی کوس خزاں کی پڑی تھی گلشن پہ اوس

وہ جگہ جو آراستہ اوس میں تھا سو وحشت کا آراستہ اوس میں تھا

نظر آگیا اسطرح جب وہ باغ ہنوا ماہ بیکر کا دل داغ داغ

بہت غیر حال اوسکی دلکا ہوا تو یوں سیمتن سی وہ گویا ہوا

وہی باغ یہ ہے جو تھا پر بہار نظر آتی ہے شان پروردگار

یہی گردش چرخ کا کام ہے کبھی صبح گہ ظلمت شام ہے

نظر بیگی میں اوس جگہ جب پڑی جہاں بیٹھی تھی وہ ہنستی اور جوتی

وہ صاحب لگی کرنی بھر بھر کی آہ | الٰہی سلامت رہی بادشاہ
ادھر بھی زیادہ ہوا اضطراب | رہی ہجر کی بہن کو نہ تاب
پدر کی زیارت کا تھا اشتیاق | قریب آکی اوسکا بڑھا اشتیاق
تپان سینی مین دل نہایت ہوا | کہ مادر سی بھی ملنی کا شوق تھا
سوار اوس جگہہ سی ہوئی بیقرار | چلی باغ کو مثل باد بہار
مگر ساتھ ہی وہ گل تر بھی تھا | سوار اسپ پر ماہ پیکر بھی تھا
صنوبر سی کرنی اکو تھی ہمسری | گئی باغ سیر وہی بھی پیچھی چلے
غرض باغ مین اتری جب سیمتن | نظر آئی ویران ساری چمن
نظر آئی ہر اک گل سینہ چاک | جمی تھی ہر اک گل کی چہرہ پہ خاک
جو تھی ہر روش آئینی سی صفا | خس و خار کا اوسپر انبار تھا
ہر اک سرو تھا پا بگل درد سے | نظر آئی لالی کی گل زرد سے
وہ گیندی سی تھی جنپہ پستی تھا | خزانی نظر آئی سب یکبار
چنبیلی کو اپنا پچھاڑا ہر غم | ملاہٹ مین سوسن کی دہ تھی زکم

جو سامان تھا وہ عیان کیا کرون
حشم اور ہمدم کا بیان کیا کرون

روانہ ہوی شان و شوکت کی ساتھہ
کیا کوچ عیش اور عشرت کی ساتھہ

روان پیچھی سرو ہی ساتھہ ساتھہ
مگر رنجسی تھا کلیجی پہ ہاتھہ

یہ کہتی تھی دلسی کہ ای بدخصال
پڑا تیری باعث محبت کا جال

مگر سب طرح اب ہی بہرنا مجھی
جو مالک کی مرضی وہ کرنا مجھی

اسیر اونکی ہمراہ وہ یوسفید
کہ ہر لحظہ جینی سی تھا نا امید

یہی روز و شب کوچ تھا یا مقام
کہ آخر سفر ہو گیا وہ تمام

کئی کوس جب شہر وہ رہ گیا
تو خیمہ کیا اوس جگہہ پر بپا

پدر سیمتن کا جو تھا شہریار
خبر اوسکو یہ ہو گئی ایکبار

کئی دور خالق نی رنج و محن
یہانسی کئی کوس ہی سیمتن

یہ سنکر سرور ایسا اوسدم ہوا
کہ فی الفور سکتی کا عالم ہوا

عجب یہ تھا جو نکل جای دم
زیادہ خوشیسی زیادہ ہو غم

تردد ہوئی اسمین سبکو بڑی
کہ یکبار لینی کی دینی پڑی

یہ سنکر ہوئی سیمتن کو نہ تاب ۔ اوٹھایا اوسی یاو نیری شتاب

زبس عشق تہا ماہ پیکر کی ساتہہ ۔ کہا اوسی یون جوڑ کر اپنی ہاتہہ

گلا کاٹنی کا نہ مذکور آیئے ۔ خدا بہلی دنیا سی مجکو اوٹہائی

یہ ہر دم جو پیتی ہون مین دلکا خون ۔ محبت کی باعث سی ناچار ہون

اب اس ننگ سی گو کہ مرتی ہون مین ۔ مگر تجہی اقرار کرتی ہون مین

نکل جاہی صدمی کو جان ہی ۔ مگر اب نہ تجہی لڑونگی یہ کہی

پس اب مینی دلکو کیا استوار ۔ نہ اب دم بہی مارونگی مین زینہار

اگر دم بہی گھٹ کر نکل جائیگا ۔ محبت مین ہرگز نہ فرق آئیگا

جو سہروہی سی کری تو ہزار ۔ تو منہ پر نہ کہون تری زینہار

یہ سنکر خوشی ماہ پیکر ہوا ۔ لگایا گلی پیار سی خوب سا

سنگاری بہت عمدہ اک پاس لگی ۔ کہ بالکل جواہر مین تہی وہ چہپی

کہا سیمتن سی ہوا سین سوار ۔ یہان سی چلین گی تمہاری دیار

بلا عذر جا بیٹھی وہ نازنین ۔ اید ہر گہوڑی پر چڑہا مہ جبین

کہا کیون مری جان کیا حال ہی / کہا سیمتن نی برا حال ہے
کہا اسنی تم کیون ہوئین نامراد / کہا پوچھنی سی تمہین کیا مراد
کہا اسنی کیا ہین تمہارا انہین / وہ بولی کہ دلبر اجارا انہین
کہا آخر اب یہ الم کب تلک / کہا زندگی ہی مری جب تلک
کہا کس لئی ہین یہ درد و الم / کہا عشق سرکش کی کشتہ ہین ہم
کہا دل کسیطرح بہی چین پائی / کہا چین ابہی ہی اگر موت آئی
کہا یاد کرتی ہو کیون موت کو / تو بولی سبب آپ تم سوچ لو
یہ کہکر جو روئی وہ زہرہ جمال / گرا پاؤن پر ماہ پیکر نڈھال
سمٹ بیٹہی غصی سی وہ مہ جبین / مگر اسنی آنکہین قدم پر ملین
کہا اوسنی چہوڑ اب ہماری قدم / یہ بولا کہ چہوڑونگا پیاری قدم
انہین کی لئی سلطنت چہوڑ دی / انہین کی لئی مملکت چہوڑ دی
رہوگی خفا تم جو یا ماہ تمام / تو لبریز ہی عمر کا اپنی جام
جدا ہو کی تمپر گذر جاؤن گا / گلا کاٹ کر اپنا مر جاؤنگا

یہ کہکر کیا خوب بیٹی کو پیار — کنایہ زاحافظ ہی پروردگار

چلیسوں نہیں پہر یہ کہا ہی ستم — کہ اب تم سہو نسی بچہڑتی ہیں ہم

جو اسکی نسی کہیں اور کیا — ہماری لیے کیجیو تم دعا

مری دشمن جان جو ہی سیتن — خدا جانی دیکہلا ئی کیا کیا محن

غرض جب سہو نسی وہ رخصت ہوئی — تو اسوار ہونیکی نوبت ہوئی

رتہوں میں جو اصیلیں ہوئیں سب سوار — چلیں ساتہہ مغلانیاں ذی وقار

جہیز اشتر و پیل لدا تہا تمام — کہ اسباب تہا سب طرح کا تمام

لگی ہونی سرو سہی جب سوار — محافہ اک آیا جواہر نگار

ہوئی جب سوار اوسپہ وہ مہ لقا — بڑی عمر و دولت کی آئی صدا

لکہو نہیں سواری کا کیا احتشام — کہ خود ذہور پاتہا فدا احتشام

ایدہر عشق میں تہی پری یہ دلہن — گرفتار غم تہی اودہر سیمتن

جب اسکی سواری روانہ ہوئی — تو وہ تیر غم کی نشانہ ہوئی

کیا ماہ پیکر جو ہن اوسکی پاس — تو اونکو نہایت ہی دیکہا اداس

نہ کیجو اطاعت سی تو انحراف — نکرنا کبھی حکم کی بر خلاف

یہاں سی سفر اوسکا ٹھہرا ہی اب — سدھارو وہیں اب تم ہی حافظ ہی رب

نہاں بھی ہی ہی عیاں بھی وہی — یہاں بھی ہی ہی ہاں بھی وہی

نہیں عرصہ صداب کوچ میں زینہار — گلی میری لگ لو تو ہو تم سوار

یہ سنتی ہی خاطر کبیدہ ہوئی — گلی ملکی وہ آبدیدہ ہوئی

کہا اوسنی رو رو کی یہ باپ سی — کہ اب میں جدا ہوتی ہوں آپ سی

ہوئی ہوئی جو جو کہ مجھسی خطا — اوسی عفو کر دیجی بہر خدا

رہی آپکی مجھپہ یکساں عطا — ز خردان خطا و ز بزرگان عطا

کہا شاہ نی میں فدا میں نثار — خطا کوئی تیری نہیں زینہار

جو اچھا نا ایجان ہو کچھ قصور — اوسی دلسی بخشا ہی سبکی حضور

پدر سی وہ اپنی جو ہیں مل چکی — تو پھر ماں سی جا لپٹی سرو سہی

یہ ماں سی کہا بہر رب ودود — مجھی بخش دو جو پلایا ہی دود

وہ بولی کہ بیٹی یہ کہتی ہو کیا — مراد و دہی اور میں بھی فدا

جسی بیاہ دیتی ہین حق کی قسم | اوسی پہر سمجھتی نہین اپنا ہم
مجازی خدا جانتی ہین سبہی | ہوا عقد جسنی اوسیکی ہوئی
مجہی جانسی ہی سوا ہی عزیز | پرائی اسی تم سمجھیو کنیز
مگر ہان یہی ایک تمسی امید | نہین دیکہا اسنی سیاہ و سفید
اطاعت سی توقف نہین زینہار | رہی عیش و عشرت مین لیل و نہار
نہین نیک بد کا ذرا دہیان بہی | یہ کم سن بہی ہی اور نادان بہی
کہی دیتا ہون تمسی مین صاف صاف | قصور اسکی کچہ ہو تو کیجو معاف
یہ کہکر گیا اپنی دختر کی پاس | بظاہر خوشی اور بباطن اوداس
کہا پیار سی اوسکو ای لاڈلی | نصیحت یہ ہی ایک مجکو تری
ترا ماہ پیکر جو مختار ہی | وہ جو کچہ کری سب سزاوار ہی
اطاعت مین تو اسکی رہنا مدام | کری ظلم وہ بہی تو سہنا مدام
اطاعت تری کام آجائیگی | مزا ایکدن تجکو دیکہلائیگی
اوٹہائیگی لذت تو اس ساتہہ مین | دل ماہ پیکر رہی ہاتہہ مین

ماه پیکر از بادشاه ۲۲۱ یعنی پدر شوهر خویش برای رخصت نمودن دختر همراه خود بسمت وطن خود و راضی شدن بادشاه برو وداع نمودن آن دختر و رخصت شدن او از هریک

غرض دو مہینے ہوئے جب بسر کیا شاہ سے دلکا مطلب یہ عرض جدا ہونگا بندہ اب آپ سے اگر میرا ناموس ہمراہ ہو ہو اجب یہ معلوم اوس شاہ کو جہاں چاہو لیجاؤ ناموس کو

تو آئی اسے یاد مادر پدر زیارت ہے ماں باپکی مجکو فرض مگر ہے اجازت طلب آپ سے سوا عزت اپنا شاہ نے بجا ہو کہا تمکو سونپا ہے اللہ کو تمہیں اسکی مالک ہو مختار ہو

220 اوٹھایا محبت سے تو نے تو ہاتھ ۔ یہ ہی تیری الفت مرے سر کی ساتھ

بہت تنگ ہون اس دلِ تنگ سے ۔ اب اس کو پھوڑونگی مین سنگ سے

محبت کی زنہار بو اب نہین ۔ ارے ماہ پیکر وہ تو اب نہین

یہ بات اونے تب سیمتن سے کہی ۔ خدا کی قسم مین وہی ہون وہے

تمہاری محبت رہیگی مدام ۔ وہی مین بدل ہون تمہارا غلام

یہ عقد اپنا جس وجہ سے ہو گیا ۔ وہ سب کہہ چکا ہون مین اے دلربا

وہ جب دل سے موجود اسپر ہوئی ۔ ملاقات تمسے میسر ہوئے

نکلتا اگر عقد دشوار تھا ۔ قسم اسپہ تھی قول واقرار تھا

یہ کہتا نہین مین کہ سمجھو عزیز ۔ ہمیشہ تمہاری رہیگی کنیز

مگر ہو چکی ہے یہ حرمت مری ۔ تمہارے ہی اب ہاتھ عزت مری

ارادہ کرو تم جو اے رشکِ ماہ ۔ تو ہو جائے اوسکا بخوبی نباہ

بہت مفصل کہا جب یہ حال ۔ ہوا دور کچھ سیمتن کا ملال

سوال نمودن شاہزادہ ماہ پیکر

طبیعت کا ہی جوش حد سی سوا ۔ مگر طول دینی کی ہی کب یہ جا

پڑہی واجعلہ حال مین بیشمار ۔ تو پیدا ہو مضمون مین انتشار

لہذا مناسب ہوئی یہ صلاح ۔ رقم امر شرعی ہو یعنی نکاح

اواجب دقیقہ ہوئی عقد کی ۔ تو خوشدل بہت ماہ پیکر ہوئی

فقط اس لئی خوشدل اونکا ہوا ۔ کہ سروسہی پر ہی قبضا ہوا

جو تہی حسن مین وہ پری بیمثال ۔ یہ ورپردہ رکہتی تہی الفت کمال

دلہن جب نظر آئی سروسہی ۔ محبت زیادہ ہوئی اور بہی

ہوا عاشق اوس مشتری کا وہ ماہ ۔ نئی وہ دلہن اور نئی اوسکی چاہ

جب آگہ ہوئی عقد سی سیمتن ۔ نہایت ہوئی اوسکو رنج و محن

دل اوسکا جو صدمی سی گہبرا گیا ۔ یہ روئی کہ آخر کو غش آگیا

بڑی دیر بعد آئی جو ہوش مین ۔ تو سر پایا دلبر کی آغوش مین

کہا اب خوشی آبد سی حاصل نہین ۔ یہ سر تیری زانو کی قابل نہین

بس اب ہم نہین دیکہنی کی رہی ۔ یہ اخلاص سروسہی سی رہے

ایکی بہت دلسی تہی کہ مجہی ۔۔ کہ حاصل ہو دین محمد مجہے

رہ راست پر تم لگا دو مجہے ۔۔ تم آیین ساری بتا دو مجہے

کہا ماہ پیکر نی صد مرحبا ۔۔ یہ کلمہ ہی پڑہی اسی اک ذرا

کیا خوب آگاہ جب شاہ کو ۔۔ کیا پہر مسلمان اوس ماہ کو

وہان تہی جو جن لائی ایمان سب ۔۔ ہوئی صدق دلسی مسلمان سب

اماموںکی واقف ہوئی نام سی ۔۔ مشرف ہوئی سب وہ اسلام سی

غرض جن حق اونکو ستی ملی ۔۔ گیا کفر اور حق پرستی ملی

یہانتک تو حق پر وہ مائل ہوئی ۔۔ جو ساحر تہی تائب ہوئی سحر سی

ہوا دین حق پر جو سبکا قیام ۔۔ مہیا ہوا جشن شادی تمام

وہ سامان شادی جو منقول ہو ۔۔ تو اس مثنوی کو بہت طول ہو

اگر اونکی باتین بہی ہو گفتگو ۔۔ یقین ہی کہ اک جزو مین ختم ہو

جو ساجن کا مہد یکاکیجی خیال ۔۔ رقم چار جزو نمین ہون یہ حال

بیان اونکی شادیکی گر ہو رقم ۔۔ تو یہ پانچ جزو نمین مرقوم ہو

تمہیں میں نہایت ہی کرتا ہوں پیار
جو کچھ میں کہوں وہ کرو اختیار

یہ دختر جو ہی جانتی بھی عزیز
جو چاہو تو اسکو کرو تم کنیز

کریگی یہ تمسی محبت کمال
بجا لائیگی یہ اطاعت کمال

مبارک رہی عیش و عشرت تمہیں
ملیگی کمال اسّی راحت تمہیں

یہ سنتی ہی سر خم کیا شرم سی
بس اک آہ کہینچی دلِ گرم سی

کہا آپ میری بھی مختار ہین
سخن آپکی سب سزا وار ہین

مگر آپسی یہ مری عرض ہے
کہ آگاہ کرنا مجھی فرض ہے

یہ اسلام سی پہلی ممتاز ہو
تو پھر رسم شادی کی آغاز ہو

جو دینِ محمد کری اختیار
تو شادی کرون فخر سی اختیار

بہت اپنی مذہب مین ہو کہین کڑا
نہین پھر مجھی اسمین چون و چرا

کہا شاہ سی جب یہ اوس ماہ نی
تو اوس ماہ سی یہ کہا شاہ نی

ترا ماہ پیکر کدھر دھیان ہے
ادھر تو میرا آپ میلان ہے

مجھی آپ تھی دینِ حق کی تلاش
یہ پردا ہوا ہی مگر آج فاش

یہ سنکے اونسے کہا باپ نے | کہ شاہا کروں عرض کیا آپ سے
سلامت رہے آپکو ذوالجلال | کروں میں جو انکار یہ کیا مجال
مگر مجھپہ گذریگی رنج و محن | کہ شہزادہ ہے عاشق سیمتن
رہیگی جو پہلو میں وہ رشک ماہ | مری ہوگی کیا ماہ پیکر کو چاہ
نکلتے نگی باہر نہ قرمان سے | اطاعت میں دلسے ہوں اور جان سے
بہت آپ رکھتے ہیں مجکو عزیز | مگر آپکی دلسے ہوں میں کنیز
بجز کیجئے وہی مجکو مرغوب ہے | مری حقمیں سب طرحسے خوب ہے
یہ سنتے ہی لوٹتے ہوا شادشاہ | لسبتی یہ کہنے لگا بادشاہ
مرے سامنے اوس ولادر کو لاؤ | ذرا جاکے اب ماہ پیکر کو لاؤ
جب آیا محل میں وہ رشک قمر | ہوئی شاد اہل محل دیکھ کر
کیا جہکے سلطانکو مجرا ادا | ادب قاعدہ وہ جو ملحوظ تہا
ادا کی جو تسلیم اوس ماہ نے | کیا پیار سلطان ذیجاہ نے
یہ پہر اوس ولادر سے ہنسکر کہا | سنو صاف تم شرع میں شرم کیا

ہوئی شاد و مسرور وہ ماہوش | طبق مین جواہر کیا پیش کش

جواہر پہ کی شاہ نی جب نگاہ | کیا سب جواہر وہ قربانِ شاہ

کیا باپ نی خوب بیٹی کو پیار | و لونکی محبت ہوئی آشکار

کیا فتح کا شاہ نی اوسی ذکر | کہا شکر ہی اب نہین کوئی فکر

مگر فتح کا یہ جو سامان کیا | بڑا ماہ پیکر نی احسان کیا

اوسی نی کیا ساری دُنیا کو تنگ | اوسی نی جو کد کی ہوئی فتح جنگ

ہوا ہی وہی فاتح اس رزم کا | بڑا عزم ہی اوس اولو العزم کا

شرافت مین بہی زیادہ وہ ہی | خدا کی قسم شاہزادہ وہ ہی

سخی ہی جری ہی بہت ہی جلیل | ملیگا نہ ایسا شکیل و جمیل

مری دل نی مجکو یہ دی ہی صلاح | کرون اس اولو سی تیرا نکاح

بہت چاہیگا ماہ پیکر تجہے | پہر ایسا ملیگا نہ شوہر تجہے

یہ سنکر ہوئی شرم سی سرنگون | کہا دل سی کیون ری دل اب کیا کہون

کہا اوسی دل نی کہاں کا حجاب | جو مطلب ہی کہدی وہی تو شتاب

ہوا حسن یہ رستین کا وہ جبے	۲۱۴	کہ بیمار تہی ہجر معشوق سے کے
وطن کی طرف کوچ اونکا ہوا		چلا لشکر شاہ ڈنکا ہوا
وہ پر بہ سنبد اونکی ہمراہ اسیر		لدا اونٹو پر اوسکا مال کثیر

داخل شدن بادشاہ قوم جنات در شہر خود مع شاہزادہ پایکر و ملکہ سمین بہرا از عیش و عشرت و درخواست نمودن شاہ جنات بہر و کنایہ از دختر بلند اختر خود برای تزویج از ماہ پیکر و بظاہر از جبر راضی شدن او

سفر طی وہ منزل بمنزل ہوا		غرض شہر میں شاہ داخل ہوا
محل میں جو آیا ہنسی اور خوشی سے	[illegible]	گری آکی قدمونہ سر و سہی

سنبھلتی ہین اس عشق کی جوش سے
اگر جان جاتی تو پاپوش سے

جو مرتی تو جلنا ہوتا نصیب
نہ برگشتہ ہو یون کسیکا نصیب

یہ جلنا تو مول اب لیا ہی آپ
ستم اپنی حق مین کیا ہی آپ

اب اس درد کا مین کرون کیا علاج
کہ خود کردہ را نیست حاشا علاج

یہ کہکر بھری دلسی اک آہ سرد
رخ سرخ اوسکا ہوا غمسی زرد

کہا کیا کہون تجھسی مین ای انیس
کہ جسطرح جلتی دلمین اوٹھتی ہی ٹیس

اگر بیوفائیکا کرتی ہون بیان
تو کہتی ہون جھلت کو ہرگز نہ ہان

مگر جوش ہوتا ہی جو عشق کا
تو کہتی ہون اوس ماہ پر مین فدا

عجب رنج مین دل گرفتار ہی
کہ دونون طرح مجکو دشوار ہی

ابھی تک تو رنج اوٹھتی ہی بیشمار
یہ معلوم ہوتا ہی انجام کار

رہیگی نہ زنہار کچھ بھی تمیز
کریگا مجھی عشق اوسکی کنیز

محبت مین ہی چشم دل اپنی کور
وہ ہی ماہ پیکر تو مین ہون چکور

غرض ہفتہ گذرا اسی طپش مین
یہ بھی طپش یان اور وہ عیش مین

بہت ایک عورت جو دمساز تھی ۔ کہ سب طرح سی محرم راز تھی
بلا تین وہ لیلی کہنی لگی ۔ سبب رونیکا کچھ کہو تو سہی
نہایت تردد مین اسوقت ہون ۔ اجازت ہو تو جنسی مین پوچھ لون
یہ سنتی ہی رقت پڑی اوسکی اور ۔ کہا کیا کہون ماہ پیکر کی جور
کہون اوسکی کیا بیوفائیکا حال ۔ نظر آیا وہ بیمروت کمال
ہوئی دور سب اوسکی رنج و محن ۔ ملی اوس ستمگار کو سیمتن
پڑی اوسکی جسوقت اوسپر نظر ۔ تو لیکر بلا تین گرا پاؤن پر
اوسی دیکھہ کر پھر نہ تھا ہوش مین ۔ لیا مثل دل اوسکو آغوش مین
ہوا اسقدر اوسکی وصلت سی شاد ۔ رہی اپنی اقرار مطلق نہ یاد
کیا ہی مقام اوس جگہہ ہفتہ بہر ۔ کہ تا وصل سی خوب ہو بہرہ ور
نہین اوسکو پروا مری درد کی ۔ بہت بیوفا ذات ہی مرد کی
یہ جسدرجہ کی اوسنی مجپر جفا ۔ یہ سمجھی تھی ایسا اوسی بیوفا
وگرنہ یہ زنہار کرتی نہ کام ۔ کہ ناحق ہی ناحق ہوا قتل عام

یہ بیجا حکایت کا تہا سلسلا ۔ یہ ناحق کا مین کیا تہا گلا
جو سمجہو تو تہا یہ بہی الفت کا جوش ۔ محبت نی کہوئی ہین سب کی ہوش
کہا ماہ پیکر نی یہ کیا کہا ۔ محبت مین بیجا بہی ہی سب بجا
مری جان ناکام تیرے نثار ۔ مین ہی سب طرحسی ہون تقصیروار
کلام اسطرحکی جو اودم ہوئی ۔ وہ بشاش و مسرور باہم ہوئی
نہ تہا سینون مین جو طاقت کا نام ۔ ارادہ کیا ہو گئی دن تمام
ذرا قوت آئی تو گہر کو چلین ۔ لئی ساتہہ بشک قمر کو چلین
رہا کوہ پر آکی وہ شاہ بہی ۔ ہوا خیمہ بہی اور خرگاہ بہی
زبس کوہ پرتہی نہایت فضا ۔ تو خوش شاہ جنات کا دل لگا
ادہر کی طرف تہی یہ دلبستگی ۔ حقیقت ذرا سنئی اوس سمت کی

تاسف نمودن سروبہی دختر شاہ جنات در فراق بدر چود وگریہ وزاری نمودن در ہجر محبوب معشوق خود وکہ ماہ پیکر بود

ہوا ہی گرفتار وہ بی نوید | کہ اب ہوگا مقتول وہ نا امید

بتا تو جو ہو اسمین میرا قصور | سوا اسکی بتلا تو ہی کیا قصور

اگر دلسی اسمین کرو منصفی | تو محسن تمہاری ہی سر وہی

جو انصاف کو دلمین دو اپنی جا | تو اوسکا بہی ہی شکر کرنا روا

کرو دور غم کو رہو شادکام | کہ فرقت کی دن ہو گئی سب تمام

تمہاری بلا کہائی اب رنج و طیش | کرو چین سی تم اب آرام و عیش

زبس عاقلہ تہی بہت سیمتن | کیا دلسی موقوف رنج و محن

کیا چار و ناچار صبر اختیار | بجا ہی اگر کہئی جبر اختیار

محبت جو دل گدگدانی لگی | وہین سیمتن مسکرانی لگی

حیا نی جو دلکا دیا چہوڑ ساتہہ | تو ڈالی وہین اوسکی گردن مین ہاتہہ

لپٹ کر گلی روئی وہ زار زار | کیا ماہ پیکر کو خوب اوسنی پیار

جو آئی تہی دلمین کدورت گئی | وہ بیجا تہی جتنی شکایت گئی

کیا ماہ پیکر سی ہنسکر خطاب | جو ہو میری تقصیر بخشو شتاب

عجب پیچ پڑکر ہوئی مخلصی | کہ بدتر ہی اب مرگ سی زندگی
نئی طرح تیرا ہوا ہی وصال | کہ حاصل ہوا رنج جیسی کمال
فلک نی یہ کہویا ہی کیا فراق | کہ پیدا ہوا مرگ کا اشتیاق
وصال اسطرحکا گوارا نہین | وہ دل اب ہمارا تمہارا نہین
یہ کہکر جو روئی وہ مارہ کمال | کہا ماہ پیکر نی ایخوش جمال
خدا نی تمہین دی ہی فہم وخرد | سمجہتی ہو دنیا کی تم نیک و بد
تمہین اپنی دلمین کرو اسکو غور | سوا اسکی ملنی کا تہا کون طور
ارادہ نکرتی جو سرو سہی | ملاقات کی شکل تہی کونسی
جو کہتا ہون واقف ہی اسکی خدا | سوال اوسی جبدم کیا وصل کا
ہمینون ہی مینی کیا اجتناب | تمہاری محبت کی کہولی کتاب
کہا ہو اگر وصلت سیمتن | توکٹ جائین تیری بہی رنج و محن
غرض جبکہ اوسکا نوشتہ لیا | تو پہر دیکہہ لو اوسنی ایسا کیا
ہوا جنگ کا وقت مین اک غریو | کئی چار دنمین کئی لاکہہ دیو

توقع مجھی تھی کہ آئیگا تو ‏ مجھی قیدِ غم سی چھڑائیگا تو

مگر کچھ مجھی تجھی شکوا نہین ‏ بری وقت کوئی کسیکا نہین

بجھی عشق سی بھی نہ آیا حجاب ‏ کیا تو نی نامِ محبت خراب

رہی پیچھی میرا تو یہ حال ہو ‏ خبر تو نہ لی فارغ البال ہو

سنی یہ شکایت کی جسدم سخن ‏ کہا ماہ پیکر نی ای سیمتن

یہ سننی کی لائق حکایت نہین ‏ بجا یہ تمہاری شکایت نہین

تمہاری اگر فکر مجکو نہ تھی ‏ تو کیونکر ہوئی صورتِ مخلصی

لڑائی ہوئی ہو گیا قتل عام ‏ تو پہنچا یہانتک تمہارا غلام

اوسی اپنی گو دیمین بٹھلا لیا ‏ سر اپنا جدا اوسکی سر پر کیا

حقیقت جو گذری تھی آغاز سی ‏ بیان کی سب اوس ماہ نے ناز سی

سنا اوسنی سروِ سہی کا جو حال ‏ کہ باعث ہوئی ہی وہ بدرِ کمال

نہایت ہی اوسکا اوسی غم ہوا ‏ دلِ غمزدہ اور برہم ہوا

کہا آہ پھر کر ستم ہو گیا ‏ سوا اور درد و الم ہو گیا

وہ دست حنائی کہ پڑہتی درود ‏ ہم اونکو ملکر کیا تہا کبود

جو بازو گلائی مین تہی بیمثال ‏ وہ ہین تار مسطر یہی اونکا حال

ہوی ہدا بدنکی ہر اک اوسکی رگ ‏ عیان استخوان پوست سی سب الگ

بدن پر یہ گرد کدورت ہوئی ‏ کہ وہ صاف مٹی کی مورت ہوتے

غرض کیا کہون مین ہوا کیا غضب ‏ ہوا انکہہ سی آنکہہ ملنا غضب

نقاہت جو حد سی سوا تہی کہین ‏ اوسی دیکہہ کر غش ہوئی نازنین

خوشیکا جو دہچکہ لگا یک بہا ‏ اوسی غش مین خون دل اوسکا بہا

پڑی دیر مین اوسکو آیا جو ہوش ‏ ہوئی مثل تصویر گویا خموش

کہا جوڑکر ماہ پیکر نی ہاتہہ ‏ کرو بات پہر خدا میری ساتہہ

بلائین مین لیتا ہون ای رشک حور ‏ برای خدا بخش میرا قصور

یہ سنکر ہوا جو محبت کا جوش ‏ زیادہ ہوا اوسکی رقت کا جوش

کہا کہینچکر اپنی سینی سی آہ ‏ محبت مین ہوئی تیری یہی تباہ

ہوی قید مین میں بکہہ اسقدر ‏ نہ لی تونی او بیخبر

محبت میں نام اپنا میں کر چلی | تری عشق میں سیمتن مر چلی

مجھی آخر اک روز مرنا تو تھا | ضرور اس سرا سی گذرنا تو تھا

مگر کیا بری وقت مرتی ہوئی میں | سفر کیسی ساعت میں کرتی ہوئی میں

کہ غیر از خدا کوئی سر پر نہیں | وہ عاشق مرا ماہ پیکر نہیں

یہ ارمان اوسدم نکلتا میرا | اوسی دیکھہ کر دم نکلتا میرا

پھر ایک آہ کی اور دی یہ صدا | کہ اے ماہ پیکر مری مہ لقا

کہوں کس سی غیر از خدا اپنا حال | تصدق ہوئی جلد مجکو نکال

کروں کیا رہائی میں کیا زور ہی | یہ شیدا تری زندہ در گور ہی

تجھی پہنچی کس طرح میری خبر | ملی مجکو کسطرح تیری خبر

دل سیمتن اس جفا میں پھنسا | خدا جانی تو کس بلا میں پھنسا

نہیں سیمتن کی اب الفت تجھی | نہیں تک تھی سچ ہی محبت تجھی

کوئی ساتھہ مرنی کی مرتا نہیں | جدا ہو کی پھر یاد کرتا نہیں

بھلایا ہی مہجور کو میری جان | جہاں ہو وہاں خوش رہو میری جان

رہا برسوں محبوب دلکش سی فصل ۲۰۳ کہیں نہ توں بعد ہوا تبو وصل
کئی ہین بڑی دکہہ سی ایا ہجر ہوا روز وصل اور گئی شام ہجر
روانہ ہوا ماہ پیکر اودہر پہرون چڑہی وہ گیا کوہ پر
فلک کہی تہا اسقدر وہ رفیع بہت با فضا اور نہایت وسیع
عیان اوسمین تہی ایک بارہ درے کہ تہی شیشہ آلاتی وہ بہرے
وہ بارہ دری مین جو داخل ہوا اوسی مژدہ وصل حاصل ہوا
تجسس مین پہرنی لگا ہر طرف خیال اوسکو صندوق کا ہر طرف
صحنچی مین جب ماہ کامل گیا وہین ولگا بہی مدعا مل گیا
کلان ایک صندوق آیا نظر جو ہین اوسکو دیکہا تو ٹوٹا جگر
لگا تہا جو اک قفل اوسمین گران نہ کنجی کا نام اور نہ اوسکا نشان
گیا جسکہ صندوق کی وہ قریب نظر سانحہ ایک آیا عجیب
کہ آتی ہی صندوق سی اک صدا صدا مین مگر ضعف لا انتہا
یہ اک خستہ کی اوسمین آواز ہی دل ایک محبت کا دمساز ہی

غرض کو ہ پرشہ کا لشکر چلا ۲۰۲ چہڑا فی اوسی ماہ پیکر چلا

یافتن ماہ پیکر صندوق مقفل در صحنی بارہ دری و کشودن

قفل بسبب دم کردن اسم اعظم و بیرون آمدن ملکہ سیمتن

ازان صندوق بکمال جمال زبون و ہم آغوش

گردیدن عاشق و معشوق و گریہ و زاری

نمودن و دران بارہ دری تا یک ہفتہ ماندن

مئی وصل ساقی پلا دی مجہی ۲۰۳ کہ یہ نشہ لطف اور مزا دی مجہی

لہو اوسکی آنکھوں سے بہنے لگا ۲۰۱ یہ دیو سفید اوس سے کہنے لگا

مری کوہ پر جا کے کیجے نگاہ ہے صندوق میں سیمتن رشک ماہ

وہاں سے اوسے اب نکلوایئے مجھے آخری شکل دکھلایئے

اوسے دیکھ لوں میں بھی اک نگاہ کہاں میں کہاں سیمتن رشک ماہ

بچھوڑوگی تم جان مضطر مری رواں ہوگا گردن پہ خنجر مرے

جسے قتل کرتی ہیں دستور ہے یہ کہتی ہیں کیا تجھکو منظور ہے

وہ بیچارہ جو کچھ کہ کرتا ہے عرض بجا لاتے ہیں جانکر اوسکو فرض

سو میرا یہ ہے مدعا دیو سے مجھے کہ اب سیمتن کو دکھا دے مجھے

ہوا شاہ کا اور اوسپر عتاب خفا ہو کے اوسکو دیا یہ جواب

کہ ظالم تجھے شرم آتی نہیں تری بیحیائی یہ جاتی نہیں

یہ کہکر مخاطب ہوئے سوئے فوج کہ تا غازیوں کی لئے ہوئی اوج

دیا حکم سلطان نے ایکبار کہ سب غازیوں پر کرو زر نثار

غنی سبکو اک آن میں کر دیا جواہر سے دامان کو بھر دیا

ملی اسم سی تیغ کو ایسی آب ۲۰۰ کہ طوفانکو کہویا اوسنی شتاب

نہ شیر اوسکی باعث سی یکسو رہی نہ از ور رہی اور نہ بچہو رہی

لڑائی رہی ماہ پیکر کی ہاتہہ سر اک چوٹتا تہا دلاور کی ہاتہہ

بجا اسطرفکو دہل فتح کا اودہر سینہ زن دیو کا فر ہوا

ہوا جانسی اپنی جب ناامید چہپا غار مین جاکی دیو سفید

خبرداروں نی ساتہہ ہی دی خبر چہپا ہی فلانی جگہہ خیرہ سر

ہوا جب دیونکو یہ حکم شاہ پکڑ لاؤ اوسکو بحال تباہ

وہین جاکی دیوون نی پکڑا اوسی سلاسل مین مضبوط جکڑا اوسی

بہت اوس ستمگار کو تہا غرور بری حالسی آیا پیش حضور

جب اوس دیو پر شاہ نی کی نظر کہا تجہہ پہ لعنت ہی ای خیرہ سر

نہ کچہہ خوف آیا تجہی ای شریر کیا شاہزادیکو تو نی اسیر

دئی تو نی کس کسکو رنج و محن پر اب یہ بتا ہی کہاں سیمتن

یہاں ماہ پیکر ہی اب بیقرار وہاں باپ کا جان بلب بیقرار

لہو اوسکی آنکھوں سے بہنے لگا — یہ دیو سفید اوس سے کہنے لگا

مری کوہ پر جا کی کیسی نگاہ — ہے صندوق میں سیمتن رشک ماہ

وہاں سے اوسے اب نکلوائیے — مجھے آخری شکل دکھلائیے

اوسے دیکھ لوں میں بھی اک نگاہ — کہا میں کہاں سیمتن رشک ماہ

پچھوڑو گی تم جان مضطر مری — رواں ہوگا گردن پہ خنجر مرے

جسے قتل کرتی ہیں دستور ہے — یہ کہتی ہیں کیا تجکو منظور ہے

وہ بیچارہ جو کچھ کہ کرتا عرض — بجا لاتے ہیں جانکر اوسکو فرض

سو پیرایہ تم مدعا دو مجھے — کہ اب سیمتن کو دکھادو مجھے

ہوا شاہ کا اور اوس پر عتاب — خفا ہوکے اوسکو دیا یہ جواب

کہ ظالم تجھے شرم آتی نہیں — تری بیحیائی یہ جاتی نہیں

یہ کہکر مخاطب ہوئی سوی فوج — کہ تا غازیوں کی لئے ہوئی اوج

دیا حکم سلطان نے ایکبار — کہ سب غازیوں پر کرو زر نثار

غنی سبکو اک آن میں کر دیا — جواہر سے دامان کو بھر دیا

ملی اسم سی تیغ کو ایسی آب ۲۰۰ کہ طوفانکو کہویا اوسنی شتاب

نہ شیر اوسکی باعث سی یکسو رہی نہ اژدر رہی اور نہ بچھو رہی

لڑائی رہی ماہ پیکر کی ہاتہہ ہراک چومتا تہا دلاور کی ہاتہہ

بجا اسطرفکو دہل فتح کا اودہر سینہ زن دیو کافر ہوا

ہوا جانسی اپنی جب ناامید چہپا غار مین جاکی دیو سفید

خبرداروں نی ساتہہ ہی دی خبر چہپا ہی فلانی جگہہ خیرہ سر

ہوا ہی دیوونکو یہ حکم شاہ پکڑ لاؤ اوسکو بحال تباہ

وہین جاکی دیوون نی پکڑا اوسی سلاسل مین مضبوط جکڑا اوسی

بہت اوس ستمگار کو تہا غرور بری حالسی آیا پیش حضور

جب اوس دیو پر شاہ نی کی نظر کہا تجہپہ لعنت ہی ای خیرہ سر

نہ کچہہ خوف آیا تجہی ای شریر کیا شاہزادیکو تونی اسیر

دئی تونی کس کسکو رنج و محن پر اب یہ بتا ہی کہاں سیمتن

یہاں ماہ پیکر ہی اب بیقرار وہاں باپ ماں جان بلب بیقرار

پس پشت جسدم لیا منہہ کو پہیر … ہزاروں دیکہائی دی اوسکو شریر

اسی طرح جس سمت منہہ پہر گیا … نظر آئی اوسکو نئی اک بلا

دیکہائی جو دی تہین بلائین عجیب … وو دیکہہ تبہ ہو گئین سب قریب

بلاؤن نی گہیرا جو میدان مین … تو ڈوبی بہت دیو طوفان مین

بہت سی ہوئی اژدہو نسی ہلاک … بہت کو کیا عقربون نی ہی خاک

جدہر ماہ پیکر دیکہاتا تہا تگ … بلا ہوتی تہی اوسطرفسی الگ

مگر رہتی تہی نو طرف کی بلا … اسی ماہ پیکر بہلا کرتا کیا

یہ دہیان آگیا اوسکو اوسدم مگر … کہ وہ اسم اعظم پڑہا تیغ پر

وہ جب کرچکا تیغ پر اسم دم … تو چمکائی وہ برق کرکی علم

پہری گرد اوسکی شدتسی وہ … مشابہ تہی ہالیکی صورتسی وہ

یہ چکر مین تہا دائرہ نور کا … نظر آتا تہا دائرہ نور کا

پڑی روشنی جسپہ تلوار کی … تو وہ جل گیا اوسپہ بجلی گری

صدا فوج کی دی رہی تہی نقیب … کہ نصر من اللہ و فتح قریب

سنہ حال اون سبکی سامان کا | کسی نی کیا سحر طوفان کا
پڑہنت اک طرحکی ہر اک پڑہتا تہا | تو پانی بیابان مین بڑہتا تہا
بنا ایک غول اونمین سی شکلِ شیر | گہری بیچ مین شیرونکی وہ دلیر
کسی نی کیا اژدہونکا برن | دکہانی لگی اپنا اپنا وہ فن
ہزار اونمین سی دیو عقرب ہوئی | وہ سب ماہ پیکر سی اقرب ہوئی
جو عقرب کی اندر قمر آگیا | تو خود ماہ پیکر بہی گہبرا گیا
قمر ہو جو عقرب مین ای ہمنشین | تو ہرگز لڑائی مبارک نہین
غرض اوس طرفسی وہ لشکر گہرا | عجب رنج مین ماہ پیکر گہرا
کہڑا تہا جو اک سمت کو بادشاہ | لگا کہینچنی اپنی سینی سی آہ
زمین ایکبارگی وہ تہرا گئی | قیامت سی اوس دشت مین آگئی
اوٹہا ایک جانب سی طوفان سا | سمندر سی بہی لاکہہ حصی سوا
نگہ دہنی جانب جو کی ناگہان | نظر آئی اژدر کشادہ دہان
گئی بائین سمت اوسکی جبدم نگاہ | تو عقرب نظر آئی لاکہون سیاہ

یہ کہنے لگا اونسے دیوِ سفید | ہوئی فتح کی قطع مجکو امید
تم اب کوئی تدبیر ایسی کرو | فنا شاہ اور شاہ کی فوج ہو
وہ جادو وہین تہی ہر کسی سی سوا | ہر اک سحر مین ساحری سی سوا
غرض وے سب سنتہ یہ کی سبنے عرض | کہ ہی حق نمک کا ادا کرنا فرض
تو اب فتح کی دلمین رکہنا امید | نہ زنہار زنہار ہو نا امید
یہ جب کہہ چکی اوسسے وہ نابکار | چلی دس طرف وے وہ دس دس ہزار
ہوئی گرد سب لشکرِ شاہ کی | جو تہا چاند لشکر تو ہالہ وہ تہی
خبر داروں نی شاہ کو دی خبر | کہ گرنیکو لشکر یہ ہین بد گہر
ہوا ماہ پیکر پہ جب آشکار | کہا اپنا حامی ہی پروردگار
کیا عزمِ رزم اوس دلاور نی بہی | جمائی پری ماہ پیکر نی بہی
کہا ہر حریفی رہو باحواس | لڑائی مین ہرگز نکرنا ہراس
بیان اسطرفکا کیا مینی حال | اودہر کا سنو رنگ کرکی خیال
گئی تہی جو دس غول وہ دس طرف | ہر اک غول نی باندہی یکبار صف

نہ تہی جنبش اپنی جگہ سی ذرا ۔ تہی گویا کہ جکڑی ہوئی دست و پا

پڑہا پانچ سو بار جب اسم حق ۔ تو جادوگرونکا ہوا رنگ فق

پڑا تہا جو ان ساحرونکا گہڑا ۔ تو لرزہ سہونکی بدنمین پڑا

پڑہا پڑہ کی بسم اللہ آگی وہ شیر ۔ ہوا اسم اعظم کی باعث دلیر

گیا تک انگوٹہی کا جب روبرو ۔ تو شعلی وہ بہنی لگی چارسو

لگا ہونی کم آگ کا سب وہ زور ۔ عجب طرحکا تہا بلند اوسکا شور

یہ آتی تہی شعلونسی پیہم صدا ۔ جلایا جلایا ستم کر دیا

گہڑی بہر مین شعلی ہوئی ہر طرف ۔ تڑپنی لگی لاش ہر ہر طرف

جلی دیو وہ سب کی سب شمع سان ۔ جہلس کر سیہ ہوگئین ہڈیان

کہا شہ نی بی اختیار آفرین ۔ جوانمرد تجکو ہزار آفرین

عجب قدرت حق ہویدا ہوئی ۔ کہ اب فتح کی شکل پیدا ہوئی

کہڑا تہا جو اک سمت دیو سفید ۔ وہ جینی سی اپنی ہوا نا امید

قریب اوسکی جو دیو تہی دس ہزار ۔ ہر اک سحر مین چیدہ روزگار

نظر آیا اسم اوسپہ معبود کا ۱۵۵ لکھا ہی کہ تھا اسم اعظم کھدا

وہ انگشتری تھی جو داؤد کی	بلا رد وہ ہر وقت مین کرتی تھی
یہ لکھا تھا اک سمت ای بیخبر	ذرا اسم اعظم پہ کر تو نظر
یہ گھیری ہوئی ہی جو سبکو بلا	انگوٹھی سی لی کام رد بلا
کیا سجدۂ شکر پروردگار	کہا شاہ سی اوسنی ای نامدار
بس اب فکر اسکی نہ کچھ کیجئی	یہ کار روا مجھسی اب لیجئی
پھر اوسنی یہ جادوگرونسی کہا	سرک جاؤ اک سمت کو تم ذرا
مین لیتا ہون اب نام پروردگار	کرینگی ابھی سب کی سب یہ فرار
ہٹی سبکی سب جب یہ اوسنی کہا	کہا دیکھین تو اتنی ہوتا ہی کیا
ہو اسم اعظم یہ پڑہتی مین صرف	موثر تھا اوس اسم کا حرف حرف
جو تھا اک کا سامنی قلعہ سا	جہان تھا اوسی جا پہ وہ جم گیا
نہ بڑہتی تھی آگی کو اوسمین سی آگ	نہ اوس آگ مین سی نکلتی تھی ناگ
جو تھی دیو وہ بھی پریشان تھی	کہ سکتی مین تھی اور حیران تھی

جو دم چہوڑتا تہا وہ سوئی ہوا — نکلتا تہا منہ سی یہ شعلہ تہا
پہر اوس شعلی سی بہی بتی تہی آگ — نکلتی تہی اوس آگ سی کالی ناگ
جسی چہو لیا بس وہین وہ رہا — جسی کاٹا پانی کی صورت بہا
غرض پانی ہوکر بہی ساری دیو — عجب سحر سی یونہی ماری دیو
بہت تہہ ٹیسی دیو جب رہ گئی — تو آنسو بہی چہری پر شاہ کی
کیا ماہ پیکر سی تب یہ کلام — کہ تیری لئی یہ ہوا قتل عام
یہ دو چار سو دیو جب مر چکی — تو پہر ہم بہی جاوینگی آفاق سی
ترا بہی نہ مقصود پورا ہوا — مری موت کا اب ظہور آ ہوا
گئی جان میری بہی ای بی وطن — نہ تجہسی بہی آکر ملی سیمتن
کہا شہ نی جب یہ سخن بار بار — ہوا ماہ پیکر بہت بیقرار
نہ غم کہائی یہ کہا شاہ سی — دعا پہر یہ کی رو کی اللہ سی
الہی دعا میری سن لی شتاب — کہ اس شاہ کو جلد تو فتحیاب
جو ہین ہاتہہ اوٹہا کر دعا دی کی — انگوٹہی کی نگ پر نگہہ جا پڑی

ہوئی کالی بادل فلک پر نمود ‎ ‎ پریشان ہوئی ہر طرف مثل دود

گرجنے لگا ابر وہ رعد وار ‎ ‎ چمکنے لگیں بجلیاں بھی ہزار

سبھوں پاس آنی لگیں بجلیاں ‎ ‎ بدنکو جلانی لگیں بجلیاں

یہ جادوگروں نکو ہوا حکم شاہ ‎ ‎ کچھ ایسا کرو سحر سی ہو پناہ

انہوں نی جو کچھ پڑھ کی پھونکا وہاں ‎ ‎ ہوا ابر تر ایک فوارہ عیان

برسنی لگا پھر وہ اس زور سی ‎ ‎ کہ کر صاحب گوش تھی شور سی

تڑپ بجلیوں کی وہ زائل ہوئی ‎ ‎ وہ جادو کی تاثیر باطل ہوئی

غرض چار دن تک رہی ایسی جنگ ‎ ‎ کہ کوسوں فلک دشت تھا سرخ رنگ

ہوا چوتھی دن سحر عجب آشکار ‎ ‎ کہ پیدا ہوا اژدہا ایک بار

نگلنیکا اوسکی کروں کیا بیان ‎ ‎ بحر سر تھی کوسوں تک دم عیان

لگا دم کشی کرنی وہ اژدہا ‎ ‎ تو دیووں نکو دم میں نگلنی لگا

ادھر سی جو فارغ ہوا وہ ذرا ‎ ‎ تو منہہ پھیر کر خیمی کا رخ کیا

وہیں منہہ سی شعلی نکلنی لگی ‎ ‎ سراپردی خیمی کی جلنی لگی

ترا کسنگ جو سیکڑون منکا تھا ۔ نہ کرن بچی اور نہ منکا بچا
یہ آئیمن دیوون نی کی گفتگو ۔ رہی جاتی ہی لڑنیکی آرزو
چلو اب زمین سی ہوا پر چلو ۔ وہین جنگ کرنیکو اوڑکر چلو
اڑا فوج سلطانسی ہی ایک غول ۔ ارادہ کہ سر لیجئی اونکی مول
اوڑی چھوڑکر دشت کی جب زمین ۔ نظر کیطرح دم مین پہنچی وہین
ہوئی غٹ پٹ درو ار چلنی لگی ۔ بہم اونمین ہتہیار چلنی لگی
ہوا کشت وخون یہ پر دہ ہوا ۔ کہ گرنی لگی دشت مین دست وپا
گیا ماہ پیکر بہی حیرت مین گہر ۔ کبہی دہڑ گری دیونکی کا ہ سر
لڑائیکا سامان بہم رہا ۔ کوئی دو گہڑی تک عالم رہا
وہان کشتونسی پشتی پٹ پٹ گئی ۔ ہوا پر بہم لڑکی سب کٹ گئی
یہ دیکہا جو ہین دیونی ماجرا ۔ وہین ساحرونکو اشارا کیا
کہ ظاہر کوئی سحر تم اب کرو ۔ وہ ہون قتل کچہ ایسا کرتب کرو
لگی سحر کرنی وہ ساحر تمام ۔ کہ تا فوج سب شاہ کی آئی کام

بہم کرتی تہی آتش افشانیان ‏ زمین تہین قشقو سی پشیمانیان

بندہی چست تہی کہاروںکی لنگوٹ ‏ بہونکی دلونکو لڑائیکی چوٹ

بیان اونکی شکلون کا کیا کیجئی ‏ تصور جو کیجی ڈرا کیجیے

غرض جب ہوئی دیو آراستا ‏ تو گنتی مین دو لاکہہ سی تہی سوا

ہوئی ساعتِ جنگ جسدم قرین ‏ گیا سیمتن پاس دیو لعین

کیا جلد صندوق مین اوسکو بند ‏ طلب پہر کیا اوسنی اپنا سمند

ہوا اوسکی اوپر وہ کافر سوار ‏ ہو جس طرح برج سفید آشکار

درازی لکہی ہی زروی سند ‏ فقط تین سو ساٹہہ گز کا تہا قد

وہ آیا جو زمین پی کارزار ‏ تو تہی دیو لاکہون مین ویسا

مقابل ہوئی فوجسی آکی فوج ‏ ملی جسطرح موجسی آکی موج

کہا اونکی سردار نی بیدرنگ ‏ کرو طور پر اپنی اب انسی جنگ

اڑا ایک بیک ایک غول اونمین کا ‏ ہوا پر جو پہنچی تو لشکر ٹکا

عجب فتنی کی سب نی آغاز جنگ ‏ برسنی لگی لشکر شہ پہ سنگ

اب ایسا ہی اوس میں تو جام بہر ۔ نظر میں لہو سی جو ہو سرخ تر

ہر اک آنکھہ ہو اوسکی نشہ سی لال ۔ بخوبی کروں سیر دشت قتال

جہاجب وہ لشکر بیابان مین ۔ تو تہی دیو بہی دیو میدان مین

ہوا حکم سلطان فرخندہ بخت ۔ کہ ہاں اب وہاں جلد ہو اپنا تخت

ہوا پر اوڑا تخت وہ شاہ کا ۔ وہ سب لشکر اوس تخت کی گرد تہا

کہ ناگاہ صحرا وہ پیدا ہوا ۔ وہ کوہ اوس جگہہ سی ہویدا ہوا

وہیں پہنچا تو اشونکو علم شاہ ۔ کہ یہ دشت ہی قابل خیمہ گاہ

بموجب حکم سلطان دانا ہوا ۔ تو اوس دشت مین خیمہ برپا ہوا

وہان اترا وہ شاہ عالی مقام ۔ جو تہی فوج وہ گر دا ترے تمام

خبر اوسکو بہی ہو گئی بیدرنگ ۔ وہین مستعد وہ ہوا بہر جنگ

مسلح وہ ہو کر ہوا جبکہ چست ۔ ہوئی دیو بہی ساتہہ کی سب درست

لگا کر جو جربی وہ فارغ ہوئی ۔ تو تیکی دیئی سینی سیند ورسے

پیادہ مست شاہ وہین تیر و ادا | ہوئی مہر صفت حیرت یہ آئینہ وا
گیا سامنے شاہ کی دور تک وہ | کہا پیدا ہون شاہ زادہ جبکہ
کہ نسبت جنگ سے اپنا ہو نکاح مین | ملا کاب مبارک پیچھو رو نگاہ مین
یہ بات اچھی تب مغل شہ نے کہی | لڑی ہین کہین یوسی آدمی
یہ بولا اگر مین پہلو نگا نہ ساتھ | تو ہونگا حرام اپنی حسرت کی ہاتھ
نہ مرد جو تیرے وطن ہونگا | تو تیرے پر اک طعنہ زن ہونگا
ہوا اسکی جرات نہین جاتی | حمیت مروت نہین جاتی
زبان پر یہ تب آیا سلطان کے | مریکان تم ساتھ ہو جان دے

خبر رسیدن بدیو سفید که پادشاه برای جنگ بغلان میدان آمده است و مسلح و مکمل شدن آن مع دگر دیوان برای جنگیدن

بلند اسکا لڑ نہین پایا رہے پدر کا مری سر پہ سایا رہے
پدر کا یہ عالم گوارا کیا نہ تیرا مگر غم گوارا کیا
تجھی بہی وفا چاہئی ہی ضرور کہ اس غم کی بدلی مجھی ہو سرور
ہوئی ماہ پیکر کو شرمندگی کہا تو ہوئی باعث زندگی
اطاعت تری مجکو منظور ہی محبت تری مجکو منظور ہی
مری واسطی تو اوٹھائی جفا پہر اسکا عوض کیا ہی غیر از وفا
مری واسطی تو سہی رنج و غم تو مین جو اطاعت کرون ہی وہ کم
مگر مین یہ کہتا ہون ای دلربا کہ اپنی پدر کا ذرا غم نہ کہا
نہ آنچ آنی دونگا کبہی زینہار تری باپ پر مین رہونگا نثار
جو دیکہی کڑی آنکہہ سی اوسطرف کرون تیر کا اوسکو فوراً ہدف
جو بہون کج کری کوئی اہل ستم تو اوسکا کرون تیغی سر قلم
نہ غم کہا و تم اور نہ رقت کرو مجہی جلد خوش ہو کی رخصت کرو
یہ کہکر کہرا ہوگیا بی دریغ جبین مین شکن ہاتھہ مین اوسکی تیغ

جو تو کد کریگا تو کیا پائیگا ‏ ابھی دیکھہ لینا سزا پائیگا
نہین ہی مجھی شاہ کا کچہ ہراس ‏ ابھی بیٹھا ہون اپنی معشوقہ پاس
وہ بولا کہ کچہ بہی چلی گی تری ‏ پکڑ لیچلونگا تجھی مین ابھی
پکارا یہ جھنجھلا کی دیو سفید ‏ نہ رکھہ میری لیچلنی کی تو امید
کب اوس شاہ سی تیری ڈرتا ہون مین ‏ تجھی خود گرفتار کرتا ہون مین
یہ چلایا دیو و نکو وہ تند خو ‏ پکڑ کر کوئین مین اسی ڈالدو
بڑھی اوسطرف چار دیو سیاہ ‏ اوسی باغ مین لای بالای چاہ
گرایا کوئین مین بصد مکر و کید ‏ ہوا چاہ تاریک مین دیو قید
پریزاد بہی ایک ساتھہ آیا تہا ‏ اوڑا یا وہ خاک اسطرفسی اوڑا
کہا اوسنی جا کر یہ شہ کی حضور ‏ کرون عرض جو عفو ہو یہ قصور
وہ دیو ایکا جو فرستادہ تہا ‏ اوسی قید اوسن یونہی کرلیا
نہین خوف کا اوسکی دلمین مقام ‏ وہ آیا وہ جنگ ہی لا کلام
بغیر از سزا پاتا ہی وہ کب ‏ سخن سخت کرتا ہی وہ بی ادب

وہ بولا اوس انسان کو جلد لا ۔ کہ اوسکی بہی منہ سی سنوں میں ذرا

یہ سنتی ہی جلد آئی سرو سہی ۔ وہیں ماہ پیکر کو وہ لی گئی

کیا ماہ پیکر نی جہک کر سلام ۔ ہوا مہربان شاہ عالی مقام

کہا حال تو ہو چکا ہی عیان ۔ مگر اپنی منہ سی کرو تم بیان

غرض اوسکی جو کچہ کہ تہی ابتدا ۔ وہ قصہ کہا اوسنی تا انتہا

کہا آپ کی ہوتی بیداد ہی ۔ بس اب آپ ہی سی یہ فریاد ہی

یہ سنتی ہی غیظ آیا اوسکو کمال ۔ کہڑی ہوگئی جسم کی ساری بال

یہ اک دیو سی تب اشارا کیا ۔ کہ جاکر مری سامنی اوسکو لا

پری زاد سنکر اوڑا بی ہراس ۔ کیا تہوڑی عرصی میں اوس دیو پاس

کہا مجکو بہیجا ہی سلطان نی ۔ تری کی ہی نالش اک انسان نی

وہ سلطان پری کو ہی اوسکی داد ۔ کیا ہی اسی واسطی شہ نی یاد

بہت سی جو دیووں کا حاکم وہ تہا ۔ زبردست تہا خود بہی حد سی سوا

تو اس حکم پر طیش اوسی آگیا ۔ کہا جا ابہی میں نہیں آنی کا

تم حسب لخواہ جب کر دیا | تو سرور نی بہی وہ کاغذ لیا
غرض جمع جب اوسکی خاطر ہوئے | تو وہ باپ پاس اپنی حاضر ہوئے
ادا پہلی تو جہک کی تسلیم کے | وہ پہر سامنی جب کہڑی ہو گئے
زبس اوسکی چہرےکو دیکہا اوداس | بلا کر بٹہایا اوسی اپنی پاس
کہا ہی تری رخ سی ظاہر تعب | مری جان بتلا کچہہ اسکا سبب
لگی نازسی کہنی وہ نازنین | سبب کیا کہوں کچہ نہین کچہ نہین
بکد جب نہایت ہوا بادشاہ | پدر سی یہ کہنی لگی تب وہ ماہ
اگر آپکی اوسکا ہو انصرام | تو درپیش ہی خیر کا ایک کام
اک انسان آیا ہی اب داوکو | پہنچئی وزرا آپ فریاد کو
وہ آیا یہان چہوڑ کر جو وطن | ملی ہین بڑی اوسکو رنج و محن
ہی محبوب اوس شخص کی سیمتن | اوسی لایا ہی دیو با مکر و فن
کیا دیو نی جب سی اوسکو اسیر | وہ شہزادہ اوس دن سی ہی غم پذیر
رہائی کی ہی آپ سی ہی امید | زبردست و ظالم ہی دیو سپید

ہوا ماہ و گردون دون جو رپہ | مرون تجہ پہ مین تو مری اوپر

محبت کا دلمین ظہورا ہوا | یہ لکہا نصیبی کا پورا ہوا

کہان دام الفت سی اب جاونگی | جو کچہ حکم ہوگا بجا لاونگی

نکالونگی رنج و محن سی تجہے | ملاونگی مین تیتن سی تجہے

نکال اوسکو تو ہی جو کہتا ہے مجہے | کہ اس بانگادی نوشتا ہے مجہے

کہ ہوگی مجہی بہی محبت ترے | ہمیشہ کرونگا اطاعت ترے

ترا پیار ہوگا سوا اور سے | نہ تجہسی پہرونگا کسی طور سے

مگر جب نوشتی کی تدبیر ہو | تو پہلی قسم اوسپہ تحریر ہو

یہ تقریر سرو ہی نی جو کے | کہا ماہ پیکر نی یون ہی ہے

تمہارا جو دل اسمین مسرور ہے | تو یہ بہی بہر طور منظور ہے

جو منظور ہی مجہسی لکہوائیے | قلمدان جلد اپنا منگوائیے

کیا شاد دل اوس گل اندام نے | قلمدان منگا کر رکہا سامنے

اوٹہا کر قلم تب بلا بیش و کم | جو اوسنی کہا تہا کیا سب رقم

جو گذری ہی مجھپر کروں کیا بیان | نہایت طویل اپنی ہی داستان

یہ شمہ اوسیکا ہی ای خوش جمال | مرا جسم پتھر رہا نصف سال

یہ عالم بنایا اوسی عشق نے | تمہین بھی دکھایا اوسی عشق نے

سنو جسطرحسی مرا دل ہو شاد | یہ مطلب مرا ہی یہ میری مراد

ملی مجھکو میری اگر سیمتن | تو سب دور ہون دلکی رنج و محن

پھر اوسوقت جو کچھ مجھی تو کہی | بدل صرف پھر ماہ پیکر رہی

درستی جو ہو اس مری کار کی | جگہہ پھر نہین ہی کچھ انکار کی

یہ سنکر لگی کہنی وہ نازنین | کہ قسمت کا لکھا مٹا ہی کہین

کہا مین کہان تو کہان یہ مقام | کبھی مینی تیرا سنا تھا نہ نام

یہ سب گردش چرخ کی ڈھنگ ہین | کہان چرخ سب عشق کی رنگ ہین

یہان ہو ترا پھرتی پھرتی گذر | تو پتھر ہو پھر مین بناؤن بشر

کرون وصل کی پھر تری جستجو | تجکو ایسی بن جاؤن ای ماہرو

نہ ہو چین دنکو نہ آرام رات | مگر تجکو ہرگز نہو التفات

کچھ اوس وقت اوسکو نہ آیا نظر | وہین ہاتھہ باندھی گری پاؤن پر
کہ سینی مین دل دہڑکنی لگا | کلیجہ بہی اوسکا پہڑکنی لگا
کہا نیک و بد کی نہین اب تمیز | کیا عشق نی مجکو تیری کنیز
مرا دل پر افسوس قابو نہین | ستم اوسپہ یہ ہی میرا تو نہین
اگر ہو کوئی اپنی پیچہی تباہ | خیال اوسکا رکہتی ہین ای رشک ماہ
اگر سینتن کا تجہی دہیان ہی | تو میری ہی اب موںہہ پر جان ہی
مری ہمت ہی دلگا لانا ضرور | مری پاس بہی ہی کہانا ضرور
ترا ہجر دم بہر گوارا نہین | زخود رفتہ دل ہی اجارا نہین
یہ انکار وصلت سی اب تا بکی | تری وصل کی شکل کوئی بہی ہے
وہ کہدی جو کچہ تجکو منظور ہو | تمنا ہی تو مجہی مسرور ہو
یہ سنکر ہوا آبدیدہ وہ گل | کہا ایک صورت خوشی کی ہی کل
کہ جسپر دل و جان سی ہو نہین فدا | وہ مجکو ملی پہر نہین غم ذرا
ہوا ہی میرا اوسکی پیچہی یہ حال | مصیبت اوٹہائی ہی مین کمال

وصل شاهزاده با ماه پیکر و الحاح و

زاری و بیقراری بکمال مرتبه نمودن آزرده گردیدن

شاهزاده موصوف از سر و سهی دریا و ملکه سمن فریاد و بکا و نالها

رسا نمودن

پھر پکھٹ مین لیتا جو وہ شکل ماہ
عشق کا عالم دوبالا ہوا
مگر پھر جو شرم آکے مانع ہوئی
اسی طور پر سنبھلی وہ تین بار
ہوا عشق کا اوسکی دلمین جو جوش
پکارا اوٹھا وہ دل تاب باقی نہین

وہ چندان ہوا حسن کی جب نگاہ
گرون پاؤن پر یہ ارادہ ہوا
تو کچھ جھجکی اور سنبھلی سروسہی
مگر ہیچ ہی ولیکن نہین اختیار
کہ مطلق نہ باقی رہی صبر و ہوش
نکلتا ہون سینے سی ای نازنین

کی شاہزادی بہی بہا اوسکی تب — اور اوس کنی کا اوسی پوچہا سبب
لگا کہنی شہزادہ خوش مقال — کہ ڈرتا ہون مین باغبان سی کمال
نہو باغ یہ بہی اوسی ڈہنگ کا — مرا جسم ہو جای پہر سنگ کا
ہنسی یہ سخن سنکی سرو سہی — کہا کفش خانہ یہی ہی سہی
جو ہی اسکا در وہ تو ہی اوس طرف — کہڑی ہونگی حاجب اودہر باندہی صف
یہ کہڑکی بہی خفیہ ہی بہر مرور — کہ شاید کسی کام کی ہو ضرور
بس اب دیر بہتر نہین زینہار — چلو باغ مین تاکہ آئی بہار
غرض خوف ولیسی جو باہر ہوا — تو ورسی وہ گلشن کی اندر ہوا
اب اوس باغ کا وصف لکہون مین کیا — ہر اک گل جہان ہو طلسمات کا
عیان باغکی ایسی صورت ہوئی — بڑی ماہ پیکر کو حیرت ہوئی
غرض بیچ مین ایک بنگلہ جو تہا — وہان لی گئی اوسکو وہ مہ لقا
اکیلا جو اسجا پہ پایا اوسی — چہپر کہٹ مین جہٹ پٹ لٹایا اوسی

بر پا افتادن سرو سہی برای وصل

مگر اونکا باعث بہی لکہتی ہین ہم | مزاج اونکا کب تہا تمندرسی کم
کناری کہین منہہ نکالی نہنگ | کسی جا پہ وو مچہلیو نمین تہی جنگ
کبہی ایسی کاہیکو دیکہی تہی جہیل | کہ تہی سنگ پشت اوسمین مانند فیل
ہوا خوف شہزادیکو جب سوا | تو سروسہی نی کچہ اوسپر پڑہا
ڈراتہا جو وہ دیکہہ کر ہر طرف | وہ سب خوف دلسی ہوا برطرف
غرض جنگہڑی طی وہ صحرا ہوا | تو اور ایک جنگل ہویدا ہوا
نظر آیا سردیکا اوسجا سمان | زمین برف کی برف کا آسمان
وہ شہزادہ یہ دیکہہ کر تہم گیا | قدم برف کی شکل پر جم گیا
یہ دیکہا تو سروسہی نی کہا | ٹہرنیکا کیا باعث اور وجہ کیا
نہین کچہ فریب اسمین اور فن نہین | مین عاشق ہون ای دوست دشمن نہین
جو میلا ہو رویان کوی آپ کا | تو ہوجای پہلی یہ لونڈی فدا
بس اب کوس بہر ہی لونڈیکا گہر | یہ چلی چلئی بخوف اور بی خطر
غرض قطع وہ بہی بیابان ہوا | اب اور ایک جنگل نمایان ہوا

نظر آئی پر چوٹ ہر ایک شی ۱۵ فلک کو جو دیکھا تو پیتل کا ہی

نظر بھر کی دیکھی کہاں ایسی تاب کہ تھا وہ اوسمین لوہی کا تھا آفتاب

پر اوسکی تمازت کا دیکھا یہ حال کہ تھی آگ کی طرح بالکل وہ لال

کسی جا پہ کھپورا کرتا تھا شور کسی جا تھی مصروف فریاد مور

ہراسانی اوسجا ہراسان تھی پریشانی اوسجا پریشان تھی

جو چلتی تھی گرم اوس بیابان مین لون سو آنچ کی کسکی تشبیہ دون

فلک پر چمک جاتی تھی گاہ برق وہ پھر جاتی تھی آگی بالای فرق

کبھی آنی لگتی تھی آواز رعد زمین پر برستی تھی آگ اوسکی بعد

زمین آسمان دونون حدت مین تیز شرر ریز گردون زمین شعلہ خیز

کسی جا اگر جھیل آئی نظر تو دیکھا اوسی آگ سی گرم تر

تہ و بالا تھا جوش سی اوسکا آب ہر اک موج حدت مین پیچ کباب

نکلتا تھا پانی سی بھیم دھوان حباب اوسمین تھی جیسی چنگاریان

جو تھین مچھلیان زندہ پانی مین سب وہ ہوتین کباب اسکا کیا تھا عجب

لگی کہنی کی کہنی یہ سر پیٹ کی ۔۔۔ یہ سب تہی تیری طرحسی اب مجھی

گرفتار رنج و مصیبت نہین ہین ۔۔۔ کوئی دم مین بس بی اذیت مین ہین

اسی باغکا وہ سرا تہا جو در ۔۔۔ اودہر جا کی نکلی وہ رشک قمر

کہا تیری غوث مجھی ہی ضرور ۔۔۔ مری گہر چل ای رشک غلمان و حور

ملا دونگی مین تجہسی محبوب کو ۔۔۔ بلا دونگی اوس تیری مطلوب کو

صدا ملنی کی جب پڑی کان مین ۔۔۔ تو گویا کہ جان آگئی جان مین

یہ سنکر لگا کہنی وہ نیک خو ۔۔۔ مین حاضر ہون جسجا مجہی لی چلو

وہ دونون جو نکلی در باغ سی ۔۔۔ یہ ڈرنی لگا ہیبت زاغ سی

عجب طرحکا دشت پر خوف تہا ۔۔۔ کہ خود خوف دامن مین اوسکی چہپا

عجب طور کی نخل آئی نظر ۔۔۔ کہ ہر شاخ و برگ اونکی تہی شعلہ ور

عجب سرخ طائر تہی پرواز مین ۔۔۔ جگر شق ہو ہیبت یہ آواز مین

کسی جا نظر آگیا اژدہا ۔۔۔ کہ کوسون تلک اوسکی تہی انتہا

وہ اژدر غرض جبکہ لیتا تہا دم ۔۔۔ تو منہ سی نکلتی تہی شعلی بہم

نہوتی جو مجھکو محبت تری — رہائی کی تہی کون صورت تیری

بدلتا نہ تجھ ماہ پیکر کا جسم — اوسی طور سی تہا پتہر کا جسم

جو حاکم ہی اس ملک کا بادشاہ — اوسکی ہون دختر مین ای رشک ماہ

بہت اوسنی دی ہی کل کائنات — طلسمات مین ہی وحید اوسکی ذات

کری سیر اس باغ کی تو اگر — تو آئین عجائب کرشمی نظر

غرض سیر کا جو ارادہ ہوا — تو ساتہہ اوسکی وہ شاہزادہ ہوا

وہ جب اوس پریزاد کی ساتہہ تہا — روان تہی بہم ہاتہہ مین ہاتہہ تہا

ہوا رخ جو رونق دہ بوستان — ہوئی شرم سی پتونمین گل نہان

نئی طرح کی گل نئی طیر تہی — حقیقت مین وہ قابل سیر تہی

نتہا خالی انسان سی کوئی چمن — مگر سبکی سب تہی اسیر محن

کوئی تانبی کا کوئی پیتل کا تہا — کوئی لوہی کا اور کوئی جست کا

کسیکا جو تہا نصف سونیکا تن — تو تہا نصف چاندیکا اوسکا بدن

کوئی شخص شیشی کا سرتا بپا — کہ حیرت مین گویا وہ آئینہ تہا

مجھی تمنی جو شکل انسان کیا | بڑا تمنی واللہ احسان کیا

پر اب تمسی مین چاہتا ہون یہی | اگر مجکو آزاد کر دو وہی

کرون سامنا وحشت پرخار کا | تجسس کرون اپنی دلدار کا

سنا جب یہ سرو سرافراز سی | تو سرو ہی نی کہا ناز سی

بتا نام تو اپنی دلدار کا | کہ تجھی عشق ہی کس جفاکار کا

کہا سیمتن میری محبوبہ ہے | مین اوسکا ہون طالب وہ مطلوب ہی

مجھی پوچھتی ہی جو ماہ تمام | مرا ماہ پیکر ہی مشہور نام

بہت چہانی وقت مین صحرا کی خاک | تجسس مین رہتا ہون مین سینہ چاک

تیقن ہی اب مین گذر جاؤنگا | اسی غم مین اک روز مر جاؤنگا

لگی ہنسکی کہنی یہ سرو سہی | جو عاشق ہوا اوسکی تو یونہی ہی

ملادیگا اوسی تمہین کارساز | پر ابتو مجھی تم کرو سرفراز

مین ایماہ پیکر ہون تمپر نثار | مرا دل فدا جان مضطر نثار

مری ہمت الفت کی کر اک نگاہ | کہ تیری محبت مین ہون مین تباہ

بتکرار کا پہر کیا کچہہ کلام
کیا پیش اوس حوض سی بہر کی جام

پڑ ہا شاہزادی نی کچہہ جام پر
دئی چہینٹی پانی کی اندام پر

غرض تیسرا جبکہ چہینٹا پڑا
نہ وہ سنگ تہا اور نہ وہ رنگ تہا

ہوا شکل اصلی پہ وہ گلبدن
وہی ماہ پیکر وہی اوسکا تن

وہی حسن اوسکا خدا داد تہا
کہ جسپر تصدق تہی خلق خدا

جب اوس حسن کا سامنا ہو گیا
تو وہ چند دل مبتلا ہو گیا

ہوئی عاشق اوس گل پہ وہ نازنین
کہا مین فدا تجپر ای مہ جبین

بیانکر برائی خدا اپنا حال
کہ کیونکر یہان آیا ای خوش جمال

کسیکی تجسس مین آیا ہی تو
ویا سیر کا دہیان لایا ہی تو

کیا ماہ پیکر نی تب یہ کلام
بہلا سیر سی کیا ستم کش کو کام

مین ہون مبتلا عشق کی داغ مین
سو تقدیر لی آئی اس باغ مین

خدا جانی کیا جرم دیکہا مرا
جو ساحر نی پتہر کا مجکو کیا

ہوئی مجہپہ پہر جسی گل مہربان
خدا مہربان ہو تو کل مہربان

خدانی دیا اسکو کیسا جمال ۱۷۰ کہ ہی سنگ ہونی پر ایسا جمال

حسین ایسا اب تک تو دیکھا نتہا ہوی لاکہہ دلسی یہ اسپر فدا

بنی آدمی یہہ جو آرامِ دل تو حاصل کرون اتنی مین کام دل

وہ جو حوض ہی سامنی ای بوا تو اوسمین سی پانی ذرا جا کی لا

چہڑک دین وہ آب اسپر اب کرکی دم بنی آدمی تو کرین چین ہم

وہ بولی نہین اسمین میری صلاح کہی اسطرحکی نہ دونگی صلاح

تو وصلت کی وہ پی اب اسکی نہو کہین باپکا تیری قیدی نہو

اگر کہل گیا شاہ پر سب یہ حال تو اوسوقت کیا ہوگا تیرا مآل

تجہی وصل کا ناحق ارمان ہے کدہر دل ہی اور کسطرف دہیان ہے

یہ سرِ وہی نی کیا تب کلام کر ابتو پڑا مجہپر الفت کا دام

رہون باز مین عشق سی اب نہین جو کچہ ہو سو ہو مجکو خطرا نہین

اسی آدمی کرکی بہلون گی مین پہر آگی جو کچہ ہوگا سہ لونگی مین

جو جانا ہوا حوض تک تو شتاب نہین آپ لی آونہین جا کی آب

خبردار جانی نہ دینا اسی | توقف نہو جلد لینا اسی

جو دیکھا بہ حیرت اید ہر اودہر | تو زنہار کوئی نہ آیا نظر

کہ ناگاہ اک بار پیدا ہوا | عجب سحر اوس سے ہویدا ہوا

طلسم اوس جگہہ پر یہ آیا نظر | ہوا سایہ افگن وہ بالای سر

کیا شور ہیہات ہیہات کا | غرض تین بار اوسنے دی یہ صدا

یہ تہا سحر باز خوش آہنگ کا | وہین ماہ پیکر بنا سنگ کا

بنا سنگ کا جبکہ سارا بدن | ہوا وزن مین جیسی بارا بدن

یہ جب شکل سرو سرفراز کی | تو گلشن مین اک سمت پرواز کی

دل اوسکا رہا غم سے گو لخت لخت | مگر سب غمونسے ہوا غم یہ سخت

فلک سنگدل صرف بیداد تہا | پہ یہ عشق مین رشک فرہاد تہا

ہوا پہوڑ کر سر کوہ بی شکوہ | مگر اسنے کائی محبت کی کوہ

ربس سختیونسے رہی اوسکو جنگ | وہ نازک بدن ہوگیا آپ سنگ

ذرا دیکھنا چرخ کجرو کی چال | کہ یہ ظلم سنگین رہا نصف سال

آن باغ حیرت افزا

وہ ایسی ہی گردش مین دن رات تہا ۱۶۷ کہ چرخ اوسی تہا ششدر اور مات تہا

ملا تہا جو پہرنی کو صحرا وسیع تو گردش بہی تہی بصورت مہ سریع

خدا سیتن کی جو تہا نام پر تصور اوسیکا تہا ہر گام پر

کہ ناگہہ اوسی ایک صحرا ملا نہایت خوش آیند و دلچسپ تہا

ہوا ٹہنڈی ٹہنڈی جو آنی لگی تو روح اوسکی کچہ لطف پانی لگی

گیا اپنی دہنی طرف جو خیال نظر آیا اک باغ اوسی بیمثال

گیا وہ در باغ بہر گذار نظر آرہی تہی شجر میوہ دار

شگفتہ ہوا کچہ جو سینی مین دل تو پہنچا در باغ کی متصل

تصور یہ وحشت مین اوسکو بندہا ملیگا یہان سیمتن کا پتا

وہ بیچارہ سرگشتہ کیا جانی آہ کہ یہ باغ سرسبز ہی سحر گاہ

جب اوس باغ مین بی تامل گیا ستم سنگدل چرخ کا کہل گیا

وہین سمت مغرب سی اوٹہا یہ شور کہ لینا پکڑنا نہ بہاگی یہ چور

مجھی کام کیا اور کچھ کام سی | رہا کیجیئی آپ آرام سی
بظاہر تو یہ سیمتن سی کہا | ارادہ مگر دل مین تہا وصل کا
وہ گو صرفِ خدمت تہا لیل و نہار | مگر سیمتن رہتی تہی ہوشیار
وہ کسوقت فرقت مین جیتی تہی | غم اور ڈر سی دم بہر بہی سوتی تہی
سخن تہا یہ بالائی لب ہر زمان | مری ماہ پیکر کہان ہو کہان
بہی تمسی تقدیر کرتی ہی کیا | خدا جانی تم پر گذرتی ہی کیا
جو تم پہر گئی ہو بیابان کو | خدا کی حفاظت رہی جان کو
وہان بہی یہ تہا شاہزادی کا حال | اوسیکا تصور اوسیکا خیال
کہون کیا وہ کیسی پریشان تہی | اوسی سمت دل تہا وہین جان تہی
یہانکا تو جو حال ہی کہہ چکا | خبر ماہ پیکر کی لون اب ذرا

داخل شدن ماہ پیکر در باغی کہ بنای آن باغ از طلسم بود و سنگ شدن شاہزادہ مذکور سراپا از طلسم آن

نظر آگیا جبکہ یہہ سانحا — تو ڈرنی لگی دیو سی مہ لقا

مگر غش سی چونکی جو وہ نیکنام — تو تھا ماہ پیکر کی الفت سی کام

اوسیکا لیا نام آیا جو ہوش — اوسیکی محبت کا تھا دلمین جوش

کہا دیو نی تب کہ ای مہ لقا — اگر ماہ پیکر سی ہی مدعا

مجھی وصل سی تو جو مسرور کر — تو لادون ابھی جاکی اوسکی خبر

کہا سیمتن نی کہ ور گور تو — جتاتا ہی ناحق مجھی زور تو

اگر اور کچھ قصد تو نی کیا — تو مینی یقین جان لی جی دیا

ابھی آپکو کرتی ہون مین ہلاک — نہ آئیگا ہرگز تری ہاتھہ خاک

ہی انگلی مین میری جو انگشتری — نگینہ ہی الماس کا ای شقی

اسی کہا تو نگی دم نکل جائیگا — لہو ہو کی دل منہہ کی راہ آئیگا

ڈرا دیو سنکر یہ اوسکا کلام — کہا تابع حکم ہی یہ غلام

نہ ہرگز کرونگا مین اب کچھ سوال — تری غیر مرضی مجھی کیا مجال

میسر نہین ہی جو وصلت مجھی — تو سی دیکہ لینا غنیمت ہی مجھی

آن پری پیکر و براوردن ۱۶۴ ملکہ سمن انگشتری الماس را از دست خود برای خوردن و ہلاک شدن و مانع گردیدن دیو بکمال منت و باز ماندن از حرکت

غرض ماہ پیکر تو تھا دشت مین ہم احوال اب سیمتن کا لکھین

یہانسے اوٹھا لی گیا دیو جب گیا قصر مین اپنی وہ بی ادب

عمارت بہت خوب تھی کوہ پر چمن اوسمین آراستہ سر بسر

جو تھی بیچ مین ایک بارہ دری کہ سب اوسمین بچھا تھا فرش زری

وہان لاکی اوسنی لٹایا اوسی مگر غش سی بیہوش پایا اوسی

بلائین وہ لی لیکی صدقی ہوا کہ ہوش آگیا سیمتن کو ذرا

تو کیا دیکھتی ہی وہ جانِ جہان نہی ماہ پیکر نہ وہ بوستان

مکان اک بڑا سا ہی مین اوسمین ہون سرہانی وہ بیٹھا ہی دیو زبون

زبان پر سخن ہی یہی بار بار فدا صدقی قربان تصدق نثار

چلا جاتا تھا اک طرف صبح و شام | جہاں عشق ہوا ہو گیا وہ مقام

تجسس میں صرف تباہی ہوا | ہوا جب وہ ہشیار راہی ہوا

کبھی کہتا تھا وہ مصیبت زدہ | نہ ہو گا کوئی مجھسا آفت زدہ

گریبان و دامن تلک اسکا چاک | پڑی گیسوؤں پر بیابان کی خاک

وہ تلوے کہ گل جنسی کھاتی تھی خار | ہوئی خار صحرا سے پھر وہ فگار

کبھی کہتا تھا راس آیا نہ وصل | فلک کو مرا اوسکا بھایا نہ وصل

کبھی تنگ ہوتا دلِ تنگ سے | پٹکتا تھا سر کوہ کی سنگ سے

کبھی کرتا داود کو دلمیں یاد | کہ حاصل ہوئی تھی یہ جسنی مراد

ادہر ماہ پیکر تھا جس جال مین | اودہر سیمتن دیو کی جال مین

حال گذاشتن دیو سفید سیمتن را در قصر خود که بالای کوه بود

آمدن ملکه سیمتن در خواست نمودن بکمال منت وسماجت برای مهلت

فلک کا بہت تنگ ہی حوصلا
تھا تا نہیں دو کو خوش ایک جا

ذرا چرخ کجرو کا دیکھو چلن
کہاں ماہ پیکر کہاں سیمتن

اودھر لی گیا اوسکو دیو سفید
چلا پھر بیابان کو یہ ناامید

ادر اوس جنکو بہی قید کر وادیا
مددگار جو ماہ پیکر کا تھا

کوئی حامی اب اوسکا اصلا نہیں
کسی طرحکا اب سہارا نہیں

وہ پھرتا ہی الفت کی میدان مین
ہیولا بنا ہی بیابان مین

مگر دلکا میدان جو ہی بی قیاس
وہان سیمتن پھرتی ہی اوداس

پھنسی ہین عجب غم مین دو نوحہ گر
نہین ایک کو دوسری کی خبر

غرض ماہ پیکر ہی صحرا نورد
ہرا آنکھ ہی سرخ چہرہ ہی زرد

درختونکو حسرت سی تکتا ہی یہ
تو دیوانہ وار اونسی بکتا ہی یہ

تمہین میری یہ جانِ حامی ذرا
مری سرو کا تم بتا دو پتا

یہ کہکر جو روتا تہا وہ دل فگار
تو دریا روان ہوتی تہی بار بار

جب اشکونکو ایسی روانی ملی
درختونکو کیونکر نہ پانی ملی

ہوئی اوسکی ملنی کی جب اوسکو یاس ۔ گیا صبر ناچار ہو کر اوداس
وہ درویش بہی اوس سی رخصت ہوئی ۔ اودہر سب اسیر مصیبت ہوئی
جو ہوتی تہی فرصت اونہیں آہ سی ۔ دعا سب وہ کرتی تہی اللہ سی
یہ جب والی شہر کو غم ہوا ۔ بپا شہر مین ایک ماتم ہوا
زبس سیمتن سبکی دلخواہ تہی ۔ تو ہر گہر مین شیون تہا اور آہ تہی
ادہر کا تو اب حال رہنی دی اودہر ۔ ذرا ماہ پیکر کی لیجی خبر

آوارہ گردیدن ماہ پیکر در بادیۂ پر خطر بعشق وجدائی ملکہ سیمتن وگریہ وزاری ونالہ و بیقراری نمودن

پلا ساقیا وہ مئی خوشگوار ۔ کہ سرشار کر دی مجہی ایکبار
نہ مین باغ کا اب نظارا کرون ۔ اوسی نشہ مین سیر صحرا کرون
مئی وصل گو مینی پایا نہین ۔ تلافی کا گو وقت آیا نہین
مگر چرخ ہی درپئی انتقام ۔ کہ کیونکر ہوئی ایکدم شاد کام

۱۹۰

دل شاہ کا بہی برا حال ہی | کہ درد و الم سی وہ پامال ہی
محل کی محل کا ہوا حال غیر | وہ تہا کون جسکا نہ تہا حال غیر
یہ برپا تہا اون سبکے رقت کا غل | کہ ہو ونگ سنکر قیامت کا غل
ہوا صرف فریاد خورشید شاہ | یہ نعرہ تہا ہر دم ہوا این پناہ
کہا شاہ صاحب سی پہر یہ سخن | ذرا دیکہنی کیا ہوئی سیمتن
غرض شاہ چینی جو کہولی کتاب | تو کچہ حال اونہون نی کیا انتخاب
لگا اسطرحکا نظر آیا حال | ہوا شاہ جی کو نہایت ملال
کہا بس خدا پر رکہو تم نظر | پہنسی بیطرح اب وہ رشک قمر
زبردست ہی ایک دیو سفید | وہ مدت سی رکہتا تہا اسکی امید
وہی آکی اوسکو اوٹہا لی گیا | جو کچہ اوسکا تہا مدعا لی گیا
کسیکو نہین اوس سی یارای جنگ | پرستانکا شاہ رہتا ہی تنگ
رہائی کی اب کوئی صورت نہین | مری ہر گز اوسپر حکومت نہین
مگر فضل خالق پہ رکہو نگاہ | ملی گی ضرور آکی اکدن وہ ماہ

بلا لو مجہی اب تم ای جان جان　　سنبہالو مجہی اب تم ای جان جان

کدہر ڈہونڈہونگا اور کدہر جاونگا　　بس اب تیری فرقت مین مرجاونگا

اودہر تو وہ صحرا بصحرا ہوا　　ادہر باغ مین حشر برپا ہوا

آہ وزاری نمودن مادر ملکۂ سمین در فراق دختر بلند اختر خود ونالہ وبکا نمودن جملہ صاحبات محل وغش آمدن آنہا

یہ حال اوسکی ماں کو جو آیا نظر　　ملا ور و دلکو ہوئی نوحہ گر

یہ کہتی تہی لوگو کدہر جاؤنمین　　دعائین کرو سب کہ مرجاؤنمین

کبہی کہتی تہی ہای ای سمین　　مجہی دی گیئن کیون یہ رنج ومحن

مین واری گئی کیا خفا ہو گیئن　　جو مجہ دل جلی سی جدا ہو گیئن

یہ چلتی ہوئی تہی پکارا مجہی　　غرض جیتی جی تمنی مارا مجہی

نظر مین نہ کیونکر ہو عالم سیاہ　　تم انکہو نسی پنہان ہوئی سنگ ماہ

پیدا شدن سفید دیو در ہمون حال کہ از عرصۂ یکسال بر ملکہ سیمتن عاشق و شیدا بود و از نگہ بر داشتہ بر بود و نالہ و زاری نمودن شاہزادہ و ماہ پیکر در فرقت و سر بصحرا شدن با کمال مصیبت

اک آئی ہیبت اس طرح کی صدا — کہ ساری زمین کو ہوا زلزلا

یہ اور اک نیا رنج پیدا ہوا — کہ دیو سفید اک ہویدا ہوا

مہیب ایسی صورت نہیں جسکی حد — دراز ایسا تھا تا فلک اوسکا قد

سنبھالا بہت پر نہ سنبھالا گیا — زمیں ماہ پیکر کو غش آگیا

کھلی آنکھ اوسکی تو دیکھا محن — کہ سب کچھ تو ہی پر نہیں سیمتن

ستم چرخ نے یہ نرالا کیا — غرض ایک سینے سی نالا کیا

کیا چاک اپنی گریبان کو — روانہ ہوا پھر بیابان کو

بھنسا بحر میں پھر وہ گل پیرہن — زبان پہ تھا کس جا ہوا سیمتن

کہا حال اوسپر پڑا تہا اوسی جب ‏ کیا ہی مجہی شاہ جی نی طلب

طلب کا جو ہین حال ظاہر ہوا ‏ وہ فی الفور خدمت مین حاضر ہوا

جلو مین پریزاد و جن بی شمار ‏ بہت سی نہان اور بہت آشکار

پری رو پیش سی بولا وہ خوش نہاد ‏ کیا کس لئی آپ نی مجکو یاد

کہا تم کرو قید داؤد کو ‏ ستایا ہی اک عبد معبود کو

سخن یہ ابہی منہہ سی نکلا نہ تہا ‏ کہ داؤد قید ستم مین پہنسا

ہویدا ہوئی بنگلی مین جن کشیر ‏ کیا بینی ملکر اوسی دستگیر

جو ہین ماہ پیکر نی دیکہا یہ حال ‏ ہوا رنج و غم اوسکی دلکو کمال

کہا حیف داؤد ہو دستگیر ‏ ہوا ہوتا ای کاش خود مین اسیر

ہوئی سیمتن کی یہ حالت تباہ ‏ کہ آنکہون مین آنسو تو ہونٹہون پر آہ

سر اپنا الم سی پٹکنی لگی ‏ سوئی ماہ پیکر وہ تکنی لگی

کبہی کہتی کہا کہا کی وہ پیچ و تاب ‏ یہ کیا کردیا چرخ نی انقلاب

مگر چرخ کا کیا گلا کیجئی ‏ نصیبا برا ہو تو کیا کیجئی

کہا ماہ پیکر کا منہہ دیکہہ کر | پری ہی دیا حور ہی یا بشر

یہی ماہ یا مہر انور یہ ہے | مری تین سی بہی بہتر یہ ہی

کلیجی یہ غم کی چہری پہر گئی | عجب درد و اندوہ مین گہر گئی

اوسیدم وہانسی مگر آن کر | پری کی والدیتمن کو خبر

ہوا نسکی اوسکو بہی صدمہ کثیر | اوسیدم فت آیا وہ پیش فقیر

کہا کانمین تا نہو راز فاش | وہ آئی ہین تہی ہمکو جنکی تلاش

تمہاری کرم سی وہ تدبیر ہو | یہ جن فتنہ انگیز تسخیر ہو

اسی سی ملی ہین یہ رنج و محن | کہ اب ہمسی چہٹنی کو ہی سیتن

یہ جب شاہ سی سن چکی شاہ جی | وہین ہاتہہ مین لی کاغذ کی لی

لکہا ایک رقعہ اوٹہا کر قلم | کیا رقعہ کی نیچی نقش اک رقم

جو نسبہ تہا اونکا عیان ہو گیا | ہوا پر نوشتہ روان ہو گیا

کہلی کیا زبان اونکی اوصاف مین | کہ اونکا وہ رقعہ گیا قاف مین

وہ جو شاہ پریونکا تہا پر غرور | یہ رقعہ گیا دم من اوسکی حضور

یہ

پلا ساقیا اب مجھی وہ شراب ۔ کہ دکھلائی وی چرخ کا انقلاب

اب اوس رنگ کی جام می کا ہو دور ۔ کہ دکھلائی نیرنگئ چرخ جور

نکال آج شیشی سی ایسی پری ۔ کہ جسکی بدن مین پڑی تھرتھری

مزا اوس پری سی جو حاصل کرون ۔ تو مین جسکو شیشی مین داخل کرون

زبس مین کوشش تھی اوسکو کثیر ۔ وہی پاؤن آئی وہان دلپذیر

گئی اوسکی بنگلی مین جسدم نگاہ ۔ نظر آئی لیٹی ہوئی مہر و ماہ

الگ اکطرف وہ جن استادہ ہی ۔ بدل اوسکی خدمت کو آمادہ ہی

یہ صورت نظر آئی جب متصل ۔ تو مارے حسد سی جلا اوسکا دل

سبک اور تیز آئی مثل صبا ۔ یہ سب ماورستمن سی کہا

کہ لیٹی ہی وہ اپنی دلبر کی ساتھ ۔ وہ ہی عیش مین ماہ پیکر کی ساتھ

وہ جن جو کہ باقی ہی اس امر کا ۔ ہی اک سمت کو ہاتھ باندھی کھڑا

یہ سنتی ہی پیدا ہوا اک ہراس ۔ چلی آئی بیتاب بنگلی کی پاس

نظر کی جو مدہوش آئی نظر ۔ وہ دونون ہم آغوش آئی نظر

بس اب بحر غم سی نکالیے مجھے | تم اپنی گلی سی لگا لے مجھے

نہین اور باتو نکا جو یا مزاج | گلی ملنی کی ہی فقط احتیاج

یہی ماہ پیکر کو ہی دہیان تہا | ہم آغوش ہونیکا ارمان تہا

غرض شاہزادہ ہوا بیقرار | بلا آستین سی وہ دیوانہ وار

ہم آغوش جب وہ ہوئی ناگہان | یہ نزدیک تہا ہوئین روحین روان

جو اندام ہی تہی پہکانی لگے | مزا روح دونو کی پانی لگی

محبت کا سب حال آشنہ تہا | لبون پر لب اور سینہ پر سینہ تہا

مگر ای فلک تیرا خانہ خراب | دیکہاتا ہی تو طرفہ تر انقلاب

آمدن دختر وزیر یعنی دلپذیر مانند جاسوس و از بیرون بنگلہ این مقدمہ را دیدہ و در آتش رشک تپیدہ بمادر ملکہ بسیمتن خبر نمودن و بیان کردن باورش از شوہر خود یعنی پدر بسیمتن و آمادہ شدن شاہ صاحب برای گرفتاری داؤد و قید شدن او حسب التماس خورشید شاہ

ستم کون مجہپہ گذرا نہین | بیان اوسکا کرنا اب اچہا نہین
یہ سنکی کہنی لگی سیمتن | ہم اپنی کہین کیا رنج و محن
تمہین دیکہا جس راتکی خواب مین | نہ طاقت رہی جان بیتاب مین
بہلا کیا کہی یہ مین واردات | کہا نہین کہان عشق ہی طرفہ بات
ہمارا تو کچہ بہی نہ تہا دسترس | فقط غمزدونکا ہی آنکہونپہ بس
پڑی عشق مین دکہہ اوٹہایا کئی | شب و روز آنسو بہایا کئی
مصیبت مین اک اک گہڑی سہتی تہی | لپیٹی ہوئی منہہ پڑی رہتی تہی
عجب سینی مین عشق کا جوش تہا | تمہاری سوا سب فراموش تہا
نہ تہی کہانی پینی کی ہوش وحواس | قسم لو جو بدلا ہو پہنی لباس
مگر اپنی خالق پہ ہو مین نثار | کہ ہین نا امید اوسی امیدوار
اوسیکا ہمیشہ رکہا آسرا | اوسینی سنی میری آخر دعا
کہ مطلوب آپہنچا طالب کی پاس | دیا روح پہر آئی قالب کی پاس
ہی اس شب کی کیا نیک اک اک گہڑی | کہ اک اک گہڑی مین خوشی ہی بڑی

۱۵۱ افاقه شدن از غش ۱۵۲ هردو را یعنی ماه‌پیکر و ملکه سمن‌بر را و باهم گاهی خندیدن و گاهی گریستن و گاهی رمز و کنایه نمودن و هم‌بغل و هم‌آغوش گردیده سرگذشت خودها

بیان کردن

سُنی حق نی داوِ جن کی دعا
بڑی دیر بعد اونکو آیا جو ہوش
نظر سی نظر اس طرح لڑ گئی
جب اس طرحکا حُسن آئی نظر
سخن کرنا کیونکر گوارا رہے
حیا کی جو آگی سی سر کی پھاٹ
کہا ماہ‌پیکر نی اوس ماہ سی
جو گذری ہی مجہپر کرون کیا بیان

غرض اونکو غش سی افاقہ ہوا
تو تہی شکلِ تصویر دونون خموش
کہ تارِ نگہ مین گرہ پڑ گئے
جب اسطرحکا نور ہو جلوہ گر
کسی بات کرنیکا یارا رہے
تو آپسمین ہونی لگی چہیڑ چہاڑ
رہا جان بلب عشق جانکاہ سی
بہت دو گی سُنکی اوسکا بیان

غرض اوسکی رہنے کا بنگلہ جو تھا — وہاں اوسنے کر رکھا تھا تخلیا

نہ تھا وقت اک اسکے برنا و پیر — یہانتک کہ آگہ نہ تھی دلپذیر

وہ مسند پہ بیٹھی تھی با عز و جاہ — عیاں ماہ پیکر ہوا مثل ماہ

غرض جبکہ آنکھوں سے آنکھیں لڑیں — تو وہ نونہ دو بجلیاں گر پڑیں

ادھر کو وہ عشق اوسکے دلپر گرا — ادھر خاک پر ماہ پیکر گرا

کوئی تیغ ابرو سے بسمل ہوا — کوئی تیر مژگاں سے گھایل ہوا

نظر آئی کیا پر تو حسن کے — پڑی دیر وہ فرش پر غش رہی

یہ دیکھا جو وادونے متصل — نہایت مشوش ہوا اوسکا دل

یہ عشق و محبت کا دیکھا جو جوش — اوڑی اور دادو جنی کی ہوش

بلائیں وہ دونوں کی لینے لگا — ہوا اپنے دامن سے دینے لگا

سنگھانے لگا وہ جن نیک خو — اوسے اسکی بو اور اسے اوسکی بو

دعا کرتا تھا جلد انہیں ہوش آئے — کہیں رائگاں میری محنت نہ جائے

الٰہی انہیں جلد ہشیار کر — مری بخت خفتہ کو بیدار کر

وہ طالب ترا اوسکی مطلوب تو | ۱۵۰ | وہ عاشق ترا اوسکی معشوقہ تو

اکیلا کب ایسا یہ آیا ہون مین | تری ماہ پیکر کو لایا ہون مین

ہی اک نخل گرگہہ کا پیارا مجھی | وہان مینی لا کر اوتارا اوسیے

یہ ای سیتن آگیا مجکو دھیان | خوشی مین تلف ہونہ دونونکی جان

ملی تمسی جسدم وہ ماہ کمال | تو دل رکھیو قابو مین اپنی بحال

یہ محنت فقط تھی تمہاری لیئے | تم اوسکی لئی وہ تمہاری لئی

سنا سیتن نی جب اوسکا کلام | تڑو وہوا ہر طرف لا کلام

کہا بس زیادہ نہ تقریر کر | اوسی جلد لی آنہ تاخیر کر

جدائی ہی ہمدم بہر اب مجہپہ شاق | نہین باقی اب کچھ حد اشتیاق

پہنچی ہون اوس مہ لقا کی لئی | ذرا دیر کر تو خدا کی لئی

یہ سنتی ہی داتو د آیا وہان | کہا ماہ پیکر سی چل ای جوان

یہ سمجہائی دیتا ہون ای نامدار | کہ تجھی شوق دیدار ہی بیشمار

اوسی دیکہہ کر دل کو سمجھائیو | خبردار غش تم نہ ہو جائیو

توقع نہین اب کہ واؤ و آئیے
ڈبویا مجھی بحرِ اندوہ مین
جسی مین سمجھتی تہی اپنا محب
کسیطرح اب دل بہلتا نہین

وہ جن تہا ہوا تہا ہوگیا
مرا دل ہی قاتل مرا ہوگیا
وہی دوست دشمن مرا ہوگیا
یہ حیران ہون مجکو کیا ہوگیا

چھپایا جو اختر سی منہہ آپ نے
قصور اسی کیا آپ کا ہوگیا

یہ پڑھ پڑھ کی روتی تہی وہ زار زار
کہ ناگاہ طاؤس پیدا ہوا
اکیلا جو طاؤس آیا نظر
پکاری کہ خیر اوسکی ہو ای کریم
نہ کیونکر میرا حالِ دل غیر ہو
یہ دیکہا جو داؤدنی سانحا
کہا شاد ہو اسقدر غم نہ کر

کہلی تہی اودہر دیدۂ انتظار
وہ مطلوب اوسکا ہویدا ہوا
تو جلنی لگی واغہای جگر
ہی الفت مین جسکی مرا دل دونیم
الٰہی میری ماہ کی خیر ہو
تو ڈر سیمتن کی ہوا جان کا
اس اندوہ و غم سی خدا دہم نکر

کہا اوسنی قربان واؤ وہی | تم اسوار ہو بندہ موجود ہی
غرض ثپت جن پر ہوا وہ سوار | اوڑا لیکی واؤ وا اوسی ایکبار
مگر اوڑتی وقت اتنا اوسنی کہا | کہ کر لیجئی بند آنکھین ذرا
خبردار منہہ سی نہ کچہ بولنا | اور آنکھین نہ زنہار تم کہولنا
چلا اسطرفسی یہ گل پیرہن | او وہر منتظر بیٹھی تہی سیمتن
جو آنی مین دن بہر کا عرصہ لگا | تو پڑہنی لگی یہ غزل مہ لقا

غزل

الٰہی سبب کونسا ہوگیا | کہ یون ماہ پیکر خفا ہوگیا
یہانتک کیا یار کا انتظار | کہ تنگ اب مرا حوصلہ ہوگیا
کسیکی بہی ایسی نہ اجڑین نصیب | کیا اپنی کیا اور کیا ہوگیا
یہ اونا ہی نیرنگئ چرخ دون | وفادار بہی بیوفا ہوگیا
بہلا کیا فلک کا گلہ کیجئے | نصیبا ہی اپنا برا ہوگیا
در عیش و عشرت ہوا ہای بند | در حسرت و یاس وا ہوگیا

پڑی پر بعد آیا جب ہوش مین ۔ ترقی ہوئی عشق کی جوش مین

کہا میری سوتی تہی آگی نصیب ۔ پر اب شکر صد شکر جاگی نصیب

الہی کہین جلد دن ڈہل چکے ۔ یہہ عاشق کہین اوسطرف چل چکے

یہہ گردش کا ہو دور دلسی ہراس ۔ چلون سیمتن کی پہرون آس پاس

کہان تک جلون شمع سان ہجر مین ۔ کہان تک گہلون ہر زمان ہجر مین

جو ہی راہ گردون خانہ خراب ۔ کہین طی کری جلد اسی آفتاب

نہان خاک کی نیچی خورشید ہو ۔ ہویدا کہین شام امید ہو

الہی کری شام جلد اب ظہور ۔ یہہ پروانہ اوس شمع سی پاوی نور

غرض یہہ دعا اسکی تہی بار بار ۔ جگر مین طپش اور دل بیقرار

خدا نی جو کی مہر او سپر کمال ۔ ہوا مہر انور کا جلدی زوال

کوئی دو گہڑی دن جو باقی رہا ۔ فلک نی کیا قید غم سی رہا

کہا ماہ پیکر نی دائی کو ۔ کہ لو بہائی جان اب مجہی لیچلو

مجہی آجکی دن خوشی ہی بڑی ۔ کہ اللہ نی یہہ دکہائی گہڑی

کیا یاد سمن بر نی خطاب ۔ یہہ درویش دراصل ہی لاجواب
بس اب رحم کیا یا ہی اللہ نی ۔ یہہ سمجھو کہ بہیجا ہی اللہ نی
جواب آیا تو وہ تم نہ در کیجیو ۔ اوسی وقت مجکو خبر کیجیو
کرین شاہ جن کو فوراً اسیر ۔ کہ ہین علم تسخیر مین بی نظیر
یہہ ساماں سب اسطرف ہو چکا ۔ سنو اب ذرا حال داود کا

رسیدن دایۂ جن از باغ ملکہ سمن در صحرا نزد ماہ پیکر و مژدہ طلب معشوقہ او رسانیدن و بر پشت خود سوار نمودہ بباغ ملکہ سمن آوردن

طلب ہی جو شہزادہ سرفراز کی ۔ بہت جلد اوس روز پرواز کی
کہاں تک بیان کیجی المختصر ۔ وہ اکدم مین پہونچا ادہر سی ادہر
کہا ماہ پیکر سی غم کہا نہ اب ۔ تجہی سمن نی کیا ہی طلب
سر شام چلیو تو گلزار مین ۔ بٹہا دونگا مین پہلو یار مین
یہہ سنتی ہی اوسکو تو سکتا ہوا ۔ یون ہی رہ گیا منہہ کو تکتا ہوا

قلق سامنی ہی یہ ہر آن کا — ز نقصان دختر کی ہو جان کا

تم ایشاہ صاحب بڑی دور ہو — جو چاہو تو یہ مدعی دور ہو

جواب اونکو یہ شاہ جی نی دیا — کہ بابا میری کیا حقیقت بہلا

مگر ہان خدا تیری دیگا مراد — وہ آئی تو فوراً مجہی کیجو یاد

وہ مالک جو ہی سر پہ موجود ہی — نہ کچہہ رنج کر فضل معبود ہی

یہ مٹ جائیگا رات دنکا خطر — اوتارونگا اونکو ہی جنکا خطر

ہو اسنکی خشنود خورشید شاہ — کہا شاہ صاحب خدا ہی گواہ

کہ جبتک ہین آفاق مین زندہ ہون — دل و جانسی بی اونکا بندہ ہون

غرض شاہ نی اونکو مہمان کیا — سکونت کو دیوانخانا دیا

وہان کیا محل تہا پس و پیش کا — لگا بسترا جبکہ درویش کا

مصلا بچہا اور رونق ہوئی — بلند اونکی آواز حق حق ہوئی

مرید اونکی اوتری وہ سب شادکام — کیا اون مریدون نی بہی رب کا نام

جب اوترا بآرام دل وہ فقیر — محل مین گیا شاہ روشن ضمیر

غرض ملی ہوئی راہ جب سر بسر | در شاہ دیکھا تو آیا نظر

گیا شاہ پاس اونکو لیکر وزیر | ملی دیر تک شہریار و فقیر

گلے ملکے دونوں ہوئے جب جدا | یہ درویش نے شاہ کو دی دعا

کہا یا کرم تجہپہ معبود کا | رہے فضل ذرات موجود کا

تو کہاتا رہے اور کہلاتا رہے | ہمیشہ مددگار داتا رہے

غرض شہہ نے بٹھلایا اپنے قریب | کہا شاہ جی اپنے جاگے نصیب

بھلا کیوں نہ لونمیں قدم آپکے | مری آنکہوں پر ہیں قدم آپ کی

کیا اونکو حقنی کامل فقیر | مریدیکو پہرتا ہے خود چرخ پیر

جو کچہ چاہو فوراً کرو آشکار | خدا نے دیا ہے تمہیں اختیار

گرفتار ہیں ایک آفت میں ہوں | کہ ذرات اوسی مصیبت میں ہوں

مری جو مصیبت ہے سنیے ذرا | کہ اک میری دلدار ہے مہ لقا

کہوں کیا جو ہے عشق اوسکا مجھے | وہ ہے جانتی ہے زیادہ مجھے

سو اب سخت اندیشہ ہے او رہراس | کہ آتا ہے وہ ایک جن اوسکی پاس

خلائق سے آنکھیں چرائے ہوئے | خدا کی طرف لو لگائے ہوئے
عجب سر پہ پہنا تھا اک گیروا | کہ حد سے زیادہ وہ تھا خوشنما
وہ پر نور چہرہ وہ ریش سیاہ | کہ ابر سیہ پر ہویدا تھا ماہ
ہر اک آنکھ میں نشۂ عرفان کا تھا | ہر اک دم اوسے ہیان زوانکا تھا
وہ خرقہ وہ جبہ وہ نیلی ردا | وہ سیلی وہ دوہالا وہ تہمت بندھا
جو تھے اونکے ہمراہ اونکے مرید | نہ ایسے ہوے ہیں نہ ہونگے مرید
کوئی اونکا بدرے لیے پیکدان | عصا کوئی کاندھے پہ رکھے رواں
لیے تھا کوئی ناسدان یشم کا | کہ وہ ناس سے تھا لبالب بھرا
کسی پاس تھا سرمہ دان عقیق | لیے زاغنول اونکا کوئی رفیق
کسی پاس برا گی اور پشت خار | کوئی اونکا کمبل لیے ہوشیار
بغلمیں دبائے مصلا کوئی | رواں تھا لیے اونکا تونبا کوئی
لیے اونکی ابریق اک نیک خو | ہمیشہ وہ کرتی تھی جس سے وضو
ہر اک اپنی عہدہ پہ چالاک تھا | جلو میں روانہ غرضناک تھا

اوسیدم محل سی برآمد ہوا | اوزیرونسی یہ سب کہا ماجرا

بہت صاحب عقل تہا اک وزیر | یہ اوسکا پدر تہا جو تہی دلپذیر

کہا اوسنی ہرگز نہ کیجی ملال | وہ جن کیا بلا ہی جو کیجی خیال

جو ہو حکم اس خیر اندیش کو | تو لائی ابہی ایک درویش کو

وہ درویش سچا بہی ہی بانکا | وہ حاکم بہی ہی قوم جنات کا

یہانسی کئی کوس ہی ایک چاہ | وہان اترا ہی وہ فقیرونکا شاہ

اگر آپ پاس آئیگا وہ فقیر | تو اس جنکو فوراً کریگا اسیر

کہا شاہ نی ای وزیر اوسکو لا | نکر دیر بہر خدا جلد جا

یہ جب حکم سلطان دانا ہوا | وزیر اوسکا فوراً روانا ہوا

وزیر آیا جسوقت درویش پاس | تو درویش نی بہی کیا اوسکا پاس

دیا شاہ و وزراکا جسدم پیام | مہیا ہو آنی پہ نیک نام

چلی جب وہانسی وہ باعز و جاہ | سوار ایک جا تہی وزیر اور شاہ

پر اوسوقت صورت یہ تہی شاہ کی | کہ تسبیح پڑہتا تہا اللہ کی

وہ دیکر دعا اوسطرف کو اوڑا ۔ ۱۴۱ ۔ ابد ہر کا سنو اب ذرا ما جرا

خبر نمودن مادر سیمتن به پدرش که دختر بلند اختر عاشق شده است و هر روز از زنگ جن که واژ و نام هیدارد صحبت وا ره میکند

مشوش جو تہی مادرِ سیمتن
بہت اوسکی دلکو تہی رنج و محن

یہ تدبیر کرتی تہی وہ سینہ چاک
سبیل ایسی نکلی کہ جن ہو ہلاک

غرض اوسکو اوسدن جو آیا خیال
کہا سیمتن کی پدر سی یہ حال

کہ کیا بیٹہی ہو دیان اب ہی کدہر
تمہین اپنی بیٹی کی کچہ ہی خبر

دلِ گرم مین عشق کا سوز ہی
اوسی جنسی صحبت شب و روز ہی

یہ رہنا قریب اوسکی ناجنس کا
مناسب نہین ایکدن ہی دعا

بہت سیمتن کو جو کرتی ہو پیار
کہ اکدم کی رنجش بہی ہی ناگوار

تو ہرگز نہ کچہ سیمتن کو کہو
پر ایسی کچہ اس جنکی تدبیر ہو

کہ عامل کوئی زیر اسکو کری
گرفتار کر لی و یا پہونکدی

سنی جبکہ یہ حالتِ سیمتن
ہوا شاہ کو سخت رنج و محن

بس ای بہائی جان اوٹہکی اب جاؤ تم ۱۰۴ مری ماہ پیکر کو لی آؤ تم

کرو رحم وقت کی کاہیدہ پر یہ احسان ہی مجہ ستمدیدہ پر

مین ہمراہ چلتی ضرور آپ کی پہ مجبور ہون ڈرسی مان باپ کی

مری لوٹتی چل کی دیدار کی جدا ہوتی مین اپنی دلدار کی

یہ سنتی ہی وہ موڑہنسنی لگا کہا سچ یہی ہی ہجراب تا کجا

کہانتک ہو معشوق وعاشق مین فصل مناسب ہی اتو پہر طور وصل

لی اب اوسکی لینی کو جاتا ہون مین خدا چاہتا ہی تو لاتا ہون مین

مگر جس گہڑی ہم اوسی یاد دیگے تو انعام کیا مجکو دلواؤ گی

یہ کہنی لگی ہنسکی تب سیمتن کہ سب طرح حاضر ہی تیری بہن

کرونگی دُر ولعل تجہپر نثار کہی تو کرون جان مضطر نثار

کہا شاہزادیسی داؤد نی تری جان اور تو سلامت رہی

فلک غم نہ دکہلائی ای ماہرو جدائیکا سکہہ پائی ای ماہرو

رہی لب بلب عیش کی جام سی کٹی ہر گہڑی عیش وآرام سی

بظاہر وہ کوراستہ دورتہا
ہوا باغمین فوراً اوسکا گذر
جوکی نخل کی نیچی اوسنی نگاہ

مگر جبکی نزدیک گیا دورتہا
وہ خوش ہوکی بیٹہا اوسی نخل پر
تو دیکہا کہ بیٹہی ہی وہ رشک ماہ

دیدن داؤد جن ملکہ سمتن را و انتظار جواب خط شوق و دادن جواب خط او از طرف شاہزادہ عالی گوہر ماہ پیکر و خواندن سمتن آن خط شوقیہ را و بفرط عشق ماہ پیکر را طلب کردن و راہی شدن داؤد برای آوردن شاہزادہ

ادہر سمتن نی بہی دیکہا اوسی
کیا اپنی آغوش کو اوسنی وا
جواب خط اوسنی کہا مجکو دو
پڑہا اوسنی خط کہول کر جب تمام
گلیسی لگا کر خطِ یار کو
کہ خط کی پڑہنی سی بڑہا اشتیاق

پکاری کہ آجلد لگ جا گلی
وہ طاؤس آکر گلی لگ گیا
یہ بولا گلی سی مری کہول لو
ہوا شوقِ وصلت کا اور ازدحام
کہا لا مری پاس دلدار کو
ہوا دیکہنی کا سوا اشتیاق

یہ کچھ مانع ورنہ فرقت نہین / کہ اس بہی راحت کی صورت نہین

اب آگی یہ لکہتا ہون نیم جان / کہ محسن ہی داؤد اور مہربان

بڑا مجہپر احسان ہی داؤد کا / کہ چہرہ دیکہایا ہی مقصود کا

اسینی لگایا ہی سارا پتا / اسیسی ملا ہی تمہارا پتا

بتاکید لکہتا ہون ای سرفراز / کہ اس سی چہپانا نہ تم کوئی راز

مرا بہائی گو یہ ہوا ہی عزیز / مگر بہائیون سی سوا ہی عزیز

اگر دی خدا مجکو جانین ہزار / تو داؤد جی پر کرون مین نثار

غرض ہوگیا جب وہ لکہنی مین صرف / لکہا حال دل اپنا سب حرف حرف

وہ لکہنی مین گو ضبط کرتا رہا / پر اشکون نی نقطی دئی جابجا

لکہا سب وہ حالِ دلِ دردمند / لفافی مین نامہ کیا اوسنی بند

توقف نہ پہر اوسنی اصلا کیا / لفافہ لکہا اور روانہ کیا

کہا دہیان ہر آن میرا رہے / خدا حافظ ای بہائی تیرا رہے

اوڑا مورین کر وہ جن ایکبار / کیا عزم گلزار مین ہو گذار

نہ تھا خوف شیر اور نہ چیتی سی باک | کیا پر یہ قسمت نی مجکو ہلاک
بہت مدتون بعد آئی مراد | پتا تیرا پایا تو پائیے مراد
پر اب بھی کسطور سی دل بہلا | کہ دو بار دیکھہ آیا بہائی مرا
سواب دبدم ہی سوا حولِ دل | مجھی کو مٹایا مٹا حولِ دل
جو ہوائی مسیحا جلانا مرا | تو مجکو بلا بھیج یا آپ آ
یہ لکھا جو ہی تمنی کیون ہی اوداس | کہ تصویر تو میری ہی تیری پاس
اگرچہ نتھا کچھ بھی اسکا جواب | یہ نہ چار ناچار لکھا جواب
کہ بیتاب دلکو جو پاتا ہون مین | یہ تصویر دلکو دکھاتا ہون مین
کئی بار یہ امتحان ہوگیا | نظر مین سی سب جہان ہوگیا
یہ آئی مری دلکی مجکو صدا | یہ تصویر جسکی ہی اوسی بلا
غم اور اب بڑھا کب بہلتا ہوں مین | اوسی ڈھونڈنی کو نکلتا ہون مین
یہ کہکر جو کرتا ہی دل اضطراب | تو اکجان آتی نہین مجکو تاب
کبھی ڈھونڈتا ہی مجھی چھوڑکر | نہ نکلی کہین پسلیان توڑکر

ترے گیسوؤں کی مجھے لہر ہے | یہ میری لئے سانپ کا زہر ہے

مجھے تمنے نامہ مین گل کیون لکہا | کہ مین سوکھہ کر خار سی هون سوا

کہان اب مری لب ہین یاقوتسی | مینونسی واقف نہین قوتسی

مگر شمع سوزان جو تمنی لکہا | تو جلتا ہون مین یہ بجاہی بجا

بہلا کسطرح مجکو شکوا نہو | کہ مین تو جلون تمکو پروا نہو

مری جان کب شکل دکہلاؤگی | تم آغوش مین کب تلک آؤگی

سنو جانی اب کیون نہون بیقرار | تمہارا وطن اب ہوا آشکار

کسی طرح اب دل نہین مانتا | بجز وصل مین کچہ نہین جانتا

اب ای مہر انور نہ شرماؤ تم | مین شبنم ہون جذب اپنا دکہلاؤ تم

بنا ہجر مین شکل حیوان سیکے | بہت خاک چہانی بیابان کے

کئی خوب چکر نپایا تمہین | نپایا تمہین پر نپایا تمہین

نتیجہ یہ وحشت کی تہا پہول کا | بیابان مین کیا کام تہا پہول کا

پہرا ہون شب و روز مین ای نگار | ہزارون ہوئی خار تلوونکی پار

اوسی طالبِ وصل پایا بہت | تو سینی سی خط کو لگایا بہت
غرض جب لفافہ کیا خط کا چاک | مضامین خط سی کہلا اک تپاک
جب اوس خط سی آئی پسینی کی بو | تو بولا کہ اب پائی جینی کی بو
وہ خط کو بہت پیار جب کرچکا | تو واں وجن سی کہا بر ملا
قلمدان اپنا منگا دو شتاب | خطِ شوق کا مین بہی لکہوں جواب
کیا ہاتہہ واونی تب بلند | قلمدان نمایان ہوا دل پسند
لیا ہاتہہ مین جب قلمدانِ نور | کہا ماہ پیکر سی لکہئی حضور
قلم اک لیا ہاتہہ مین ایک زرد | وہ لکہنی لگا اپنی دلکا جو درد
ملایا لہو ہ لگا شنجرف مین | کہ ہو شوخ لالی ہر اک حرف مین
کیا نامۂ شوق وصلت رقم | ہوا حرف زن اسطرحسی قلم
فروغ دلِ دشت آوارگان | تسلی دِہ روح بیچارگان
تری بحرِ الفت مین ای رشکِ ماہ | سفینہ مری لگا ہی اب تباہ
مجہی تو ہی بتلا دی ای رشکِ حور | کری صبر کب تک دلِ ناصبور

ماہ پیکر و مسرور شدن ۱۴۴ شاہزادہ از نامہ کہ ملکہ ثمین
بدست پر نور خود نوشتہ بود و جواب نامہ آنمایہ جان نو
درگلوی طاؤس آویختن و روانہ شدن طاؤس بسمت باغ ملکہ

ادہر کا ذرا چھوڑ دی اب بیان | اودہر کو چل اے خامہ بیمثال
جہاں غم مین ہی ماہ پیکر غریب | تباہ و پریشان و مضطر غریب
یہانسی جو طاؤس پہنچا وہان | ہوئی عید شہزادی کو ناگہان
کہا جان تو کیسی خبر لائی ہو | خوشی آئی ہو یا ملول آئی ہو
کہا اوسنی خوش ہو کی طاؤس نی | کہ مقصد دیا تیرا معبود نی
خط شوق لی اپنی دلدار کا | نوشتہ ہی ماہ پر انوار کا
بس اب وصل کتنی بڑی بات ہے | کہ الخط نصف الملاقات ہی
یہ سنتی ہی ملنی لگا اوسکا دل | خوشی سی لو اچھلنی لگا اوسکا دل
لیا خط قدم لیکی طاؤس کے | کئی سجدہ شکر معبود کے
جو ہین اوسنی اوسکا لفافہ پڑہا | تو عشق جگر سوز دونا بڑہا

غرض درد و غم مین رہین تین دن ۔ کہ ناگاہ آپہنچا وہ اوُدجن

شجر پر وہ آبیٹھا تہا بن کے مور ۔ جو دیکہا کیا عشق نے اور زور

وہ اوسدن تو کچہ رمز مین کہہ گیا ۔ کہ آنکہون سے اسکی لہو بہہ گیا

غرض پہر جو وارد ہوا چوتہے روز ۔ زیادہ ہوا اسکے سینے کا سوز

وہ پیغام لایا تہا محبوب کا ۔ ہوا طالب اسنے ہی مکتوب کا

ہوئی ہی بہت یہ محبت مین طاق ۔ لکہا اسنے بہی نامۂ اشتیاق

سو جو تہا وہ دن آج ہی کا تو تہا ۔ کوئی دو گہڑیکا ہی یہ ماجرا

یہ قصہ جو مینے بیان کر دیا ۔ یہ جو راز تہا سب عیان کر دیا

فقط اس لیے تا نہو یہ تباہ ۔ یہ لونڈی ہی شہزادیکی خیرخواہ

سنا اوسکی مان نے مفصل جو حال ۔ ہوئی اسکی تشویش دلکو کمال

کہا جن کا آنا گوارا نہین ۔ وغا کچہ کرے یہ تو چارا نہین

الٰہی کہین یہ بلا دور ہو ۔ مرا رنج اور دغدغا دور ہو

رسیدن اوُدجن از باغ ملکه سیمتن مع نامه شوق نزد شاهزاده

مرض کا نہ تہا مجکو نام و نشان ۔ یہ تہین عشق سرکش کی بیماریان

پر اب یہ بتا مجکو ای دلپذیر ۔ ہوئی دام الفت مین کیونکر اسیر

ہر اک سمت سی نسبتین آئیان ۔ نہ اسکو کسی شکل سی بہائیان

مری عقل حیرت مین ہی اس جگہہ ۔ دل اسکا پہنسا خود بخود کس جگہہ

یہ سنتی ہی کہنی لگی دلپذیر ۔ لگا الفت ماہ پیکر کا تیر

یہ اک دن کا مذکور ہی ای جناب ۔ کہ جنگل مین کرتی تہی شہزادی خواب

کہون کیا کہ جسطرح سوتی اُٹہین ۔ رولایا ہمین یون وہ روتی اُٹہین

پڑی حلقی انکہو نمین چہرہ تہا زرد ۔ جگر کا لہو آنکہہ مین دلمین درد

ہر اک ٹہنڈی تہی سانس حسرت کی ساتہہ ۔ بپا نالہ و آہ شدت کی ساتہہ

عیان چہرسی تہی جو آثار عشق ۔ یقین ہوا ہی یہ بیمار عشق

بہت مینی پوچہا تو مجہسی کہا ۔ ہوا سامنا عشق جانکاہ کا

نہین زیست کا اب سہارا مجہی ۔ مری ماہ پیکر نی مارا مجہی

وہ اک دشت مین خاک پر ہی تپان ۔ مرا نام ہی اوسکی ورد زبان

یہہ بنہ جن ای صاحب جو دہی | مرا نام ور اچہل زادہ وہی
یہہ شہزادی نی اور رتبہ دیا | مجہی مہر و الفت سی بہائی کیا
کہلا تین نی کہلا اب مجہی | مرا بہی تو بہائی ہو آج سی
یہہ سنکر او دہر وہ چلا خوشخصال | سنو اب ذرا چرخ کجرو کا حال

افشای راز نمودن دختر وزیر دلپذیر از مادر ملکه سمنبر که ملکه ماه پیکر شاہزاده عاشق گردید بواسطه یک جن که او دنام میدارد نامه و پیغام بدام میکند و اینحال شنیده برهم شدن مادرش

نہایت تہی عیار دخت وزیر | ہوئی دل شکن گو کہ تہی دلپذیر
یہہ حد سی ستم اوسنی برپا کیا | کہ مادر سی حال اوسکا افشا کیا
مفصل سنا جب یہہ اوسکا چلن | تو برہم ہوئی مادر سیمتن
مگر رنجسی غیر حالت ہوئی | اوسی شکل آئینہ حیرت ہوئی
کہا ہاتہہ سی اپنا دل تہام کر | کہ یہہ کیا کیا ہای لخت جگر
یہہ کسطرحسی شکل پیدا ہوئی | یہہ کس پر تو ایجان شیدا ہوئی

مری تو تری یاد پس تصویر ہے — کہ لیکن دل کی یہہ تدبیر ہے

لگی تڑپنی ہونٹون مین دلفگار — نہ مونس نہ ہمدم نہ یاور نہ یار

غرض لکھہ چکی جب وہ نامہ تمام — تو آخر مین اوسکی لکھا والسلام

جو نامہ پر قم سوں مہر وکیا — تو اپنی پسینی سی خوشبو کیا

لپیٹا اوسی اور لفافہ کیا — یہہ مضمون لفافی پر انشا کیا

الہی یہہ نامہ روانہ جو ہو — تو پہونچی سحر اوس مری یار کو

مجھی یاد کر کر کی مضطر جو ہی — مرا چاند وہ ماہ پیکر جو ہے

یہہ مضمون اوسنی جو اوسپر لکہا — تو یہہ نامی پر پشت الٹ کر لکہا

یہہ نامہ ہی مہجور ہونا کام کا — یہہ نامہ ہی الفت کی بدنام کا

جسی کہتی ہین سب کی سب ستمین — جو فرقت مین ہی جان بلب ستمین

جو نامی کہ عنوان سب طی ہوئی — گلیمین اوسی باندہا طاؤس کی

یہہ کہنی لگی اوسی وہ خوش صفات — کہ کیا اصل تیری ہی سچ کہہ یہہ بات

کہا اوسنی سچ تسی کہہ دون یہہ حال — جو کچھ اور دل مین نہ لاؤ خیال

اگر قد ترا سرو ہی بی مثال ۔ تو مجکو سمجہہ قمری خستہ حال

تجہ عشق ترا کیون نہ ہر سو کرون ۔ جدائی مین کیون نکرنہ کوکو کرون

تری لب ہین یاقوتسی سرخ تر ۔ تو ہی یاد مین خون اپنا جگر

تری دانت اگر ہین دُرِ آبدار ۔ یہان بہی دُرِ اشک ہین بیشمار

اگر شمع سوزان ہی تو گلبدن ۔ تو لی شہہ پروانہ ہی سیمتن

کرای شمع سوزِ نہانیسی پاک ۔ جلا کر مجہی کر کہین جلد خاک

یہ مین دست افسوس کبتک ملون ۔ ہمیشہ شب و روز کبتک جلون

خبر لی مری جلد ای شہریار ۔ کبہی دل اید ہر کی بہی لی لہر یار

دُرِ آرزو بسکہ ناسفتہ ہی ۔ تو ہیرکی طالب یہ آشفتہ ہی

وہ ہیرا ترا وصل ای یار ہی ۔ یہ فصل اب تجہی کب سزاوار ہی

تری پاس جلسی میرا دل گیا ۔ مرا عیش سب خاک مین مل گیا

ہمیشہ رہون تجہی مین لب بلب ۔ سبب کری کوئی ایسا سبب

ترا رنج مجہسی زیادہ نہین ۔ دلیل اسپہ سن لی تو ای مہہ جبین

نامهٔ شوق درگردن طاوس ۱۲۸ یعنی داؤد جنی پرواز نمودن داؤد به سمت صحرای که شاهزاده دران صحرا بود

هوا منشی چرخ بہی پڑہ کی دنگ | یہ مضمون اوسمین لکہی بیدرنگ
پس از حمد حق نعت خیر الورا | جو خیر الورا حق کا محبوب تہا
پس از منقبت مدح مشکل کشا | کہ ہی ذات پاک اوسکی مشکل کشا
روان اب ہوای یہ خامہ مرا | یہ ہی ہیری عاشق کو نامہ مرا
تراوش یہی اوسکی خامیکی تہی | نگارش یہی اوسکی نامیکی تہی
گلِ گلشنِ سلطنت تو ہوا | دُرِ معدنِ ابہت تو ہوا
کسی نی بہی ایسا نہ پایا جمال | خدا نی ترا خود بنایا جمال
تری شکل گل سی جو افزون ہوئے | تو خارِ بیابان یہ محزون ہوئے
تجہی باغبانِ ازل گل کری | تو نالی نہ کیون مجہسی بلبل کری
تری انکہہ آہو سی ای مہ لقا | تصور مین ہی اپنی وحشت سوا
سوا مہ سی ہی نور کا تیری شور | خدا نی بنایا ہی مجکو چکور

قلمدان آیا جواہر نگار ‏ کہ تھا چین ماچین کا جسپہ کار

قلم واسطی تھی سیہ اور لال ‏ جواہر کی شا مین عدیم المثال

دوات اوس قلمدان مین یاقوت کی ‏ کہ وہ سب مرکب سی معمور تھی

وہ مقراض جا قوہر اک لاجواب ‏ چمک مین تھی ہیرا کبھی لائی تاب

دوات اور ہیرے کی پر نور تھی ‏ کہ شنجرف عمدہ سی معمور تھی

زمرد کی قط زن وہ ہی بی نظیر ‏ تو نیلم کی نایاب تھی فرد گیر

وہ تھین خان بالغ کی قردون مین ‏ کہ سب قطعہ وحسن مین فرد تھین

تہرنی تھی پکھراج کی اکڈال ‏ جو حرف غلط پہیل کر دی نکال

کسی اوس قلمدانسی حیرت نہ تھی ‏ کسی چیز کی اوسمین حاجت نہ تھی

اوٹھائی قلمدان سی اک فرد ‏ قلم تہامتی ہی ہوا رنگ زرد

ڈبویا سیاہی مین انداز سی ‏ وہ لکھنی لگی اک عجب ناز سی

نامہ نوشتن ملکہ سیمین بصد ناز و انداز برای ارسال نمودن آن نامہ بسمت شاہزادہ ماہ پیکر و آوختن

کہا سجدۂ شکر تب ہو کی شاد — کہا شکر ہی حق نی دی یہہ مراد

خوشی کی بہت جو ترقی ہوئی — تو ہر انسکو نکی منہہ پہ جاری ہوئی

غرض ضبط آنکھوں مین آنسو کئی — کہا اوسنی ہنسکر یہہ طاؤس سی

مری واسطی ہی جو وہ بیقرار — نہین تاب فرقت مجھی زینہار

مرا دل خدا اوسکا طلبگار ہی — یہہ بندی بہر طور طیار ہی

بلا ٹال فرقت کی جو ٹل سکے — چلو مین جو تو مجکو لیچل سکی

کہا اوس سی وہ وقتی کیا کہون — اسی فکر مین مین گرفتار ہون

تم اوس سی سوا اوسکی مشتاق ہو — وہ کہتا ہی مجکو وہین لیچلو

سہی تہی نہ یہہ عمر بہر بہی ستم — اودہر بہی ستم ہی ادہر بہی ستم

ابہی اوسکا لانا مناسب نہین — تمہارا بہی جانا مناسب نہین

مگر اب کوئی بات ایسی کرو — کہ اوس کشتۂ غم کی تسکین کرو

وہ بولی اگر بیقراری ہو کم — خط شوق کردون اوسی مین رقم

وہ بولا مرا بہی یہی مطلب ہی — اب اولی یہی ہی اور انسب یہی

تصور ترا تھا مجھی رات بھر | نظر رکھی یعنی اسی نخل پر

فدا تجھپہ مین اب بیان کریہ راز | رہی کبتلک دلکو سوز و گداز

صدا تب یہ طاؤس نی اوسکو دی | جو تو سمجھی ہی ہان وہی ہی وہی

قلق مین ہی دم اب ہی شاہ کا | مین پیغام لایا ہون اوس ماہ کا

پکاری کہ آجلد آغوش مین | وہ آیا تو پھر یہ نہ تھی ہوش مین

ہوئی بعد اکدم کی جب ہوشیار | کیا خوب طاؤس کو اونسی پیار

کہا مین فدا ای شہ طائران | تیری آنکھون پر صدقی ہو میری جان

فدا اپنہ کر مجھہ دل افگار کو | ان آنکھونسی دیکھا ہی دلدار کو

وہ بولا وہانسی جو آیا ہون مین | تو اوسکا یہ پیغام لایا ہون مین

اگر جان پیاری ہی تمکو مری | تو ای سیمتن اب خبر لو مری

رخ و زلف کا ہی تصور مدام | خبر لو تو لو ورنہ ہون صبح و شام

اسی غم مین اکدن گذر جاؤنگا | تجھی یاد کر کر کی مر جاؤنگا

غرض جب نکل آئی شکل وصال | اور اوسنی سنا ماہ پیکر کا حال

نہ تہا نور ین کچہ سوا آسمان ‏ وہ صحرا بہی تہا وہ سر آسمان

غرض ہوگئی صبح جب دلکشا ‏ تو یہ ماہ پیکر نی جن سی کہا

کہ ای بہائی جان اب نہین مجکو تاب ‏ تم اوسکی خبر لینی جاؤ شتاب

وہ بولا کہ ای بہائی جاتا ہون مین ‏ خط شوق دلدار لاتا ہون مین

یہ کہکر وہ غائب ہوا ایک بار ‏ کیا گلشن سیمتن مین قرار

ہوا باغ مین جبکہ اوسکا گذر ‏ تو بیٹہا وہ جا کر اوسی نخل پر

جب اوس نخل کی نیچی پایا اوسی ‏ تو منہہ موڑ کر دیکہایا اوسی

پڑی سیمتن کی جو اوس پر نگاہ ‏ تو اک آہ کی اور کہا واہ واہ

یہ ظلم و ستم تو مناسب نہ تہا ‏ کہ سب کچہ کہا اور نہ کچہ بہی کہا

یہ مکڑی نی کہہ مجہی کہہ صاف صاف ‏ بخوبی کر اوس بات کا انکشاف

کہ محبوس رنج و محن کون ہی ‏ جو معشوقہ ہی سیمتن کون ہی

جو شہزادی کا ماہ پیکر ہو نام ‏ تو میرا ہی عاشق ہی وہ لاکلام

مجہی جانسی وہ سوا ہی عزیز ‏ وہ شہزادہ میرا مین اوسکی کنیز

طلب وہ جو تجکو کری اپنی پاس … تو چلیو مری ساتھ پہر بی ہراس

نہین عشق مین جہتی اونچ پنچ … مزا آگی وکہلائیگی اتنی کہینچ

کہان تک کیا کیجی طول کلام … ابہین باتو نمین ہو گئی شب تمام

ہوا نور کا آسمان پر ظہور … اڑا آشیانی سی طاؤس نور

ادہر آتا تہا وہ بڑی دور سی … وہ پرواز مین تہا پر نور سی

وہ طاؤس مشرق کا تہا بادشاہ … بہت گرم خو اور روشن نگاہ

سپہ کی علامت سپیدا ہوا … نشان آگی آگی خط صبح کا

کیا دبدبہ خلق پر آشکار … کہ پہلی کیا زاغ شب کا شکار

فلک تہا جو دامن مین شب سی لئی … در نجم او سپر نچہاور کئی

یہہ طاؤس رخسان مین تہی تروشئی … کہ چشم خلائق کو دی روشنی

وہ صحرا کا سناٹا ٹہنڈی ہوا … وہ ہر سمت کو طائرونکی صدا

خوش آیند پہلی جو صحرا مین دہوپ … ہوا صاف تارونکا ذرونہ روپ

جو شہزادہ تہا نور مین لاجواب … کہو ماہ اوسی یا کہو آفتاب

اوسی رات دن بس ترا دھیان ہے — دل و جان سی تجھپر قربان ہی
اب ای ماہ پیکر نہ کچھہ رنج کر — وہان پڑچکا دلپہ تیرا اثر
تری عشق کا اب مین قائل ہوا — تری دلسی عاشق ہی وہ مہ لقا
غم و رنج کہانی سی حاصل نہین — وصال اوسکا اب کچھہ بھی مشکل نہین
یہہ سنکر دیا ہنسکی اوسنی جواب — اگر سچ یہہ کہتی ہو تم ای جناب
کہ اوس ماہ کا وصل مشکل نہین — تو پہر دیر کرنی سی حاصل نہین
مرا مدعا دو یہہ نقد تم — کہ اب لیچلو اپنی ہمراہ تم
نہ عاشق کو اتنا بھی ترساؤ تم — مجھی دور ہی سی دکھا لاؤ تم
دیا اوسکو داؤ دنی یہہ جواب — تری دلکا بیجا ہی اب اضطراب
ابھی تیرا چلنا مناسب نہین — نہ ہوجای بدنام وہ نازنین
ہزارون ہین اوس باغمین عورتین — غضب ہو اگر وہ تجھی دیکھہ لین
کہین بن نجائی مری جان پر — بھروسا نہین مجکو انسان پر
مجھی پہر تو ہو آنی دی ایک بار — تری واسطی لاؤن مکتوب یار

جو قاصد یہ ہوتا مری یار کا ۱۲۰ تو کہتا پیام اوس دل افگار کا
مری سمت سی منہہ نہ مڑتا کبھی وہ مجھسی نہ اسطرح اوڑتا کبھی
مگر یہہ ہی آتا ہی مجکو خیال کہلا کیونکر اسیر الفت کا حال
یہ پیغامبر میری دلبر کا تھا یہ بھیجا ہوا ماہ پیکر کا تھا
جو ہمراز تہی اوسکی دخت وزیر یہ کہنی لگی اوسی غم کی اسیر
اکیلا مجھی چہوڑ دی اب یہان یہانسی بہلا مین ہٹونگی کہان
ٹہون کسطرح مین جو یہ ہو سیان آئی کہ شاید وہ طاوس پہر منہہ دکہائی
گئی بنگلی مین دوڑ کر دلپذیر پلنگڑی لوا لای اک دلپذیر
زبس سایۂ نخل بہایا اوسی وہین سیمتن نی بچہایا اوسی
پلنگڑی پہ لیٹی جو وہ دلفگار تصور مین تہی مور کی بیقرار

رسیدن داؤ وجنی دران دشت پر خطر نزد شہزادہ ماہ پیکر
وگفتن حال شاہزادہ سیمتن کہ در عشق ومحبت ماہ پیکر
بیتاب وبیقرار بود

جو ہی اوسکی معشوقہ آرام جان — خدا جانی مسکن ہی اوسکا کہان

جو نام اوسکا تو پوچھی ای نازنین — تو معلوم ہرگز مجھی بہی نہین

مگر جبکہ روتا ہی وہ رشک ماہ — تو چلاتا ہی یون بحال تباہ

بس اب اٹھہ نہین سکتی رنج و محن — موی تیری فرقت مین ای سیمتن

یہہ کہہ کر اوڑا نخل پر سی وہ مور — مچایا ادہر شاہزادی نی شور

کہ ای مور یہہ کیا ستم کر چلا — گرفتار رنج و الم کر چلا

خبر میری ای مور للہ لی — برای خدا مجکو ہمراہ لیلی

وہ ہرچند یہہ بات کہتی رہی — اور اک نہر اشکون کی بہتی رہی

سنی مور نی پر نہ اوسکی ذرا — یہہ روتی رہی اور وہ اڑ گیا

غرض جب نظر سی وہ پنہان ہوا — غم و درد اسکا دوچندان ہوا

یہی کہتی تہی ہاتہہ مل مل کی وہ — بیان کرتی تہی غمسی جل جل کی وہ

وہ کاہیکو اب شکل دکہلائیگا — وہ اب کیون مری باغ مین آئیگا

کبہی کہتی تہی کرکی وہ اضطراب — یہہ بیہوشی اسدم مری تہی کہ خواب

گرفتار درد و مصیبت ہون مین   کسیکا اسیرِ محبت ہون مین
پریزاد مین ہون نہ انسان ہون   جو کچہ ہون وہ ظاہر ہی حیوان ہون
مگر چاہتا ہون جسی مین کمال   وہ ہی اور کی عشق مین پایمال
نظر جو کہ آتا ہی عالم ترا   وہ بیتاب ہی تجھسی بہی کچہ سوا
کہا سیمتن نی یہہ کر آشکار   تو جسکی محبت مین ہی بیقرار
وہ ہی کون کس سی ہی الفت اوسی   یہہ کب سی ہوئی ہی محبت اوسی
نہین ڈہونڈتا کیا وہ مطلوب کو   نہین پاتا کیون اپنی محبوب کو
وہ عاشق کسی کی ہی کیا قید مین   و یا صرف معشوق ہی کید مین
جو معشوق ہی اوسکو الفت نہین   و یا اوسکو مطلق مروت نہین
کہا مور نی کیا کہون ای جمیل   یہہ قصہ طویل اور فرصت قلیل
مجھی جانا ہی اپنی شہزادی پاس   مری یاد مین بہی وہ ہوگا اوداس
کہا سیمتن نی یہہ سنکر کلام   بتا اپنی شہزادیکا مجکو نام
وہ بولا کہ مین کہہ چکا یہہ سخن   بہت طول مین اوسکی رنج و محن

سخن مجھسی کرنی پر آمادہ ہو — بتا گر کسی کا فرستادہ ہو

مری مہر انور کی دی کچھ خبر — مری ماہ پیکر کی دی کچھ خبر

جو معلوم کچھ حال مطلوب ہی — تو اوسکا بتانا بہت خوب ہی

مری دلکا ہوگا جو کم اضطراب — تجھی ہوگا اسکا نہایت ثواب

کہون کیا کہ تو بھی تو آگاہ ہی — دلِ آدمی عرش اللہ ہی

ٹھہرنیکی دلکی یہ تشبیہ دون — ہوا عرش کو جیسی صبر و سکون

یہ جب کہہ چکی اوسنی وہ دلفگار — تو واو رونی لگا زار زار

جب اس بات پر مور رونی لگا — تعجب کمال اوسکو ہونی لگا

کہا سچ بتا کیا پریزاد ہی — یہ جو حال پر میری فریاد ہی

ویا قاصدِ کوئی دلدار ہی — مری حال پر تو جو خونبار ہی

کہہ ای مور پروانگی تجکو قسم — جناب سلیمانکی تجکو قسم

تو ہی آدمی یا پریزاد ہی — گرفتار غم ہی کہ آزاد ہی

غرض جب سنین اوسنی قسمین کمال — کہا ہین بڑی میری رنج و ملال

گئی عشق مین اسکی جان عزیز — ہوئی شاہزادیہ صدقی کنیز

نہ دیکھا پر اوس ماہ رخسار کو — ترستی گئی اوسکی دیدار کو

یہی بیقرار اور مضطر کی قبر — یہی کشتۂ ماہ پیکر کی قبر

اوسی دیکھا تہا ایک شب خواب مین — پھنسی بحر الفت کی گرداب مین

وہ تہا خواب خواب اجل کی مثال — کہ کھو کر دیا اوسکو خواب خیال

یہ جب کہہ چکی وہ بجان فگار — تو رونی لگی مثل ابر بہار

اولٹ کر جو دم منہون پہ آگیا — تو غش اوسکو زیر شجر آگیا

شجر اتفاقات سی وہی تہا — گذر جس شجر پر تہا داؤد کا

کیا سمن نی یہ جتنا کلام — سنا سب وہ داؤد نی لاکلام

ہوئی غش سی ہشیار جب وہ نگار — نظر آیا اک مور اوسی ایکبار

جدا سب سی ہر مور کی طور ہین — پر و بال نقش و نگار اور ہین

نظر پڑتی ہی ملنی کی اوسکی چاہ — مثل اصل سی لکہی ہی ویسی راہ

پکاری کہ بول ای شہ طائران — نظر تو نہ آیا تہا گاہی یہان

نہو لعل کا اور نہ گوہر کا ہو — جو تعویذ ہو سنگ مرمر کا ہو

جسی عقل ہو صاف اوسکی بہلی — کہ مرمر کی کائی ہین ون ہجر کی

غرض نام عشاق مین کر گئی — کہ معشوق کی ہجر مین مر گئی

ہی عالم مین معمول تاریخ کا — کہ کہدواتی ہین قبر پر بر ملا

نہ تاریخ کہدوائیو تم مگر — یہی کندہ ہو سنگ تعویذ پہ

یہہ قبر اوسکی ہی جو کہ تہی سیمتن — جو تہی سرو قد اور غنچہ دہن

سفر جب ہوا ماہ تمثال کا — نہ سن پورا تہا پندرہ سال کا

بہت شاہزادون نی چہانی تہی خاک — ہوئی اوسکی الفت مین آخر ہلاک

کسی پہ نکی رحم کہا کر نظر — موئی سیکڑون اسپہ رشک قمر

وہی سامنی اسکی . آہی گیا — وہی عشق آخر اسی کہا گیا

ملی اس کئی کی اسی ہی سزا — سزا تہی سزا تہی سزا تہی سزا

یہہ حیب میری تربت پہ کہدوا چکو — یہہ مضمون جانسوز پہر کندہ ہو

کہ یہہ ماہ پیکر کی ہی جان نثار — ہوئی عشق مین شاد و خندان نثار

نہ دیکھا تجھی یہہ ترا غم رہا ہوئی چاہنے والی تجہپر فدا

مجھی مرتی مرتی ترا دہیان تہا تری گرد پہرنیکا ارمان تہا

رہی دل کی دل مین یہہ میری مراد فلک سی برآئی ہی کس کی مراد

اگرچہ مری قبر کو دیکہہ کر لہو ہوئیگا دل اور پہٹیگا جگر

مگر کام فرمائیو صبر کو گلی سی لگانا مری قبر کو

مری روح ہوگی بہت تجہسی شاد کہ دنیا سی اٹہتی ہوئین نامراد

یہہ پیغام اوسی بہی میرا دوسرا مری تربت سی کہیو انہی مہ لقا

گڑی ہون چمن مین سرو کی سایی مین تو اسکا سبب بہی بتادون تمہین

تمہین جیسی دیکھا تہا ای جمال نظر مین کہبا قد موزون کا ل

ترا روح پر دہیان چہایا رہے تری قد کی ہمسر کا سایہ رہی

میری ماں کو دنیا یہہ میرا پیغام کہ یہہ ایک ہی آخری میرا کام

کہ مین کشتۂ ماہ پیکر ہوئی فدا اوسپر اب جان مضطر ہوئی

سو یہہ ہی وصیت مری آپکو لحد جب مری بن کی طیار ہو

تجھی طوق سی اپنی صدما نہین | ترا وہم خفا اوسی اصلا نہین
مرا وہم خفا حال تغییر ہے | کہ طوق محبت گلوگیر ہے
ترا پیرہن ہی جو خاکستری | تو مین عشق سی خاک مین مل گئی
یہ کوکو کری وہ جو بی آس ہی | جو محبوب تیرا ہی وہ پاس ہی
نظر آئی اتنی مین طاوس باغ | دکھائی دیی اونکی سینون مین داغ
تو کہنی لگی اوسی وہ خستہ تن | تمہاری یہ ہین داغہائی کہن
مری رنج کا کب کچہ اندازہ ہی | کہ داغ محبت مرا تازہ ہی
مگر تمکو کرتی ہون اسکا گواہ | کہ یہ داغ کرتا ہی مجکو تباہ
مین اکدن جلونگی اسی داغ مین | مین جان اپنی دونگی اسی داغ مین
اگر داغ فرقت سی مر جاؤنمین | اسی درد و غم سی گذر جاؤنمین
وصیت یہ کرتی ہو تمین سن رکھو | کسی سرو کی سایہ مین قبر ہو
جو آنکلی وہ میرا عاشق کبہی | تو اوسکو بتا دیجو تربت مری
زبانی میری کیجیو آشکار | کہ ای میری عاشق مری غمگسار

فلک مین جو وہ مایۂ جان ہوئے | تو سیر چمن کو خرامان ہوئے
گلون کی طرف وہ جو مائل ہوئی | سوا اور بہی وحشت دل ہوئی
نظر اوسکی گل پر اگر پڑ گئی | تو وہ یاد رخسار مین گڑ گئی
کیا اوسکو زنبق کی کلی نے ہلاک | ہوئی یاد بینی مین اندوہناک
نظر سوی نرگس جو یکبار کی | تو یاد آئی آنکہہ اپنی دلدار کی
نگہہ اوسنے کی جب سوئی یاسمن | بڑہا اور بہی اوسکا رنج اور محن
ملاحت کا چہرہ کی دہیان آگیا | تو صدمے سی منہہ گلسا کہلا گیا
پڑی سرو گلشن پہ جسدم نگاہ | تو سیدہی فلک کو چلی اوسکی آہ
کہا سرو سی یون کہ ای نخل تر | مری لگی بہی ہی تجہی کچہ خبر
عجب درد مین دل مرا گہر گیا | قد یار آنکہون تلی پہر گیا
ملا اوسکی قدسی تو ممتاز ہی | نظر مین مری تو سرافراز ہی
جو قمری سر سرو تہی نعرہ زن | یہ رو رو کی اوتی ہوئی نعرہ زن
گلین مین محبت کا گو طوق ہی | مری عشق کو پر کہین فوق ہی

یہ جب حال گلشن نظر آ گیا — تو جیوں بید مجنون سا تھرا گیا

کہا گو کہ حال چمن غیر ہو — گل ماہ پیکر کی پر خیر ہو

بنا ایک طاؤس وہ لوٹ کر — کیا اپنا مسکن کسی شاخ پر

جو بنگلہ تھا او سمین جواہر نگار — نظر اوسطرف گاڑ دی ایکبار

بیرون آمدن ملکہ سمین ازان بنگلہ جواہر نگار برای سیر گلزار و زیادہ گردیدن آتش عشق و جنون و ہمکلام شدن آن از نخلہای باغ و طائران چمن در عین بیخودی عشق و جواب شنیدن او از یک طاؤس

پلا ساقیا بیخودی وہ مجھے — کہ جس سے مرا مطلب دل ہو ملے

جب اس کو بہ عینی موہری انکھہ بند — نظر آئی تب گلشن دل پسند

چڑہی نشہ آب شربار کا — تو مژدہ سنوں وصل دلدار کا

کشش عشق کی اب سنو دوستو — کیا بیقرار اوس ستمدیدہ کو

چھپرکھٹ سی اوٹھی بصد اضطراب — چلی سیر گلشن کو وہ دل کباب

۱۱۰ نہ تجہپر کوئی اب اثر ہوئیگا — نہ زنہار اب کچہ ضرر ہوئیگا

یکایک ہوا پہر وہ ابر آشکار — روانہ ہوا اوسپہ ہوکر سوار

اودہر تو وہ داؤد رخصت ہوا — یہہ اس سمت کو غرق حیرت ہوا

غرض جب کہ داؤد ادہر سی چلا — روان ابر صرصر سی بہی تہا سوا

اڑا اک پہر بہر سی وہ کچہ زیاد — نظر آیا مہر انجلا کا سواد

وہ اوس شہر مین جبکہ داخل ہوا — تو دل کو سرور اوسکی حاصل ہوا

غرض جاکی اترا وہ اوس باغ مین — جہان وہ گرفتار ہی داغ مین

کہا ابر نی اترون کس باغ مین — وہ بولا ہو شہزادی جس باغ مین

تہا سیمتن کی چمن کا دیا — وہین ابر نی اوسکو پہونچادیا

غرض جبکہ داؤد پہونچا وہان — تو دیکہا کہ آئی ہی اوسپہ خزان

گلونکی ہین چہری مصیبت سی زرد — کہان سرمہ ہی چشم نرگس مین گرد

گری ہی جو گلشن پہ فوج ستم — تو ہر سرو ہی اک نشان الم

برستا ہی گلشن پہ باران یاس — ہر اک دم نمو پر ہی سامان یاس

مرا عشق اوسپر عیان کیجیے | مری خستہ حالی بیان کیجیے

کہی اوسی داؤدنی تب یہ بات | کہ اسکی نکالی ہی مینی یہ گہات

کہ پہلی ہو پیدا نہین دوستی | جو وہ دیکہہ کر ڈر نہ میرا کری

توپہر جاؤن پاس اُسکی مین شادکام | کرون چار باتو نمین پہر اوسکو رام

سناؤن مفصل ترا اوسکو حال | کرون دور سب تیرا رنج و ملال

وہ گو تیری عاشق ہی والا صفات | مگر خام ہوتی ہی عورت کی ذات

اگر دفعۃً روبرو جاؤن مین | وہ غش ہو دہل کر تو غم کہاؤن مین

بتادی مجہی تو ہی اے خوش صفات | کسی پہر سناؤن تری واردات

لگا کہنی شہزادہ نیک خو | کہ تم سب طرح میری مختار ہو

مناسب جو کچہ جانئی کیجئی | کہا جن نی رخصت مجہی دیجئی

تو یہ ماہ پیکر نی جنسی کہا | کہ ابی بہائی تنہا مین گہبراؤنگا

نکالی وہین جن نی انگشتری | وہ انگشتری شاہزادیکو دی

دیا توڑ کر ایک اوسی موی سر | کہا پاس رکہہ وہ تو کو باندہ کر

اونہا لاتا ہین تو تری پاس ابہی	۱۰۸	مجہی دیکہہ کر وہ دہل جائیگی
اگر آہستگی کیجئی اختیار		درست اسمین ہوتا ہی انجام کار
غرض جنکو پایا جو اپنا شفیق		ہوا بحر احسانمین اوسکی غریق
کہا شاہزادی نی داؤد سی		عجب کیا تری شفقت و جود سی
اگر مجکو کر لی تو اپنا غلام		بدل آجسی مین ہونگا غلام
کہا ماہ پیکر سی داؤد نی		یہ کلمہ کہ شاہزادی مری
اگر ہان جو تو مجکو بہائی کری		تو یہ بہی تفاخر ہی میری لئی
دلونمین محبت کا رشتہ بڑہا		تو صیغہ اخوت کا باہم بڑہا
محبت جو اوس جنکی بہائی اوسی		کیا شاہزادی نی بہائی اوسی
کہا ماہ پیکر نی ای بہائی جان		نہ طاقت نہ مجہ مین توانائی جان
اوٹہا ایکی تنی جو حامی بہری		تو قوت سی کچہ جسم مین آگئی
سو یہ عرض ہی خدمت پاک مین		فلک نی ملایا بہت خاک مین
اگر آپ کی لئی آپ اب جائی	٦	خبر میری محبوب سی کے لائی

مرا عشق اوسپر عیاں کیجیی — مری خستہ حالی بیاں کیجیی
کہی اوسی داؤ دنی تب یہ بات — کہ اسکی نکالی ہی مینی یہ گھات
کہ پہلی ہویدا ہو نہیں دوسری — جو وہ دیکھہ کر ڈر نہ میرا کری
تو پھر جاؤں پاس اوسکی مین شاد کام — کروں چار باتو نہیں پھر اوسکو رام
سناؤں مفصّل ترا اوسکو حال — کروں دور سب تیرا رنج و ملال
وہ گو تیری عاشق ہی والا صفات — مگر خام ہوتی ہی عورت کی ذات
اگر دفعۃً روبرو جاؤں مین — وہ غش ہو دہل کر تو غم کھاؤں مین
بتادی مجھی تو یہی اچھوش صفات — کسی پھر سناؤں تری واردات
لگا کہنی شہزادہ نیک خو — کہ تم سب طرح میری مختار ہو
مناسب جو کچھہ جانیی کیجیی — کہا جن نی رخصت مجھی دیجیی
تو یہ ماہ پیکر نی جنسی کہا — کہ ای بھائی تنہا مین گھبراؤنگا
نکالی وہین جن نی انگشتری — وہ انگشتری شاہزادیکو دی
دیا توڑ کر ایک اوسی موی سر — کہا پاس رکھہ وہ تو کو باندھہ کر

اوٹھا لاتا مین تو تری پاس ابہی | مجھی دیکھہ کر وہ دہل جائیگی

مرا ہستگی کیجئی اختیار | درست اسمین ہوتا ہی انجام کار

غرض جنکو پایا جو اپنا شفیق | ہوا بحر احسانمین اوسکی غریق

کہا شاہزادی نی داؤد سی | عجب کیا تری شفقت و جود سی

اگر مجکو کر لی تو اپنا غلام | بدل آجہی مین رہونگا غلام

کہا ماہ پیکر سی داؤد نی | یہ کلمہ کہ شاہزادی مری

مگر ہان جو تو مجکو بہائی کری | تو یہ بہی تفاخر ہی میری لئی

دلوںمین محبت کا رشتہ بڑہا | تو صیغہ اخوت کا باہم بڑہا

محبت جو اوس جنکی بہائی اوسی | کیا شاہزادی نی بہائی اوسی

کہا ماہ پیکر نی ای بہائی جان | نہ طاقت نہ مجہہ مین توانائی جان

ملا انکی تمنی جو جامی بہری | تو قوت سی کچہ جسم مین آگئی

سو یہ عرض ہی خدمت پاک مین | فلک نی ملایا بہت خاک مین

اکی لئی آپ اب جائی | خبر میری محبوبہ کی لائی

اوسی دیکھہ کر اسطرح بیقرار — ہوا آبدیدہ وہ جن ایکبار

وہ جن رو دیا جب اوسکی احوال پر — توقع ہوئی کام کی سر بسر

کہا جن سی اوسنی بجان نحیف — بتا دیجئی اپنا اسم شریف

سنا ماہ پیکر سی جب یہہ کلام — کہا میرا داؤد جنی ہی نام

غرض رحم آیا جو داؤد کو — کہا ماہ پیکر سی ای نیک خو

عبث رنج سی جان کہوتا ہی تو — عبث منہہ کو اسکو لسنی ہوتا ہی تو

اگرچہ تری ہی یہہ مشکل مراد — مگر ہوگی ای شخص حاصل مراد

یہہ سنتی ہی ایسا ہوا اوسکو جوش — کہ ہرگز نہ باقی رہی عقل و ہوش

گرا اوسکی قدموپہ بی اختیار — کہا زندگی ہی تری اختیار

تو داؤد کو رحم آیا وہین — کہ سینی سی سرکو لگایا وہین

کہا اب نہ حال اپنا تو غیر کر — کمر باندہتا ہون تری کام پر

جو مطلب ترا ہی وہ کر لاؤنگا — اوسی تیرا پیغام پہونچاونگا

وہانسی تری پاس آؤنگا مین — جو کچہہ وہ کہیگی سناؤنگا مین

عرض دو گھڑی بعد کی جو نگاہ — تو دیکھا کہ اک آیا ابرِ سیاہ

وہ ابر اسکی سر پر جو آکر پھٹا — ہویدا ہوا ایک مردِ خدا

عجب اوسکی خلقت ہتی کی جو نظر — کہ دو پر بہی آئی نظر شانون پر

پکارا وہ طائر کہ ای ہین یہہ — ادہر دیکھیہ تشریف لائی ہین

بہر و سا جو اوسکو بڑا ہو گیا — تو تعظیم کرنی کہڑا ہو گیا

غرض شاہزادی نی کی جب نگاہ — تو ساتہہ اوسکی تہا ایک دیو سیاہ

وہ جن خوبصورت جوانِ وجیہہ — مگر دیو بدشکل تہا اور کریہ

کیا ماہ پیکر نی جہک کر سلام — کہا ہی یہ بندہ تمہارا غلام

یہہ تکلیف دی ایجناب آپکو — پر اس مین بہت ہی ثواب آپکو

گرفتار رنج و محن ہی غلام — کہ وارفتۂ سیمتن ہی غلام

مصیبت مین ہون میری کام آئین آپ — مجہی لی چلین یا اوسی لائین آپ

اگر آپ بندہ نوازی کرین — تو بندی کی یہہ کارسازی کرین

یہہ کہتی ہی رونی لگا رشکِ ماہ — کبہی نالہ کش تہا کبہی لب پر آہ

فدا ہمتن پر جیو نسی ہو نگین
زیادہ وہ کہین وحشیو نسی ہوئین

مددگار کوئی نہ مونس میرا
کسی مین پکارون تمہاری سوا

مجھی مول لو یہ جو احسان کرو
یہ عقدہ مشکل تم آسان کرو

مصر جبکہ وہ دل شکستہ ہوا
بہت سامنی دست بستہ ہوا

ہوا منفعل دلمین وہ جانور
اوسی آگیا رحم شہزادی پر

بہت شاہزادینی کی جب بکا
تو اوس جانور نی یہ اوسی کہا

بتاوی جو کچہ تجکو منظور ہی
یہان سی وہ گلشن بہت دور ہی

کہون حال اوسکی مسافت کا کیا
تصور تہکی طائر وہم کا

مگر میری کہنی سی یہ بات کر
کہ جب چاہی جنسی ملاقات کر

جو اوسی کری منت والتجا
تو شاید برائی تیرا مدعا

کہا اوسنی ہان آرزو ہی یہی
ملون جنسی مین جستجو ہی یہی

کہا جانور نی کہ جاتا ہون مین
اوسی اپنی ہمراہ لاتا ہون مین

وہانسی اوڑا جانور ایکبار
یہ رویا کیا دیر تک زار زار

سلیمانکی دی اونہین جب قسم — تو مادہ پکاری یہ کیا ہی ستم
تجہی خوف ایسا ہوا جان کا — کہ مطلق نہین دہیان ایمان کا
جناب سلیمانکی سنکر قسم — ٹہر جائینگی اب بجائینگی ہم
یہ کہکر وہ آبیٹہی اوس نخل پر — قریب اونکی آبیٹہا پہر اوسکا نر
کہا اپنی مادہ سی کرکچہ خیال — کہ ہین بیمروت یہ انسان کمال
قلق مین دل فارغ البال ہو — تعجب نہین ہی اگر جال ہو
یہ مادہ نی تب اپنی نرسی کہا — یہ خود دام الفت مین ہی مبتلا
ہمین دام مین کسطرح لائیگا — یہ بیچارہ کیا جال پہیلائیگا
ہویدا ہی دانا کی دلپر یہ راز — نہ یہ فیلسوف اور نہ یہ جعلساز
وہین شاہزادینی دی یہ صدا — مرا حال اللہ ہی جانتا
نہین جعل سی مجکو مطلق خبر — تمہارا خیال آگیا ہی کدہر
مجہی جب سی ہی الفت سیمتن — نہ غم جانکا ہی نہ کچہ فکر تن
مجہی یہ بجانو کہ انسان ہون — تمہاری طرح مین بہی حیوان ہون

یہہ سن سنکی کہنی لگا اوس سی نر
کہ اس فکر سی تہا یہہ مدِّ نظر

نکل آی جہن کر کوئی ایسی بات
کہ مطلوب تک پہونچی یہہ خوش صفات

سنی طائرو نکی یہہ جسدم سخن
بہت خوش ہوا وہ اسیرِ محن

اُڑا دل سی طائر کی صورت قرار
یہہ چلایا اونکو وہ سینہ فگار

جو مطلب یہہ میرا او امتسی ہو
جو حاجت یہہ میری و التمسی ہو

ہنون عمر بہر کا تمہارا غلام
نہ پاؤگی زنہار مجسا غلام

مری درد کا جلد درمان کرو
ملون جستن سی وہ سامان کرو

خدا کی لئی میری پاس آؤ تم
کوئی شکل ملنی کی بتلاؤ تم

نہ دکہہ پر مری گر کروگی نگاہ
تو تیر سے چلیگا مرا تیرِ آہ

سنا نام نرنی جو ہین تیر کا
ہوئی اور وحشی کو وحشت سوا

اُڑا اوس شجر پر سی وہ جانور
چلی پیچہی مادہ بہی پر کہول کر

بہت غیر حالت ہوئی جانکی
کہا دیکی قسمین سلیمانکی

چلی تم تو ہی روح کا ہی سفر
ٹہر جاؤ اکدم تو اس نخل پر

وہ بولا جگہہ وہ بہت دور ہی | پرستان کی پاس مشہور ہی
کہا اوس سی بادہ نی اي ہمنشین | کہ وہ تو بہت دور ہی سرزمین
تو کہتا ہی بتلا مین کل اوس باغ مین | سبب جلد آنیکا بتلا ہمین
وہ بولا کہ ہی ایک جن میرا یار | بہت صاحب عقل اور ہوشیار
نہایت وہ مضبوط ہی بات کا | بہت پاس اوسی ہی ملاقات کا
ملاقات کا اوسکو وہیان آگیا | یہان دم مین وہ مجکو پہونچا گیا
یہہ بادہ نی اوس سی کیا تب کلام | جو تو کد کری تو ہو اسکا بہی کام
ثواب اسکا ہوگا سمجھ لی ذرا | اوسی جن سی اسکو ملادی ذرا
تو اوس سی محبت کر اسکی بہ این | وہ جن تاکہ اسپر بہی ہو مہربان
یہہ اور وہ ہم دونون ہین غیر جنس | کہ وہ قوم جن سی ہی یہہ قوم انس
مگر ہی وہ حد سی زیادہ خلیق | عجب کیا جو ہوجای اسکا شفیق
عجب طرح کی اسپر آفت پڑی | چہٹی بادشاہی مصیبت پڑی
ثواب ایک تو ای خوش انجام ہی | سوا اسکی دنیا مین بہی نام ہی

یہ ہی کون نام اسکا کیا ہی بتا — یہ کس ماہ کا مبتلا ہی بتا

مزا پای کیونکر یہ مطلوب سی — ملی کس طرح اپنی محبوب سی

کہا نرنی سن مین جو ہون جانتا — کہ یہ سیمتن پر ہی عاشق ہوا

مگر وہ بھی ہی اسکی غم مین تباہ — کہ رویا مین اوستی ملا تھا یہ ماہ

جو وہ تخم عشق اسکا بویا کری — تو کیونکر نہ راتونکو رویا کری

نہ کھاتی ہی کھانا نہ پیتی ہی آب — ہوا اوسکا دل ہی جگر ہی کباب

کیا پھر یہ ماہ نی نرسی سوال — کہ تم پر کھلا کسطرح اوسکا حال

کہا نرنی ہی وہیان تیرا گھر — نہین ہم پرندونکا کسیجا گذر

گذر کل ہوا اوسکی گلزار مین — اوسی دیکھا الفت کی آزار مین

نظر مین سوا خار سی باغ ہی — اسی ماہ کا سینی مین داغ ہی

یہ ہر دم دعا کرتی ہی یا خدا — مری ماہ پیکر کو مجھسی ملا

سخن اپنی نرسی یہ جب سن چکی — تو بولی بتا تجھسی ہون پوچھتی

کہ کس سرزمین پر ہی اوسکا مکان — کدھر گل کی رہنی کا ہی بوستان

ہوا ڈھونڈھتی ڈھونڈھتی جو آئی لگی ۔ تو روح اوسکی لذت اوٹھانی لگی
بہت دکھ رہا تھا زبس بند بند ۔ تو سایہ مین ہونی لگی آنکھ بند
تھکا تھا سو آنی لگا اوسکو خواب ۔ تو لیٹا زمین پہ وہ گردون کاب
ابھی چشم مست اوسکی ہر اک تھی وا ۔ کہ جسطرح دروازہ میخانی کا
کہ اسمین نظر جا پڑی نخل پر ۔ تو دیکھا کہ آبیٹھی دو جانور
ہر اک جانور جبکہ گویا ہوا ۔ یہ گویائیکا اونکی جویا ہوا
یہ تب ایک نی دوسری سی کہا ۔ مجھی رنج ہی اسکا حد سی سوا
کہ یہ نوجوان ہی جو زیر درخت ۔ مصیبت ہی اسکی نہایت ہی سخت
اسی سامنا کس محن کا ہوا ۔ کہ وارفتہ یہ سیمتن کا ہوا
لبون پر ہی گو ہر زمان سیمتن ۔ مگر یہ کہان اور کہان سیمتن
صدا ماہ پیکر نی جب یہ سنی ۔ نہایت ہوا اپنی دلمین خوشی
کہ شاید انہین سی ملی مدعا ۔ یہی خضر ہون اور بنین رہنما
کیا نر سی مادہ نی اوسدم خطاب ۔ مجھی بھی بتا کیا ہی اسپر عذاب

مگر اب ستم مجھپہ تھوڑا نہین | کہ تھا جو رفیق اب وہ گھوڑا نہین
تیہان ایک مونس جو حیوان تھا | ہوا حیف صد حیف وہ بھی جدا
پیادہ روی کا بھی چکھون مزا | ذرا کانٹون سی پاؤن ہون آشنا
یہہ کہہ کر روانہ ہوا وہ جری | دہن خشک انکھون مین لیکن تری
پیادہ چلا خاک اڑاتا وہ ماہ | مگر ہر قدم پر وہ کرتا تھا آہ
وہ اک سمت بیدل چلا جاتا تھا | مگر سینی مین دل ملا جاتا تھا
الم درد غم بر ملا اوسکی ساتھ | روان تھا یہی قافلا اوسکی ساتھ
غرض دو پہر تک چلا یون وہ راہ | کبھی اشک آنکھون مین کبھہ لب پہ آہ
تمازت پہ خورشید ایسا ہی تھا | کہ ہر ذرہ چنگاریسی تھا سوا
کف پا مین اوسکی پھپھولی پڑی | پھپھولون مین جنگل کی کانٹی گڑی
کہ یکبار آیا درخت اک نظر | مگر سر سی پاؤن تلک بار ور
گھنی چھاؤن تہی اوسکی حد سی سوا | بہت سرد سرد اوسکی نیچی ہوا
زبس عالم غش مین تھا وہ جوان | وہ ٹہرا غنیمت سمجھہ کر وہان

وہ جو شاہزادہ یکا تہا راہوار — کیا شیر نی اوس فرس کا شکار

غرض جب وہ گہوڑا ٹہکانی لگا — تو وہ شیر گوشت اوسکا کہانی لگا

پڑی شاہزادی کی اوس دم نظر — کہ جب ہوچکا سیر وہ شیر نر

بلندی پہ پہونچا نہ تہا خوشخصال — کہ آ گیا اوسکی دل مین خیال

گرا آپ کو آگی اس شیر کی — کہ تا یہہ ترا اک نوالہ کری

یہہ ٹہانی جو دلبر گل اندام نے — تو کودا وہین شیر کی سامنی

نظر آگیا شیر کو جب وہ نور — ہوا سنگ الفت سی دل چور چور

عیان چاند سی جب وہ صورت ہوئی — تو آئینہ سان اوسکو حیرت ہوئی

وہ سمجہا تہا مین خود ہونگا شکار — مگر خود ہوا شیر اوسکا شکار

وہ اپنی محبت جتانے لگا — پہر آگرد اور دم ہلانی لگا

نظر آگیا شیر کا جب یہہ حال — تو سوچا یہہ شہزادہ خوشخصال

ابہی اس بہانسی نہ جائیگا تو — ضرور اپنی معشوقہ پائیگا تو

بہلا جان کیون اپنی ناحق کھو — اوسی شہر کا تم تجسس کرو

مگر اب ستم مجھہ تھوڑا نہین | کہ تھا جو رفیق اب وہ گھوڑا نہین

یہان ایک مونس جو حیوان تھا | ہوا حیف صد حیف وہ بھی جدا

پیادہ روی کا بھی چکھون مزا | ذرا کانٹونسی پاؤن ہون آشنا

یہہ کہہ کر روانہ ہوا وہ جری | وہین خشک انکھون مین لیکن تری

پیادہ چلا خاک اڑاتا وہ ماہ | مگر ہر قدم پر وہ کرتا تھا آہ

وہ اک سمت بیدل چلا جاتا تھا | مگر سینے مین دل ملا جاتا تھا

الم درد غم بر ملا اوسکی ساتھہ | روان تھا بھی قافلا اوسکی ساتھہ

غرض دو پہر تک چلا یونہ راہ | کبھی اشک آنکھون مین کہہ لب پہ آہ

تمازت پہ خورشید ایسا ہی تھا | کہ ہر ذرہ چنگاریسی تھا سوا

کف پا مین اوسکی پھپولی پڑی | پھپھولون مین جنگل کی کانٹی گڑی

کہ یکبار آیا درخت اک نظر | مگر سر سی پاؤن تلک بارور

گھنی چھاؤن تھی اوسکی حد سی سوا | بہت سرد سرد اوسکی نیچی ہوا

زبس عالم غش مین تھا وہ جوان | وہ ٹہرا غنیمت سمجھہ کر وہان

وہ جو شاہزادی کا تھا راہوار | گیا شیرنی اوس نفس کا شکار

غرض جب وہ گھوڑا ٹھکانی لگا | تو وہ شیر گوشت اوسکا کھانی لگا

پڑی شاہزادی کی اوسدم نظر | کہ جب ہوچکا سیر وہ شیر نر

بلندی پہ پہونچا نہ تھا خوشخصال | کہ آگیا اوسکی دل مین خیال

گرا آپکو آگی اس شیر کی | کہ تا یہہ ترا اک نوالہ کری

یہہ ٹھانی جو دلبر گل اندام نی | تو کودا وہین شیر کی سامنی

نظر آگیا شیر کو جب وہ نور | ہوا سنگ الفت سی دل چورچور

عیان چاند سی جب وہ صورت ہوئی | تو آئینہ ساں اوسکو حیرت ہوئی

وہ سمجھا تھا مین خود بنونگا شکار | مگر خود ہوا شیر اوسکا شکار

وہ اپنی محبت جتانے لگا | پھرا گرد اور دم ہلانی لگا

نظر آگیا شیر کا جب یہہ حال | تو سوچا یہہ شہزادہ خوشخصال

ابھی اس جہانسی نہ جائیگا تو | ضرور اپنی معشوقہ پائیگا تو

بھلا جان کیون اپنی ناحق کو دو | اوسی شہر کا تم تجسس کرو

نہ مونس کوئی تھا نہ تھا غمگسار ‏ عجب حادثہ میں پھنسا دل فگار

تھا کوئی بھی ورد دل ناسنی ‏ دیا ماہ پیکر کو تسکین دے

غرض آپ ہی آپ روتا بھی تھا ‏ وہ خاموش پھر آپ ہوتا بھی تھا

کہ اوسکی تصور میں چلاتا تھا ‏ کدھر تم گئیں سیمتن مہ لقا

زیادہ قلق اور الم دی گئیں ‏ نہ کیوں اپنے ہمراہ مجھے لی گئیں

سنو جانی ای ملکۂ سیمتن ‏ جو مر جائے یہ عاشق خستہ تن

مری قبر دی پر تم ضرور آئیو ‏ مری روح کو شاد کر جائیو

بس اتنی مری دلکی دنیا مراد ‏ کہ دنیا سے جاتا ہوں ہیں نامراد

نہ آنا اگر ہوگا پرفن ترا ‏ تو پکڑونگا محشر میں دامن ترا

وہ جب درد فرقت زیادہ ہوا ‏ ہلاکت کا اپنی ارادہ ہوا

سو تدبیر سوچا یہ وہ نیک خو ‏ شجر پر سے چڑھ کر گرا آپ کو

غرض چڑھ گیا نخل پر وہ دلیر ‏ کہ اسمیں نمایاں ہوا ایک شیر

عجب ہیبتناک وہ تھا شیر نر ‏ کہ ہو سامنا اوسکا رستم پہ جبر

کہاں ہاتھ سے میری جاتا ہے وہ ۔ خدا چاہتا ہے تو آتا ہے وہ

رکھ امید دلبر سے ملنے کی تو ۔ مری جان آیہ ہے لا تقنطوا

نہ دل تیر غم کا نشانہ کرو ۔ لے اب جلد مجکو روانہ کرو

وہ تھی بسکہ دریائے حشمت میں غرق ۔ ہوا اس سخن سے ذرا اوسمین فرق

بخواب دیدن ماہ پیکر سمن را ہمون شب و ہمکلام گردیدن و عشق او زیادہ شدن و بیدار گردیدن آہ وزاری نمودن

مے حسرت و غم پلا ساقیا ۔ کہ اب سامنا ہے بڑے رنج کا

الم سے بہلا کیا وہ مضطر چھٹے ۔ جو معشوقہ سے اپنی ملکر چھٹے

جو ہیں زبدۂ زمرۂ راستان ۔ وہ لکھتے ہیں اسطرح یہ داستان

کہ جو سمن نے یہاں دیکھا خواب ۔ وہیں دیکھ کر چونکا وہ دل کباب

کھلی آنکھ جبدم وہ رونے لگا ۔ منہ اشکوں سے دردکے دھونے لگا

تعب بڑھ گیا جان غمناک پر ۔ اکیلا تڑپنے لگا خاک پر

پڑی مجھہ پہ تازہ مصیبت کڑی — دُرِ اشک کی ٹوٹی اب کیا لڑی

یقین ہی نہ نیند آئیگی اب مجھی — کہ تا خواب مین پہر وہ دکہلائی دے

رہا غم کی ہاتہون سی جاؤن مین — جو خواب اجل آئی سو جاؤن مین

جو اس ورد مین قطع ہو زندگی — نہو ماہ پیکر سی شرمندگی

بیان کر دیا حال جب خواب کا — بُرا حال تہا جان بیتاب کا

ہوا عشق کا اور ہی دل مین جوش — اٹہا سینی سی اک فغان و خروش

پکاری کہ ای ماہ پیکر مری — مری عاشق صادق افسر مری

بس اب قید غمسی چہڑا لیسے مجہی — تو اب آپ آیا بلا لیسے مجہی

کراب آکی رنج و محن کو تمام — نہین تو سمجہہ سیمتن کو تمام

یہہ کہہ کہکی جسدم وہ رونی لگی — حزین و لیذیرا اور ہونی لگی

غرض دست بستہ یہہ کی التماس — تو ای شاہزادی بجا رکہہ حواس

اوسی ڈہونڈنی کی لئی جاؤنگی — جہان وہ ملیگا اوسی لاؤنگی

یہہ کلمہ نہین کہتی ہون لاف سی — پری بنکی لاؤنگی مین قاف سی

کسی سی مخاطب نہوتا تہا وہ | مرا نام لی لی کی روتا تہا وہ

کہ ای سیمتن مرچلی عشق مین | جو کرنا تہا ہم کرچکی عشق مین

جواب اوسکو جسوقت مینی دیا | کہ حاضر ہوی سیمتن غم نکہا

مری اوسنی آواز جسدم سنی | نظر مجہپہ حیرت سی یکبار کی

ادہر تو پڑی مجہپر اوسکی نظر | ادہر گر پڑا وہ مری پاؤن پر

رہا جب نہ عاشق مرا ہوش مین | سر اوسکا رکہا مینی آغوش مین

سنگہائی مین بو ہی گیسو اوسی | غرض ہوش مین لائی وہ بو اوسی

ہوا جبکہ ہشیار وہ نوجوان | کہی عشق کی اپنی سب داستان

کہ تصویر پر تیری شیدا ہوا | اسی وجہ سی سر بصحرا ہوا

کہا مینی بتلا تو کیا نام ہے | کہا ماہ پیکر مرا نام ہے

جو عاشق مرا ہی وہ شہزادہ ہے | مگر جان دینی پہ آمادہ ہی

سنائی یہہ جسدم حقیقت مجہی | ہوئی خواب مین اوس سی الفت مجہی

کسی صبر کہتی ہین کیسا شکیب | مین اب عشق مین اوسکی ہون ناشکیب

یہ لونڈی تری رکھتی ہی استیاں — نہوگا کبھی مجسی افشای راز
یہ کہکر قسم کہائی اسعدیکے — تشفی ہوئی آخر اوس ماہ بیکے
وہ جب درد اظہار کرنی لگے — تو نالہ بہی ہر بار کرنی لگے
بیان اوسی کرنی لگی سیمتن — کہ ای رازدان سن یہ رنج و محن
مرا دل ہوا تہا جو کلسی اداس — نکہلتی تہی کچہ مجہپہ وجہ ہراس
چہپاتی تہی مین جو مرا حال تہا — مگر دل میرا غمسی پامال تہا
اسی وجہ سی باغ مین آئی تہی — کہ شاید بہل جائی دل دو گہڑی
یہان کچہ سوا ہوگیا اضطراب — ترے آگی آخر کیا مینی خواب
ستم خواب ہی مین یہ ہوگیا — غضب ہوگیا ری غضب ہوگیا
دکہائی دیا ایک جنگل مجہی — کہ جسنی کیا سخت بیکل مجہی
نظر آیا اوس دشت مین اک شجر — کہ تہا وحشت و غم سی وہ بارور
اب آگی نہین مجکو تاب بیان — شجر کی تلی ایک تہا نوجوان
کرون وصف شکل و شمائل کا کیا — نہ دیکہا کوئی اور نہ ویسا سنا

نہایت ہی تہا کلسی دل بیقرار | کسی طرح سی کل نہ تہی زینہار
نہ کہاتی تہین کہانا نہ پیتی تہین آب | صبا کی طرح تہا تہمین اضطراب
تو گلشن کا دلمین ارادہ ہوا | یہان حول دل کچہ زیادہ ہوا
وہی حال تہا باغ آنی مین بہی | نہ دل بہلا نہ بہار گانی مین بہی
یہ ہر لحظہ کرتی تہین مجہسی خطاب | وہی حول دل ہی وہی اضطراب
رہین غم سی جب نیم بسمل کیا | تو پہر خواب تمنی یہ مشکل کیا
کہون کیا کہ تشویش جو جو رہی | غرض مین بہی پٹی تلی سو رہی
فلک نی عجب دن دکہایا مجہی | کہا لونسی تمنی جگایا مجہی
ہویدا ہوئی ہی یہ کیسی سحر | کہ شہزادی اوٹہی میری نوحہ گر
مجہی درد سی دلکی ماہر کرو | خدا کی لئی کچہ تو ظاہر کرو
مجہی رازدان جانتی ہو کمال | سو مجہی تو کہدو ذرا دلکا حال
رہی اندہیر صبح غم انجام سی | مجہی کم نہین یہ سحر شام سی
اگر راز دلکا چہپاوگی تم | زیادہ قلق دلکا پاوگی تم

الم سب سی گلشن مین تہا آشکار — ہوا بہر ثمری ہر اک سرو دار

صدا صور کی جلوہ گر ہو گئی — سحر حشر کی وہ سحر ہو گئی

ہوا شور برپا جو حد سی سوا — تو کی شور و غل سی ذرا چشم وا

کیا سب سی تیوری بدل کر خطاب — مری پاس سی دور ہو اب شتاب

مین زندہ ہون تم لوگ روتی ہو کیون — عبث اپنی جانونکو کہوتی ہو کیون

مجہا سی کلیجہ مرا کہا لیا — مجہی اور بہی تمنی گہبرا لیا

بتا دو کوئی ہول کہاتا نہین — کبہی کیا کسیکو غش آتا نہین

مجہی غل سی تم سب نی بولا لیا — مجہی نالی کر کر کی کو نرا لیا

یہہ رقت کا تم جوش کیون کرتی ہو — مجہی اور بیہوش کیون کرتی ہو

مرض سی مرا رنگ رخ فق نہین — جو کچہہ تمنی جانا ہی مطلق نہین

ہٹو ہوش مجہمین ورا آنی دو — سرک جاؤ ٹہنڈہی ہوا آنی دو

نہ ٹہری صغیر و کبیر اوس جگہہ — فقط رہ گئی دلپذیر اوس جگہہ

بلائین وہ لی لی کہنی لگی — فدا تمپہ مین شاہزادی مری

کوئی عطر خس کا سنگہانی لگے | کوئی اوسپہ قربان جانی لگی

کسی نی تو ماتہی پہ صندل ملا | سنگہاتی تہی کوئی اوسی لخلخا

لگی تلوی سہلانی اک ماہرو | دعا اک لگی کرنی کرکی وضو

لباس اپنا سب نی کیا تار تار | لگین کرنی ماتم وہ سب سوگوار

لگی دینی قرآن کی اک ہوا | پڑہی اک نی بازو پکڑکر دعا

گوئی اشرفی باندہ کر بول اوٹہی | تہین ضامن جان رہو یا علی

کسی نی یہہ حیدرسی کی التجا | یہہ مشکل ہو آسان مشکل کشا

کوئی بولی غش جائی اس ماہ کا | کرون رتجگا اپنی اللہ کا

لگی دیکہنی کوئی قرآن مین فال | کوئی حرز پڑہنی لگی خوش خصال

وہ جو باغ تہا اوسکا عشرتکدہ | وہی ہو گیا دم مین حیرت کدہ

بیان کیا کرون چرخ کی دور کا | یہہ گل پہولا کچہہ اور ہی طور کا

چمن کی چمن پر خزان آگئی | کلی پہولنی ہی مین مرجہا گئی

بہن بلبلین سب پریشان ہوئین | عوض چہچہی کی وہ نالان ہوئین

نہ آیا جو معشوق اپنا نظر ۔ تو حیرت سی دیکھا ادہر اور ادہر

محبت نی غم کو دوبالا کیا ۔ تو سر پیٹ کر ایک نالا کیا

قریب اوسکی سوتی جو تہی دلپذیر ۔ وہین چونک اوٹہی بحال تغیر

پکاری کہ کیون حال دل غیر ہی ۔ مین صدقی گئی خیر ہی خیر ہی

اوٹہا یا ہی سوتیمین صدما کوئی ۔ پریشان یا خواب دیکہا کوئی

لب جانفزا اک ذرا کہول تو ۔ یہ لونڈی فدا تجہپہ ہو بول تو

یہ ہمراز تیری ہی اب بیقرار ۔ جو تو بول تو دل میرا لی قرار

یہ آہستہ سی تب وہ کہنی لگی ۔ نکلنی کو ہی روح تنسی میری

نہ حسرت کوئی تہی نہ کچہ یاس تہی ۔ مری جان ابہی تو مری پاس تہی

حرارت سی پہر جسم تہرا گیا ۔ نزاکت سی غش دفعۃً آگیا

ہوئی جب کہ بیہوش ماہ منیر ۔ وہین سر پٹکنی لگی دلپذیر

جو ساتہہ آئین تہین عورتین سو پچاس ۔ وہ سب ڈر کر ہو گئین آس پاس

بجا ہی اگر ہم یہ تشبیہ دین ۔ کہ اک گل پہ جیسی جہکین بلبلین

اسی نی دیاہی یہ چکر مجہے | ۸۸ | نہین یاد اسکی سبب کچھ مجہے

اسی سی یہ آخر کو انجام ہے | کہ آخر میرا ایکدن کام ہے

غرض عشق نی پہر ستایا اوسے | یہ کہتی ہی کہتی غش آیا مجہے

تعب سی قلق سی دو بارا گرا | قدم پر وہ اوسکی دوبارا گرا

افتادن ماہ پیکر بالای قدم ملکۂ سیمتن بار دگر و بیقرار گردیدن ملکۂ عالی گہر بفرط عشق و بیدارشن گریہ و زاری و آہ و بیقراری نمودن و غش آمدن ملکۂ سیمتن بالائی ہمون چہپر کہٹ

زیادہ جو دل کو ہوئی بیکلی | تو آنکہہ اوس ستم دیدہ کی کہل گئی

کہلی آنکہہ جسدم تو تہی نوحہ گر | روان اشک تہی اوسکی رخسار پر

محبت کی آخر ظفر ہو گئے | سحر ہو گئی لو سحر ہو گئے

وہی بنگلہ تہا اور وہی باغ تہا | پر اوس ماہ کا سینی مین داغ تہا

وہی تہا چہپر کہٹ وہی فرش خواب | نہ تہا پر وہ غیرت دہ آفتاب

کشش اب تری ہو گئی آشکار — ہوئی پنجہ عشق کی مین شکار
پہنسی عشق مین ای عزیز آج سی — مجھی جان اپنی کنیز آج سے
مگر اب ذرا حال اپنا سنا — کہ مجھہ پر ہوا کسطرح مبتلا
لگا کہنی شہزادۂ نامدار — دل و جان سی تجھہ پر ہوا ہون نثار
سوِ دشت آیا تہا مین بہر صید — کیا خود مجھی عشق سرکش نی قید
وہان مجکو تصویر تیری ملی — نہ تصویر سی دل کو سیری ملی
مجھسی عشق ہر دم زیادہ ہوا — تری ڈہونڈہنی کا ارادہ ہوا
فراغت نہین سینی کی سوز سی — ہون صحرا بصحرا اوسی روز سی
نکالی وہ تصویر یکبارگی — کہا لو ہوئی اس سی آوارگی
یہی ہی مری جان تم جان لو — یہہ تصویر کسکی ہی پہچان لو
چہٹا اسکی الفت مین سب تخت و تاج — اسی سی ملا خاک مین اپنا راج
اسی سی ہوا ہی جگر چاک چاک — اسی کی سبب میرا بستر ہی خاک
اسی کی سبب چہوٹا گلزار سی — قدم آشنا ہوگئی خار سے

سخن سیمتن نی بہت کچہہ کہے ٨٦ مگر ہوش آیا نہ ہرگز اوسی
یہہ صدمہ ہوا جان غمناک پر کہ بیٹھی وہ روتی ہوی خاک پر

عاشق شدن وشستن ملکہ سیمتن بالای زمین و نہادن سر ماہ پیکر برزانوی اورو بو باییدن زلف عنبر بار خود بماہ پیکر و ہوش آمدن او از شمیم گیسو و بیان کردن حال آوارگی خود در عشق آن پریرو

زمین پر جو ہین بیٹھی وہ بیتا تو زانو پر اپنی سر اوسکا رکہا
کہا اک ذرا آنکہہ تو کہول تو ابہی مجکو ہو عید اگر بول تو
وہ اس حال سی جل کہانی لگی اوسی زلف کی بو سنگہانی لگی
کیا بو جو زلف گل اندام کو تو ہوش اگیا اوس دل ارام کو
گرا پاؤن پر اوٹہکی وہ بیتاب رہا دیر تک سرنگون اشکبار
بڑی دیر تک یون ہی رویا کیا قدم اوسکی اشکون سی دہویا کیا
قدم سی اوٹہا کر غرض سیمتن ہوئی اپنی دلدار سی حرف زن

کہا تو نے میرا نام لیتا ہی کیون — سبب کیا ہوا جان جاتی ہی کیون

یہ کسطرح دل مبتلا ہوگیا — کہا تمنے کہان تو یہ کیا ہوگیا

چھپا کسطرح تجھسی تیرا وہ یار — ملا تیری ہنسی کو کیون دشت خار

ترا کس طرح مجھپہ دل آگیا — جو یکبار آرام سارا گیا

کہان دیکھی تھی میری زلف سیاہ — جو ایسا پریشان ہی اور تباہ

کہان آنکھہ دیکھی تھی میری تباہ — نظر مین ہی اندھیر صبح و مسا

کہان دیکھہ پائی تھی رخ پہولسی — کہ کانٹو نمن کھچا گیا تو ارے

تجھی دیکھتی ہی ترس آگیا — دل اب اور بھی میرا گھبرا گیا

ذرا عشق سی ہشیار ہو اس گھڑی — کہ محبوبہ تیری ہی سر پر کھڑی

یہ رخسار گلرنگ ہین تیری زرد — جمی تیری چہرہ پہ جنگل کی گرد

عجب عشق سرکش کی سامان ہین — کہ سنبل سی گیسو پریشان ہین

ہین آنکھون مین آنسو لبون پر ہی آہ — محبت مین میری ہوا تو تباہ

خدا کی رحیمی کو تو یاد رکھہ — دل پر ملال ای جوان شاد رکھہ

ہوا اسا نا اب یہ کس نور سی | کف پا سوا ہی رخِ حور سی
مگر اوسکی لب پر یہ ہر بار ہی | کدہر کو تو ای میری دلدار ہی
بہت سہ چکا تیرا عاشق محن | کہین آ تو آکر مل ای سیمتن
رہون کبتلک صرف فریاد مین | ہوا خود فراموش تیری یاد مین
پہدا جسم کانٹونسی ای سیمبر | تن و سر کی اپنی نہین کچہ خبر
ہر اک کہتا تہا جو دہن کو شکر | سو حنظل سی ہی اب کہین تلخ تر
مَے وصل اب بہی جو آکر پلائی | جو مردہ مجہی جانکر تو جلائی
تو تجہسی نہین ای مسیحا یہ دور | وگرنہ چلی ہم عدم کو ضرور

پرسیدن آن رشک قمر حال ماہ پیکر کہ چگونہ نام مرا شنیدی و آوارۂ صحرای وحشت ناک گردیدی

یہ عالم جب اوسکو نظر آگیا | تو حیرت ہوئی اونکو حد سی سوا
عجب خواب مین اوسکی حالت ہوئی | کہ کچہ ڈر ہوا کچہ محبت ہوئی
جو وحشت تہی وہ دشت ویرانکی تہی | وہ الفت اوسی ماہ تابان کی تہی

تو باری پر آبیٹھیں دو عورتیں | پھر پھر کے تاکا تو وہ جانکا کریں

رہا ہول سی خواب مین بھی تپاک | نظر آیا اک دشت اور ہی ہولناک

وہ جنگل جو ہو جای اوسمین گذر | تو پینکا کری چند ہی عمر بھر

وہ صحرا یہان تک تو ویران ہے | کہ خود وحشت اوسمین پریشان ہے

کوئی جانور بھی نہین آس پاس | وہان اڑتی ہین وحشیونکی حواس

وہ جنگل بہت ہی وسیع و دراز | کہین تو نشیب اور کہین جا فراز

جگہہ کیا ملی راحت آرام کو | کہین سایہ ہرگز نہین نام کو

مگر اوسمین تنہا ہی گل اک درخت | کہ وہ نخل بھی ہی پریشان بخت

کسی جانور کا نہین آشیان | مگر سایہ ہی کا نخل پر ہی گمان

ہی اوسکی تلی اک جوان وجیہہ | کہ مانی ہو عاشق جو دیکھی شبیہ

یہہ تشبیہ کب عقل سی دور ہی | کہ طوبی تلی مسکن حور ہی

یہہ نزد درخت اوسکی پھیلی ہی ضو | کہ ہر شاخ ہی شمع ہر برگ لو

سرہانی ہین اوسکی جسد دم قریب | تو بس دیکھتی ہی کہا یا نصیب

چھپرکھٹ مین ہون آپ تو جلوہ گر | قریب آپ کی سوؤن مین فرش پر
مگر جس گھڑی سو رہینگی جناب | کریگی یہہ لونڈی بھی اسوقت خواب
سنا اوس نی الفت کا جب یہہ سخن | چھپرکھٹ مین لیٹی وہین سیمتن
ہر اک انکھہ بند اوس گھڑی ہو گئی | ادہر تو وہ لیٹی ادہر سو گئی

دیدن ملکہ سیمتن در عین خواب یک صحرای وحشت ناک را و
دران صحرا درخت سایہ دار و زیر سایۂ درخت خوابیدہ
دیدن جوان رعنا کہ در حسن و جمال عدیم المثال بود
و رحم نمودن بر پریشان حالی او

مئی بیخودی اب پلا ساقیا | کہ ہی بیخودی مین نہایت مزا
جو بیخود ہی وہ رنج سہتا نہین | الم کوئی پہر اوسکو رہتا نہین
اوسی حزن سی اور نہ فرحت سی کام | نہ رنجونسی مطلب نہ راحت سی کام
مگر بعضی ایسی بہی ہی بیخودی | پہونچتی ہی گردون سی ایذا کوئی
غرض سو گئی جب وہ ماہ منیر | گئی خواب مین اوسکی دخت وزیر

ہر اک راگنی کا تبدل رہا
چراغ خرد اوسکا پر گل رہا

اگر گایا اون رنڈیون نی ملار
تو بارش ہوئی اشک کی بار بار

جو گایکا جنگلی کی سامان ہوا
تو دل اوربہی اوسکا ویران ہوا

گیا بہیروین کا جو سبنی خیال
تو فق ہوگیا منہہ سحر کی مثال

جو بروا کبھی زیب لب ہوگیا
ہرن صبر اوسکی سبب ہوگیا

جو وہ گائین بہلانیکو اوسکی بس
لگی سنگ کی شیشۂ دلکو ٹہیس

کسی سُر مین نکلی جو دیپک کی لاگ
بہڑکنی لگی اوسکی سینی مین آگ

غرض چاہا ہر اک نی سب طرحسی
مگر دل نہ تہا آشنا فرح سی

پہر بہر تلک ناچ گانا رہا
وہی ایک حال اوسکی دل کا رہا

پہر رات اسی حال مین جب کٹی
تو اوسوقت آنی لگی نیند سی

کہا سیمتن نی کہ ای دلپذیر
مرا حال ہی نیند سی اب تغیر

جہپر کہٹ جو ہی سرا اوسطرف
یہانمین ہون تو سونی جا اوسطرف

وہ بولی تصدق ہو نمین اونثار
جدائی مین مجکو نہ ہوگا قرار

جو فوارے پر کی نظر ایکبار ۸۰ خوشی سی کئی اونسی موتی نثار

وہ طائر چمن کی جو خوش لہجہ تہی سو تیر نگہ کا نشانا ہوئی

نگہ مست اگر تاک پر پڑ گئی تو انگور ونسی مے ٹپکنی لگی

ہراک سو پہری باغ مین مہ لقا وہ ہرگز کم نہوتی تہی دلکی ذرا

بتنگ آئی جب طبع ناساز سی تو بنگلی مین آبیٹہی اک ناز سی

وہ بنگلہ بلند اور وسیع ایسا تہا کہ جیسی زمین پر فلک دوسرا

بلندی تہی اوس بنگلی کی آشکار کلس اوسکا تہا ناف گردون کی پار

مہینہ جو سرما کی آمد کا تہا مشجر کا فرش اوسمین تہا جابجا

وہ دو سمت تہی چہپر کٹ لگی کہ جو دیکہی تعریف کی رٹ لگی

چہپر کہٹ کی آگی تہی مسند لگی کہ جہالر فقط موتیون ہی کی تہی

وہ مسند پہ تہا گاؤ تکیہ لگا کہ تہا کہکشانسی سوا پر ضیا

ہوئی زیب مسند وہ ماہِ منیر مودب الگ بیٹہی دختِ وزیر

شروع اوس گہڑی ناچ گانا ہوا کہ منظور غمکا بہٹانا ہوا

جو ہمدم تہی ایک اوسکی دخت وزیر
کہ مشہور نام اوسکا تہا دلپذیر

کیا اوسی یہہ سیمتن نی خطاب
مجہی آپ ہی آپ ہی اضطراب

سنبہالا مگر دل سنبہلتا نہین
بس اسوقت زنہار چلتا نہین

چلو ہم چلین سیر گلزار کو
کہ تسکین ہو اس دل زار کو

تب اوسنی یہہ تقریر دلخواہ کی
کہ امن و امان تجکو اللہ کی

ابہی ہول دل سب یہہ ہوتا ہی طے
نہ کچہہ خوف کیجئی گا دل ہی تو ہی

گذر ہو گا جب سوی باغ آپکا
خنک ہو گا فوراً دماغ آپکا

غرض باغکو جب ہوئی وہ سوار
تو چلنی لگی اوسمین باد بہار

کوئی دو گہڑی دنسی تہا کچہہ سوا
کہ اوتری ہان سیمتن مہ لقا

ہر اک گل ہنسا ایسی فرحت ہوئی
ہر اک نخل کو اوس سی نزہت ہوئی

قد اوسکا جو ہین سایہ افگن ہوا
وہین پا بگل سرو گلشن ہوا

گذر ہو گیا جس چمن کی طرف
لگی دیکہنی گل دہن کیطرف

لب نہر آئی جو وہ خوش صفات
ہوا لب سی آب اوسکا آب حیات

زیادہ زبس آہ وزاری ہی | اور اک نہر آنکھونسی جاری ہے
تہکا تہا جو رونی مین وہ ماہ وش | اوسی خاک پر آگیا اوسکو غش
زمین پر جو شہزادہ غش ہو گیا | اوسی غش کی عالم مین وہ سو گیا
ہوا سامنا بخت بیدار کا | ملا اوسکو دیدار دلدار کا

رفتن ملکہ سیمتن برای سیر باغ بی مثل خود و ہمون روز وشب باش شدن آن گلرخسار در بنگلہ کہ مانند روح لطیف در سینہ و وسط گلزار بود

بہی سا تہا دی گلابی اک اور | کہ بدلی کہین گردش چرخ دور
خم چرخ سی ہو گئی ہجر دور | شراب وصال اب کری مجکو چور
وہ اب سامنی جام سرشار ہو | کہ اوسمین عیان روی دلدار ہو
دکہا یار کو یون شب تار مین | کہ رخ جسطرح زلف خمدار مین
ادہر تو کیا ماہ پیکر نی خواب | اودہر سیمتن کو ہوا اضطراب
کلیجہ کوئی اوسکا ملنی لگا | دل نازک اوسکا اوچہلنی لگا

عیاں اپنی الفت کی جوہر کروں | فدا جان اوسکی قدم پر کروں

شجر سی یہ جب کرچکا وہ بیان | تو کرنی لگا اور آہ و فغان

ہوا سب دنوں سی سوا بیقرار | لگا رونی مانند ابرِ بہار

رواں اوسنی اشکوں نی نالا کیا | شجر کا بہی لبریز تہالا کیا

لہو و لگا آخر ٹپکنی لگا | سر اپنا وہ دی دی پٹکنی لگا

تصور اوسی سیمتن کا بندہا | لگا کہنی تصویر سی برملا

جو ای ملکہ اب منہہ نہ دکہلاوگے | تو پہر تم نہ جیتا ہمیں پاؤگے

کہیں انتہا ہو جفا کی لیئ | وفا اب کرو تم خدا کی لیئ

نہ بلواؤ تم اور نہ آپ آؤ تم | منہہ اب خواب ہی میں دکہا جاؤ تم

تری واسطی ہو ہمیں صحرا نورد | تری ہجر سی ہی مری دلمیں درد

خبر لینی ہو تو کہیں جلد سی لے | وگرنہ یہ حسرت لئی ہم یہ چلے

یہ کہہ کہہ کی روتا تہا وہ بیقرار | زمیں پر تڑپتا تہا سیماب وار

خلش دلمیں عشق خفا کار سی | بدن چہد گیا دشت کی خار سی

یہ گردوں سی کرنی لگا وہ خطاب | کہ اب کیا ارادہ ہی خانہ خراب

ہوئیں جان ملب وردسی پائمال | ستاروں سی مجہپر نہ آنکہیں نکال

ستاری جو تجہپر ہوئی ہین عیان | یہ سب چہری ہین مجکو اور گولیان

جو ہی چاند فرقت مین جلوہ نما | یہ گولہ ہی میری لئی زال کا

کیا اپنا دل اوسنی آخر کو سخت | اوراوترا وہ شہزادہ زیر درخت

وہ گہوڑا کہ جیسی برق الامان | ہوا اپنی شہزادی کا پاسبان

بہت صدمہ تہا جو دل چاک پر | تو بیٹہا وہ بیکس حزین خاک پر

زبس فرق تہا عقل اور ہوش مین | شجر سی یہ کہنی لگا جوش مین

ذرا مجہپر ای نخل ہو مہربان | ترا رات کی رات ہون میہمان

اوگاہی وہ نخل الم سینہ مین | ثمر جسکا ہو مرگ حاصل ہمین

سو مین مرگ سی خوف کرتا نہین | جو عاشق ہی مرنیسی ڈرتا نہین

مگر ہان مجہی اتنا ارمان ہے | کہ بیتاب جسکی میری جان یہ ہے

اوسی دیکہہ لون آنکہہ سی ایکبار | رسا ہو جو قسمت تو ہون ہمکنار

مجھی وحشت ویران ہی فرقت مین باغ — جو تو ہو تو جنگل بھی گلزار ہی

یہہ کوشش مری کچھہ نہ کام آئیگی — کشش تیری ایجان درکار ہی

تری عشق سی مانگتا ہون پناہ — مری لب پہ انگشت زنہار ہی

تجھی اسکی ای گل خبر کچھہ نہین — کہ شیدا ترا دشت مین خوار ہی

تصور جو ہی تیری قد کا مجھی — تو سرو چمن صورت دار ہی

بلا لی بلا لی بلا لی مجھے — کہ دوری کمال اسکو دشوار ہی

لکھو اضطراب ماہ پیکر کا حال — جو انجام کار اوسکا ای یار ہی

ہویدا اگر دیدن شب تار دران دشت ہولناک آن بید پارا و خوابیدن ماہ پیکر زیر درختی بالای خاک

یہہ لکھا ہی احوال شہزادی کا — وہ پھرتا تھا جنگل مین مجنون سا

غروب اسمین خورشید تابان ہوا — ستارے نکلنی کا سامان ہوا

گئی دو گھڑی سی جو شب کچھہ گذر — ستارے چمک کر ہوئی جلوہ گر

وہی شست پہر تہا وہی خاک نہی	وہی دل وہی جان غمناک تہے
وہی رنج تہا بیقراری وہی	وہی درد تہا آہ وزاری وہی
وہی دیدئہ فرقت مین خونبار تہی	وہی شست تہا اور وہی خار تہی
خدا سی طلب تہا وہی مدعا	وہی التجا تہی وہی تہی دعا
نہ بہتی عشق سرکش سی دلکو چوکل	یہہ پڑہنی لگا عاشقانہ غزل

غزل

تو اے ستمگر مجہسی بیزار ہی	یہان جان بلب عاشق زار ہی
یہ عاشق ترا عشق کی ہاتہہ سی	سزا جتنی پائی سزاوار ہی
دل ایجان جان نذر تیری کیا	یہہ عاشق بس اتنا گنہگار ہی
مژہ کا تری تیر ای ستمگر	کلیجی مین ہی سینی کی پار ہی
ہوس ہجر مین زندگی کی نہین	جو ملجای تو موت درکار ہی
بہشت برین ہی ٹہکانا ترا	کہ تو ای پری حور رخسار ہی
تری زلف کا جو بندہا ہی خیال	تو دن بہی نظر مین شب تار ہی

یہ قاریں جو پھرتی ہیں اڑتی ہوئی / یہ ساحر ہیں کب جانور ہیں اری

سنی جبکہ ساحر کی یہ گفتگو / کہا ماہ پیکر نے ای نیک خو

کہا میں نے جو کچھ وہ میں نے سنا / مگر پاس اگر ہو مری پیاس کا

مرادِ دل ای نیک انجام دو / مجھے ایک پانی کا تم جام دو

کروں کبتلک انتظارِ ثواب / کہ پانی پلانا ہے کارِ ثواب

پھر اسنے تو ساحر نے چشمے سے جام / کیا جام پر پڑھ کے دم کچھ کلام

کہا دخل سحر اب کچھ اصلا نہیں / یہ جام اسنے پیلے کہ کھٹکا نہیں

پیا اوسنے جب آب وہ خوشگوار / تو لایا بجا شکر پروردگار

غرض پی چکا شاہزادہ جو آب / تو بولا یہ طاؤس جادو شتاب

بس اب اپنے گھوڑے پہ اسوار ہو / چلا جائیو داہنے ہاتھ کو

پھر پھر میں حد سے نکل جائیگا / یہ جادو کا سارا خلل جائیگا

یہ سنکر ہوا شاہزادہ سوار / چلا داہنی سمت کو راہوار

روانہ جو وہ مثل صرصر ہوا / پھر پھر میں سرحد سے باہر ہوا

بنا لوٹ کر صورت آدمی | ۴۲ | سخنور ہوا صورت آدمی

کہا ماہ پیکر سی ای نوجوان
تجھی تیری تقدیر لائی کہاں

یہاں آکی کوئی نکلتا نہین
کیسکا یہاں زور چلتا نہین

سو مین تجکو بتلائی دیتا ہون راہ
نہو عمر ضایع جوانی تباہ

مگر مجسی تو ای جوان شرط کر
کہ آنا نہ پہر اسطرف عمر بہر

کہا ماہ پیکر نی تب یہ کلام
ذرا اپنا بتلائی مجکو نام

ہوئی یون توجہ جہان آپکی
کہ جیسی عنایت ہو ماں باپ کی

جو ہی شرط لاؤنگا اوسکو بجا
بجز آپ پاونگی روز جزا

نہ آونگا پہر اسطرف زینہار
کہا نین کہان سحر کا یہ دیار

کہا ماہ پیکر سی اوسنی کلام
کہ سن میرا طاؤس جادو ہی نام

یہانکا نہین اور مالک کوئی
مجہی اس جگہہ کی ہی داروغگی

مری تحت حکم ای جوان نامدار
مقرر ہین جادوگرا سجا ہزار

ہمارا جو ہی شاہ عالی مقام
وہ سلطان جادو ہی ای نیک نام

اثر یہہ برودت کا ہو آشکار ۔۔۔ دماغ اوسکا ہوجاوی سرد ایکبار

۱۷

بہت قازین اوسجا بہت تیترے ۔۔۔ پروبال تہی جنکی ہر رنگ کی

ہر ایک جفت تہا سرخ و سبز اور زرد ۔۔۔ مگر تہا ہر اک رنگ شوخی مین فرد

نظر آیا اس لطف پر جب وہ آب ۔۔۔ تو شہزادہ گہوڑی سی اوترا شتاب

طلب آب کی ہو گئی کچہہ زیاد ۔۔۔ کناری گیا چشمہ کی شاد شاد

جو ہین چاہا اوسنی کہ پانی پئی ۔۔۔ یہہ آواز آئی خدا کی لئی

کہین پی نہ لینا یہہ پانی نہین ۔۔۔ جگہہ یہہ جو ہی تو نی جانی نہین

تری سامنی صاف یہہ آب ہی ۔۔۔ پر ای شخص جادو کا تالاب ہی

جو پی لیگا پانی یہہ ای نوجوان ۔۔۔ تو ہرگز نہین بچنی کی تیری جان

نظر اوسنی بہر کر جو کی غور سی ۔۔۔ تو دیکہا صدا دیتی ہین قرقری

وہ قازین بہی چلاتی تہین بار بار ۔۔۔ نہ پینا خبردار اور زینہار

رکا ماہ پیکر سنا جب یہ شور ۔۔۔ کہ ناگہہ نمایان ہوا ایک مور

ہزارون طرح کی تہی نقش و نگار ۔۔۔ وہ گویا کہ تہا اک چمن آشکار

نگی را غلبه نموده بود و پیدا شدن طاؤس پر نقش و نگار و متشکل گردیدنش بشکل انسان و دادن جام پر آب بشاهزاده بلند اراده و نوش نمودن او

اسی طور سی غم وه کہاتا ہوا | اسیطرح سی دکہ اوٹہاتا ہوا

روان ایک جانب کو تہا نوحه گر | نه تن کی خبر تہی نه سر کی خبر

تمازت په تہا اوس گہڑی آفتاب | ہوا پیاس سی سینی مین دل کباب

بہت غیر تہا حال اوس ماه کا | تجسس ہوا چشمه و چاه کا

ہوا کی طرح ہر طرف جو گیا | نظر آیا چشمه اوسی ایک جا

وه چشمه نه تہا چشمهٔ نور تہا | وه سب آب شیرین سی معمور تہا

وه تالاب تہا استوار و لطیف | وه سب آب تہا خوشگوار و نظیف

عیان گرد اوسکی شجر سایه دار | ہر اک نخل پر تہی چمن کی بہار

لب چشمه ایسا ہی سبزه ہرا | زمرد سی بہی لاکہه درجی کہرا

تر و تازه و سرد تہا اسقدر | رکہی پاؤن اوسپر جو کوئی بشر

فدا تجھپہ ہو جان ای سیمتن — میری جان قربان ای سیمتن

اوسی مہر کی تجھ مین تنویر ہی — تو میری مسیحا کی تصویر ہی

سخن تو کری تو عجب کچھ نہین — سخن کا تری گو سبب کچھ نہین

فقط یہ بتا ہو کی تو مہربان — تری اصل کا کسطرف ہی مکان

عبث تیر غمکا نشانہ ہوئین — اوسی سمت فورا روانہ ہوئین

جو اس نوری کا ہو مقدر رسا — اور آئی نظر شہر مہر انجلا

لگاؤن وہ خاک آنکھوسی بار بار — کرون طوطیا مین وہانکا غبار

پڑی ہی جو خاک آنکھومین بار بار — کہ جسمین یہ آشوب ہی اور غبار

جو پوچھون تو ہر آنکھ پرنور ہو — یہ آشوب اوس خاک سی دور ہو

میرا دل بھی پائیگا اوسی جلا — مس قلب کو خاک ہی کیمیا

الٰہی مجھی وہ دکھادی دیار — کہ دلکو جلا دی جہانکا غبار

رسیدن شاہزادہ والا گہر یعنی ماہ پیکر در عین عمارت
آفتاب بر سر چشمہ کہ پر از آب صاف بود وقتیکہ

ابہی کچہ میرا دہیان آتا نہین | اثر عشق صادق دیکہا نہین

کسی جا اک آہو اوسی مل گیا | تو اوسی کہا تو ٹہر اک ذرا

لگی کا پتا تجہی مطلوب کا | کہ نقشہ ہی کچہ چشم محبوب کا

ذرا تو ہی یہ حال کردی بیان | وہ رم خوردہ وحشی کہان ہی کہان

میری پاس میرا جو وحشی نہین | کسیطرح دل کو تسلی نہین

وہ تہا تنگ عشق دل تنگ سی | کبہی کہتا تہا یہ سخن سنگ سی

سوال اسکا کرنا ہو نہین خستہ تن | کہ تو سخت ہی یا دل سیمتن

اگر تو کہی مین کرا ہون کمال | تو ہرگز نہ ہونگا مین خستہ حال

ابہی جو تری سمت رغبت کرون | ابہی مین جو تجہی محبت کرون

تیرا سب کرا ین کہا دون تجہی | جو اک نالہ کہینچون بہادون تجہی

محبت مین اوسکی جو ہون بیقرار | ہزارون ہی نالی کئی بار بار

کرا اوسکا دل تجہی کیونکہ نہین | میرا دہیان اوسی خاک پتہر نہین

کبہی لب بلب تہا وہ تصویر سے | یہ ہردم سخن تہا کہ صدقی تری

کیا بیخودی مین یہہ اوس سی خطاب — مجھی راہ عشق بتلا شتاب

بہت مبتلای مصیبت ہون مین — کہ آوارۂ دشت الفت ہون مین

نہین اپنی جان اور تن کی خبر — فقط چاہئی سیمتن کی خبر

درختون سی کہتا بعجز و نیاز — بتا دو کہان ہی مرا سرو ناز

کہان ہی وہ قامت برافراختہ — کہان ہی وہ جسکا ہون مین فاختہ

کہو چھپ رہا ہی کدہر گل مرا — پہڑکتا ہی سینی مین بلبل مرا

نپاتا تہا جب وہ نسی کچہہ بہی جواب — بہاتا تہا آنسو برنگ سحاب

تصور کی آگی جو تصویر سی تہی — تو پہرون اوسی سی یہہ تقریر تہی

مروت یہہ کیسی ہی ای سیمتن ؟ — کہ تم عیش مین ہمکو رنج و محن

ادہر تو ہی عشرت مین ای آفتاب — ادہر جل رہا ہی ترا دل کباب

تجہی زلف سلجہانیکا دہیان ہی — ادہر تیرا عاشق پریشان ہی

ادہر ہین نگاہین تری ترچہیان — جگر پر ادہر غمکی ہین برچہیان

خبر لی مری ورنہ مرجاؤنگا — اسی دشت مین مین گذر جاؤنگا

یہہ پاکیزگی تجہی ہر گل کی ہے — یہہ شوریدگی تجہسی بلبل کی ہے

تجہی سی ہر اک رنگ پر گل ہوا — تجہی سی پریشان سنبل ہوا

غرض بہرہ در بحر و بر تجہسی ہی — دہن خشک اور چشم تر تجہسی ہی

کسیکو کسی کی دکہائی جو شکل — بہلا یا محبت مین سب شرب واکل

فسون جب چلا تیری تدبیر کا — ہوا کوئی وارفتہ تصویر کا

ہوا ہجر تصویر مین اک ہلاک — تجسس مین نکلا کوئی سینہ چاک

گفتگو کردن ماہ پیکر با جانوران و درختان صحرا در تجسس ملکہ سیمتن ماہ لقا

ذرا جام گردش مین لا ساقیا — مقدر کی چکر سی سر پہر گیا

گیا سب وہ عیش اور مزی کا بیان — کرون حال اوس غمزدہ کا بیان

وہ صحرا بصحرا پہرا چند روز — فغان لب پہ اشک آنکہون دل مین سوز

نہ پانیکی خواہش نہ کہانیکی فکر — فقط سیمتن پاس جانیکی فکر

کوئی جانور جب اوسی مل گیا — قریب اوسکی وہ ماہ کامل گیا

خانہ بر انداز سراپا ناز مایۂ صد رنج و محن

ملکۂ سیمتن

کدہر ہی تو ای عشق کاشانہ سوز ۔ کہان ہی تو ای شمع پروانہ سوز

جلا دینی مین تو وہ بیباک ہی ۔ کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی

جو ای عشق دریا سی ہو تجکو لاگ ۔ نکلنی لگی صاف پانیسی آگ

مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو ۔ لہو سی بہری ہر رگ سنگ کو

جلا دینی کو سرد و گرم ایک ہین ۔ بہا دینی کو سخت و نرم ایک ہین

جفا تجسی دنیا مین کوئی نہین ۔ بلا تجسی دنیا مین کوئی نہین

تجہی ہمنی ای عشق دیکہا وہ برق ۔ کیا تجکو آتش مین عاشق کو غرق

کسی کو کوئی شی دیکہاتا ہی تو ۔ اوسی اوسکا شیدا بناتا ہی تو

نہ رکہتی ہو گو حسن چندان وہ چیز ۔ نہین رہتی تیری سبب سی تمیز

تو جس جا پہ آتش فشانی کری ۔ جو فولاد بہی ہو تو پانی کری

کوئی تلوی سہلاتی تہی مہ لقا | سنگہاتی تہی اوسکو کوئی لخلخا

کوئی کہتی تہی دکہہ یہ کیونکر بہرون | جئی بادشہ زادی اور مین مرون

کوئی آہ مین کوئی زاری مین تہی | کوئی تہا بہی دل بیقراری مین تہی

طمانچون سی نیلی کسیکی تہی گال | کسینی کیا سینہ ماتم سی لال

کسی کی تہا ناخن سی چہرہ خراش | کسی کا جگر درد سی پاش پاش

کسی کا سخن تہا کٹاری جو پاؤن | تو کس روز سی کو کہہ پہ مین لگاؤن

بنا دل سبہونکا خلل کا محل | مصیبت مین تہا وہ محل کا محل

بیان کیجئی کب تلک گہر کا حال | سنو اب ذرا ماہ پیکر کا حال

آوارہ گردیدن ماہ پیکر در بادیہ عشق و محبت و رسیدن او در بیابان سبع و وحشت ناک و گریہ و زاری و آہ و بی قراری در فراق آن

فلک نے کیا یہہ ستم دوسرا | ہوا ایک ماتم مین غم دوسرا

ہوا جبکہ بدر الدجی کا یہہ طور | طبیبون نے نبض آ کی دیکھی بغور

کہا صدمے سی ہی تعب شاہ کو | نہین ہی یہہ غش بی سبب شاہ کو

یہہ باتین ہتین جو وہ ہوا ہوشیار | مگر اشک آنکہون مین دل بیقرار

سخن تہا زبان پر یہہ مردم کہ ہای | کدہر ڈہونڈہنی اب پدر تجکو جای

غرض دلکو تہا بی ہانسی اوٹہا | محل مین گیا اپنی بدر الدجا

ہتی آنکہون مین انسو تو چہرہ اوداس | گیا ماہ پیکر کی مادر کی پاس

کہا بیٹہی کیا ہو پسر گم ہوا | محل مین وہین اک طلاطم ہوا

کہا مان نی قسمت مری سو گئی | یہہ کہتی ہی سر پیٹا غش ہو گئی

زبس سانحا اک مصیبت کا تہا | محل مین عجب جوش رقت کا تہا

کوئی درد مین تہی کوئی غش مین تہی | کوئی غش مین اور کوئی ماتم مین تہی

کہڑی نوچتی تہی کوئی سر کی بال | پریشان کوئی کوئی خستہ حال

جہان غش مین تہی شاہزادی کی مان | ہوا مجمع اہل ماتم وہان

کہا تھا جو اوسنے وہی کر گیا | جدائی مین تصویر کی مر گیا

نظر آیا جب مشتری کا وصال | پھری اسطرف کو وہ خستہ حال

سرون پہ بہم خاک اوڑاتی چلی | سب اشکو مین اپنی نہاتی چلی

غرض شہر مین جب وہ داخل ہوئی | تپان اور بہی سینون مین دل ہوئے

گئی پاس بدر الدجی کی وزیر | گری اوسکی قدمو پہ غمکی اسیر

سر اونکی اوٹھاتی ہی بدر الدجا | ہوا آبدیدہ اور اونسی کہا

مرا ماہ پیکر کہان ہی بتاؤ | اوسی میری چھاتی سی لا کر لگاؤ

مرا نخل نوخیز سرو روان | کہان ہی کہان ہی کہان ہی کہان

وزیرون نی یون اوس سی تقریر کی | بیان کیا کرین بات تقدیر کی

وہ جنگل مین ای شاہ کہو یا گیا | وہ ذی رتبہ ذیجاہ کہو یا گیا

پہری ڈہونڈہتی ہم اوسی خوب خوب | نپایا ہوا چاند ایسا غروب

جو کچھ حال عشق اوسکا تہا کہہ دیا | سرسی وہ سب ماجرا کہہ دیا

یہہ بدر الدجی سنکی غش کر گیا | غش ایسا تہا گویا کہ وہ مر گیا

بہت چہانی اوسکی وزیرون نی خاک | سوار اور پیادی ہوی سب ہلاک

وہان کون کون اوسکا جویا نہ تہا | مگر یون گیا وہ کہ گویا نہ تہا

کسی کو نہ اوسکا ملا جب نشان | ہوی فوج کی سرنگون سب نشان

وہ شہزادہ جسوقت پنہان ہوا | تو نقارہ فوج نالان ہوا

ہوا اسکی نظرون مین عالم سیاہ | ہوی سب نشانونکی پرچم سیاہ

یہ کہتی تہی باہم امیر و وزیر | فلک نی کیا ہمکو غم مین اسیر

یہان سی جواب پہر کی ہم جاینگی | نہ منہہ شاہ کو اپنا دکہلاینگی

وہ مانگیگا اپنا جو دُرِّ خوش آب | تو کیا دینگی اوسکو ہم اسکا جواب

کہا ایک نی خیر چلتی تو ہو | مگر مشتری کو بہی ہمراہ لو

اوسینی دیا ہی یہ درد و الم | اوسینی کیا ہی یہ ہمپر ستم

کہا سب نی ہان بس یہی خوب ہی | یہ تدبیر ہمکو بہی مرغوب ہی

ٹہنی جب یہ اونکی دلِ زار پر | تو دوڑی گئی سب کی سب غار پر

پڑی مشتری پر جو سبکی نگاہ | تو دیکہا کہ لی دار فانی کی راہ

۶۰

گرا شاہزادہ تیری پاؤن پر
مگر دل ترا سخت ہی کس قدر

تجھی حیف کچہ بہی حمیت نہین
تجھی بہی مروت نہین

تری پاس ہین دو شبیہین یہ جو
مناسب ہی دی ایک شہزادیکو

بہونکی کہی سی جو آئی حیا
کہا مشتری نی بہلا جی بہلا

یہ تصویر دیتا ہون پہچان لو
میری جان بہی جائیگی جان لو

وہین ایک تصویر لی ہاتہہ مین
غرض ماہ پیکر کی دی ہاتہہ مین

اودہر تو ہوا شاد یہ ماہ وش
اودہر مشتری ہوگیا غمسی غش

کلیجی سی لپٹا کی تصویر یار
ہوا اپنی گہوڑیکی اوپر سوار

کہا دلسی اب چہوڑ دی اپنا گہر
یہ تصویر جسکی ہی چل تو اودہر

بہت دہیان گہر کا نہ تہوڑا کیا
وہین اپنی گہوڑیکو کوڑا کیا

رقم کیا کرون اوسکی مین جست و خیز
چلا مثل صرصر وہ چالاک و تیز

روانہ عقب مین ہوئی گو کہ فوج
پکڑ سکتا ہی کون دریا کی موج

غرض جبکہ گہوڑا روان ہوگیا
نگاہونسی سبکی نہان ہوگیا

اودہر پڑ گئی آنکھہ اوسپر ذرا | ادہر کہا کی غش ماہ پیکر گرا
ہوا صدمہ ایسا دلِ چاک پر | بڑی دیر تک غش رہا خاک پر
محبت کا آخر اثر ہوگیا | کہ تصویر کا دل مین گہر ہوگیا
ہوا غش سی جسوقت وہ ہوشیار | تو جیرتمین تہا آپ تصویر وار
ہوئی جمع جب کچہ کچہ اوسکی حواس | کہا وہ شبیہین تمہاری ہین پاس
عوض مین اگر جان چاہو تو لو | مگر مجکو بہی ایک تصویر دو
جو اسپر لڑوگی لڑونگا ضرور | مگر ایک تصویر لونگا ضرور
بہت تہا جو دلگیر و خستہ جگر | تو وہ مشتری کی گرا پاؤن پر
گرا پاؤن پر یہہ ادہر نیک خو | تو وہ ہوا اوسطرف فوج کو

زبس شاہزادیکو غصا ہوا | ہوئی سکو تشویش یہ کیا ہوا

وزیرون نی دیکہا جو ہین جہانبکر | گرا دیکہا شہزادیکو پاؤن پر

نہ باقی رہی اون وزیرونکو تاب | اوٹہایا اوسی پاؤنپرسی شتاب
کہا مشتریسی کہ مردِ خدا | بہی چاہئی کچہ مروت حیا

ومشتری شدن آن هردو تصویر سراپا تنویر برای ملاحظه ومشاهده و عاشق شدن ماه پیکر بر تصویر ملکه سمین

سنا ماہ پیکر نی جب یہہ کلام | کہا ای برادر ذرا اوسکو تہام
کوئی شکل ایسی نہین زینہار | کہ کردی نہ آسان پروردگار
زمانہ مین ہر شی کی تدبیر ہے | دکہا مجکو کیسی وہ تصویر ہی
وہ بولا دکہلاؤنگا ای حبیب | کہین تم نہو جاؤ میری رقیب
اوسی مین سمجہا ہون جانِ جہان | بجای اگر دلمین کہون نہان
کہا ماہ پیکر نی نادان ہے | عجب عقل کا تو کچہ انسان ہی
ابہی تو نی خود یہ کیا ہی بیان | کہ لاکہون نگاہ ہوتا ہی مجمع وہان
نظر اوسپہ کرتی ہی خلقِ خدا | اگر مینی تصویر دیکہی تو کیا
جب اسطور سی اوسکو قائل کیا | تو مطلب جو تہا اوسکو حاصل کیا
کہلا جب وہ صندوقچہ ایکبار | نکالی غرض اوسنی تصویر یار

یین اب گو کہ مردیسی کم زور ہون — مگر جان لی زندہ در گور ہون

اسی ڈہنگ تہی مجکو ہستی ملی — اوسی ماہرو سی یہ پستی ملی

ذقن کی زبس چاہ ہی ہر زمان — پسند اس لئی ہی مجہی یہ کوان

ہون اوس افعی زلف کا دردمند — کہ منہہ اژدہی کا کیا ہی پسند

تصور میں ہین وہ مژہ نوک دار — میری لمین کہٹکی نہ کیون غم کا خار

کئی دنسی ہی انس اوس عارسی — سر اپنا پٹکتا ہون کہسار سی

زبس میری معشوقہ ہی سنگدل — کیا سخت جانی نی مجکو خجل

ستم دلپہ کیا کیا گذرتا نہین — مگر حیف صد حیف مرتا نہین

یہ صندوقچہ ہی جو ای نوجوان — یہی روح میری یہ تعویذ جان

کہ تسکین دل کی یہ تدبیر ہی — اسیمین ہر اک اوسکی تصویر ہی

بہت عشق کرتا ہی جب بیقرار — تو مین دیکہہ لیتا ہون تصویر یار

بہلا تو کریگا میری کیا دوا — اسی درد کو کہتی ہین لا دوا

شنیدن ماہ پیکر این قصہ پر غصہ از مشتری

ہر اک انکھ کو سیر سیری ہوئی | مگر چشم دل کی نہ سیری ہوئے
کہا دل نی اک اور نقشہ اوتار | کہ اون دونو پر چشم و دل ہون نثار
یہ بات اپنی مطلب کی جب دم سنی | تو تصویر لیلیٰ کی دوسری
زبس بیٹھی تہی سیمتن بی نقاب | شبیہین وہ دونو تہین لاجواب
کیا عشق سرکش نی جو مضمحل | تو تصویر و نسی چاہی تسکین دل
مجہی عشق حد سی زیادہ ہوا | مصمم یہ میرا ارادہ ہوا
چلو پیچلی اب جدہر اسکی چاہ | کو ہین پہ چلو ہی اگر اسکی چاہ
کسی طرح اوسکو چہڑا لائی | یہان اوس جوان کو اوڑا لائی
یہ ٹہرا کی یکسو ہوا مین روان | رہا مین تجسس مین سون وان
بہت خاک چہانی بہت مین پہرا | ملا پر نہ رستہ پرستان کا
مین اس راہ مین کیون نہ ہوتا تباہ | خضر جو نظر آئی گم گشتہ راہ
زبس زندگی ہو گئی مجکو شاق | ہوا موتسی وصل کا اشتیاق
کہ ناگاہ یہہ غار آیا نظر | مین اسمین گرا تبرسی جان کر

اوٹھائی غرض صدمہ ہای کثیر ‏ ‏ ‏ گیا شب کو مرمر کی مینی اخیر

مجھی جب کیا درد و غم نی ہلاک ‏ ‏ ‏ گریبان سحر کا ہوا چاک چاک

ہوا طائرِ دل مرا جب کباب ‏ ‏ ‏ تو پیدا ہوا بیضۂ آفتاب

شباہت تھی مہر پرانوار مین ‏ ‏ ‏ تو تسکین ہوئی یاد رخسار مین

غرض ہو گئی جب سحر آشکار ‏ ‏ ‏ سر شام کا پھر ہوا انتظار

خدا نی کیا وقت وہ بھی قریب ‏ ‏ ‏ وہ جسوقت ہوتا تھا جلوہ نصیب

تو مین وہ گھڑی سب سی پہلی گیا ‏ ‏ ‏ مین خود کیا گیا مجکو دل لی گیا

وہان پہونچا جسوقت ناشاد کام ‏ ‏ ‏ سوا روز اول سی تھا ازدحام

دریچہ وہ یکبار وا ہو گیا ‏ ‏ ‏ و مین ہوش سب کا ہوا ہو گیا

نظر آگئی اسطرح وہ نگار ‏ ‏ ‏ گئی دفعتہ صبر و ہوش و قرار

بہت خون عشاق کی تھی اُمنگ ‏ ‏ ‏ کہ تھا جسم کی جوڑ یکا سُرخ رنگ

وہ یون سرخ جوڑے مین تھی اسکی تاب ‏ ‏ ‏ کہ جیسی شفق مین عیان آفتاب

غرض کھینچی تصویر چالاک و چست ‏ ‏ ‏ کہ سامان سب کر رکھا تھا درست

بہت شہریار و امیر و وزیر — ارادی یہ نکلی ہین ہو کر فقیر

غرض کونسا دکہہ اوٹہایا نہین — کہین ٹہکانا وہ پایا نہین

سنی شرط مین جب ایسی کڑی — خدایا د آیا مجہی اوسگہڑی

یہہ بچپن سی حاصل کیا تہا کمال — کہ بنہ مصور یہی بی مثال

مری دل نی تحریک کی بار بار — کہ تصویر اس نور کی تو اوتار

جو تر بوس زمین پر نظر جا پڑی — تو پایا سب اسباب چہرہ کشی

جو یکسو ہی خاکی تو یکسو قلم — لیا الغرض ہاتہہ مین مو قلم

قلم مین جو مینی بہرا اپنی رنگ — فلک کا ہوا ہوا اور رنگ

کہ وقت نشست اوسکا آخر ہوا — اوٹہی نازہ انداز سی مہ لقا

تڑپتی ہی گذری مجہی ساری رات — بجز گریہ و آہ کی کچہہ نہ بات

طبیعت ہر اک لحظہ بی صبر تہی — کہ وہ شب تب اول قبر تہی

سیاہی کا اوسکی کرون کیا بیان — خدا اوس سی کرتی تہی زلف تان

یہہ تہا طول شب کو کہ اک اک گہڑی — قیامت کی سی کہین تہی بڑی

یہانکا جو ای شخص سلطان ہی | یہ دختر اوسی شاہ کی جان ہی

جو وصلت کا دیتا ہی اسکو پیام | یہ مہ پارہ ہوتی ہی یون ہمکلام

عبث تجکو ہی مجسی شادیکا دھیان | تجھی چاہیی نا ہر اویکا دھیان

مگر ہان مری اسمین اک شرط ہی | کری جو کوئی شرط کو میری طی

روا جس کسی سی میرا کار ہو | وہ مالک میرا ہو وہ مختار ہو

سو وہ شرط یہ ہی سن ای نوجوان | پرستانمین ہی اک بڑا سا کنوان

کہین اوسکا وسعت مین ثانی نہین | کنوان ہی مگر اوسمین پانی نہین

پری زندہ جسکو بچائی خدا | کنوئین مین ہی سو طرحکی بلا

ہی اک نوجوان اوس کنوئین مین اسیر | خطا کچھ ہوئی جو ہوا دستگیر

ہی اوس چاہ پر ایک سنگِ گران | کہ اک دیونی رکھہ دیا ہی وہان

سو میرا یہ مطلب ہی اور مدعا | کری جو کوئی شخص اوسکو رہا

مشقت سی آئی نہ وسواس اوسی | رہا کر کی لائی میری پاس اوسی

یہ جس شخص سی کام سارا بنی | وہ مختار و مالک ہمارا بنی

یہ اعجاز اوس سیہ تمائل مین ہی — کہ اندھو ہوئی ہی دیدہ دلمین ہی

بہت تاجدار آکی بسمل ہوئی — بہت رستم وقت گھائل ہوئے

یہان کون کون آکی تڑپا نہین — کسی پر اسی رحم اصلا نہین

بہت عشق سی دل کیا آشنا — یہ ناآشنا ہی یہہ نا آشنا

ہوی یاس سمجھایہ مین دل کباب — کہان بچہ تیرا کہان آفتاب

یہ چرخ چہارم پہ نوبجاہ ہی — بہت ہاتھہ دامن سی کوتاہ ہی

کہا مینی نام اوسکا ظاہر کرو — جو ماہیت اسکی ہی ظاہر کرو

وہ بولی کہ یہ جو گل اندام ہی — تجھی نام سی اسکی کیا کام ہے

اگر اسپہ دل مبتلا ہووی گا — تو حاصل بجز درد کیا ہووی گا

مگر تو نی دی ہی جو ہمکو قسم — تو سن لی بتاتی ہین نام اسکا ہم

جو ہی نام اوسکا وہ ظاہر نہین — کوی اسم اصلی سی ماہر نہین

ولی نام اوسکا جو مشہور ہے — بتاتی ہین تجھی تا یہ مطلب ہو طے

صباحت مین یکتا ہی سارا بدن — اسی اس لئی کہتی ہین سیمتن

غرض دلسے جب مینے پایا جواب — تو انکھونسے اپنے کیا یہہ خطاب

چلون کسطرف مجکو دکھلاؤ راہ — وہ بولین چلو جسطرف پاؤ راہ

ہمین نور کامل سے ہے خیرگے — نہین سوجھتا کچھہ بجز تیرگے

کہا پاؤنسے لیچلو تم مجھے — وہ بولے کہ ثابت قدم ہم ہوے

اسی قصر کے پاس ہم اڑگئے — کہ اب میل کی شکل سے گڑگئے

تمام اپنے اعضا سے پایا جواب — ہراک عضو کا ایکسا تھا جواب

کھڑے تھے کئے شخص جو میرے پاس — کہا مینے اونسے یہہ ہوکر اداس

قسم تمکو دیتا ہون مین بیدیار — دریچے مین ہے یہہ جو نور آشکار

یہہ بے بیدہا موتی ہے کس درج کا — ستارا یہہ ہے کونسے برج کا

تمہین اسکا معلوم کچھہ بھید ہے — کہ کوٹھے فلک کا یہہ خورشید ہے

سبھون نے کہا کھینچ کر آہ سرد — کہ درمان نہین جسکا ہے یہہ وہ درد

جلایا ہے جسنے یہہ وہ نور ہے — یہہ وہ چاند ہے جسسے جو دور ہے

ہے اس چاند کی ساری دنیا چکور — سب اسپر فدا ہین چہ بینا چہ کور

دہن مین ہوئی جمع چارونطرف ٥٠ غرض آب دُرسی بہرا وہ صدف
صدف کی تو تاثیر ہی آشکار بنی آب دُرسی دُرِ آبدار
غرض جب کہ اک دُر درخشان ہوا دہن مین جو ہتی نام دندان ہوا
عجب دست رنگین تہا اوس ماہ کا کہ مرجانکا پنجہ فدا ہو گیا
ضیا سی بظاہر تہا سینہ بہرا مگر صاف باطن مین کینہ بہرا
وہ باہین ستمگار تہین گول گول گہٹی نور سی جسکی ہیریکا مول
کلائی کو یہہ نازکی ہتی حصول وہ لچکی جو پہونچی دہان ایک بل
عجب تہا کف پا مین نور آشکار کہ تہا پنجہ خورشید کا شرمسار
وہ ہتی ساق اوس حور تمثال کی کہ ہر ساق عرش اوسنی پامال کی
غرض شکل دیکہی جو اوس ماہ کی نظر آگئی قدرت اللہ کی
کہا مینی دل سی کہ مجکو سنبہال کہا دل نی مین خود ہوا پایمال
کہا مینی سودیکا اک جوش ہے کہا دل نی بندہ بہی بیہوش ہی
کہا مینی دل سی بچالی مجہی کہا دل نی کہتی ہین بچنا کسی

دریچہ اگر طور تہا نور کا — جبین مین عیان نور تہا طور کا

ستی بہی نہین طور کی نردبان — تہی بینی اوسی نور کی نردبان

غضب اوسکی پلکونکی تہی نیشتر — پہدی جسنی لاکہون ہی دل نیشتر

یہ کامل اوس مہر کی تہی جبین — مہ نو تہی ابرو شک اسمین نہین

تر و تازہ رخسار جوبن بہری — کہ گل بہی نضارت تصدق کری

حلب کی وہ آئینی تہی لاجواب — کہ منہہ دیکہتی تہی کہڑی شیخ و شاب

رخ آئینی سی صاف وہ چند تہا — یہان طوطی آئینہ بند تہا

فدا غبغب سرخ پر تہی سیبہی — تصدق تہا قامت پہ سرو سہی

یہ تہا لاجواب اوس زنخدانکا سیب — کہ ہو باغ فردوس کی اوسسی زیب

لب سرخ سی گرد یاقوت تہا — وہ تہی لال اور زرد یاقوت تہا

یہ دانتونکا پایا ہی مضمون بنا — تصور مین آیا ہی مضمون بنا

ہوا آگاہ مضمون نایاب سی — کہ موتیکی خلقت جو ہی آب سی

دہن کی تعشق مین آئی نہ تاب — جدا موتیون سی ہوئی آب و تاب

وہ رخسار سرخ اوسکی تھی تمثال — کہ گل زرد ہو اوسی ملکر گلال

وہ لب اوسکی دونون تھی قند و شکر — چمٹتی تھی باتون مین بایکدگر

نزاکت کو موئی میان باندہ لائے — دہن ڈھونڈہی تو خود عدم کہو جائے

جو سن پائے نور بیاض گلو — خط صبح صادق کری جستجو

وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر — حباب اوسمین تھی جلوہ گر

جو قد دیکھی محشر اوسی آئی یاد — قیامت ہی قامت کی اک خانہ زاد

کیا وصف گو اوسکا ای شہریار — مگر دلکو اسپر نہین ہی قرار

کرون پھر سراپا کی توصیف مین — کرون دوسری طرح تعریف مین

ہر اک آنکہ تھی اسقدر سحر کار — کہ شاگرد ہون سامری سی ہزار

یہ اونسا تھا سحر اور اوسمین فن — کبہی تہین وہ نرگس کبہی تہین ہرن

نظر آئی ابرو کی ایسی حسام — دل رستم و سام جنکی نیام

جو دیکھی کوئی ابروئی متصل — ہمیشہ رکہی طاق نسیان پہ دل

یہ اک اور تشبیہ آئی پسند — وہان دو طرف تہا رخونکا بلند

دیا پیچ مین لائی جان جہان ۔ دل روشن عاشقان جہان

کمند اوسکی گیسو تھی یا جال تھی ۔ کہ بندی دل فارغ البال تھی

عجب اوسکی چتون تھی عالم فریب ۔ دلونکو جو دیتی تھی ہر دم فریب

جدھر پڑگئی نور آگین نظر ۔ تو فی الفور بجلی گری جانون پر

ہنسی مین نمایان جو دندان ہوئی ۔ تو تبیں تاری درخشان ہوئی

نظارا اوس ابروی خمدار کا ۔ بلاشبہہ کہانا تھا تلوار کا

ہزارون اوس ابرو کی تلوار سی ۔ شہ لافتی کی مدد سی بچی

وہ پیشانی صاف تھی نور کی ۔ کہ زہرہ سہیل اوسکی دو مشتری

وہ دلچسپ گیسو کی وہ جال تھی ۔ اسیر اوسکی سب فارغ البال تھی

جو خوشبو کو پوچھون تو دن تھہ تھا ۔ وہ عنبر شکن تھی وہ نافہ کشا

نہ کچھہ مشک کا رتبہ زنہار تھا ۔ کہ تاتار گیسو کا ہر تار تھا

کوئی چوٹی دیکھی تو یہہ چوٹ کہائی ۔ نہ سر زانو غمسی ہرگز اٹھائی

چمک گوہی موباف کی کیا کہی ۔ کہ نور اوس سی خود کہکشان مانگ لی

پڑی تھی جو چلمن کا یک بند ہی · کسی تاب تہی یہہ جو دیکہی کوئی

کلیجی پہٹی دل دہڑکنی لگی · وہ سب مردم آنکہین جہپکنی لگی

غرض قدرت حق ہویدا ہوئی · کہ اک نازنین وہین پیدا ہوئی

بچہی تہی جو کرسی جواہرنگار · کہ غش اوسکی الفت مین تہا بیقرار

وہ مہ پارہ اوسپر ہوئی جلوہ گر · وہ یا حور فردوس آئی نظر

بدن مین وہ تہا زعفرانی لباس · کہ خود زعفران جسکی آگی اوداس

جو کہتا ہون مین سچ سمجہہ اسکو تو · مہکتی تہی کوسون تلک اوسکی بو

یہہ تاثیر رنگت کی تہی آشکار · ہنسی تہی تہی لوگ بی اختیار

ورق مہر ہو کہکشان ہو قلم · تو ہو وصف ملبوس جسکی رقم

کرون شکل زیبا کا کیا مین بیان · کہ حیرت مین استادہ تہا اک جہان

کیا آنکہین ملکر جو سینی خیال · شب تار عشاق تہی سرکی بال

ہویدا تہی موتی ہر اک تار مین · کہ جیسی ستارے شب تار مین

نہ تہی سرکی بالون مین لولو عیان · کہ تہی سنبلستان مین جگنو عیان

کروں قصر عالی کی تعریف کیا — کہ روز اوسپہ ہوتا ہی گردوں فدا

نظر جب پڑی اوسکی دیواروں پر — تہی ایک خشت سیم ایک تہی خشت زر

جلائی جو موتی تو چونا ہوا — وہ چونا پہرا نور دونا ہوا

وہاں ایک دریچہ دیکہائی دیا — دریچہ وہ تہا قصر فردوس کا

دریچی پہ تہی ایک چلمن پڑی — کہ ہر تیلی اوسکی زمرد کی تہی

بیان کیا کروں تجہسی ای شہریار — دریچی پہ میرا ہوا دل نثار

غرض قصر کی پاس جو جو گئی — دریچی کی نیچی کہڑی ہو گئی

کوئی دو گہڑی دن جو باقی رہا — تو چلنی لگی ٹہنڈی ٹہنڈی ہوا

کہوں کیا ستم جو کہ برپا ہوا — دریچہ وہیں قصر کا وا ہوا

وہ جو تہی زمرد کی چلمن پڑی — ہوئی دفعۃً اوسمیں بہی روشنی

ہوا اسکو معلوم بی اشتباہ — ہری دہانو میں کہیت کرتا ہی ماہ

کوئی در وہیں تہا کوئی غم میں تہا — مگر میں تو سکتی کی عالم میں تہا

چہپا جیسکہ زیر زمیں آفتاب — تو چلمن سی پیدا ہوا ماہتاب

جو ہین کوس بہر راہ طی کر چکا | مجہی ایک پہانک دیکہای دیا

بلندی مین اوسکی کرون کیا بیان | زمین پر وہ تہا دوسرا آسمان

پہوپر عجب رنگ کی تہی بہار | کہ جسطرح مینی کا رنگ آبدار

رواں وہ چمن تہی لاکہون ہی مرد وزن | جو پوچہا کہا ہی ہمارا وطن

جب اصرار اسم وطن مین کیا | کہا نام ہی شہر مہر انجلا

ہمارا جو سلطان ہی رشک ماہ | اوسی خلق کہتی ہی خورشید شاہ

نظر آئی ہم جنس جب جابجا | وہین سجدہ شکر مینی کیا

غرض دل جو آیا مرا لہر مین | تو داخل ہوا مین بہی اوس شہر مین

بڑہا جب تو دیکہا عجب ماجرا | کہ میلہ سا ہی اک جگہہ پر لگا

مگر ہی وہ میدان ایسا بڑا | کہ صحرای محشر سی ہی کچہہ سوا

تو مین دل مین سمجہا کوئی عید ہی | یہ مجمع جو ہی قابل دید ہی

کئی لاکہہ جب آدمی ہو چکی | تو سب ایک جانب ہانسی چلی

ہوا مین بہی ہمراہ اونکی رواں | تو اک قصر عالی ملا ناگہاں

تو

وگرنہ یہان تو بھٹکتا مدام   اسی دشت مین سر پٹکت مدام
کہا اوسنی مینی بصد انکسار   کہ اجرا سکا وہی آپکو کردگار
پراب نام اپنا بہی بتلائیے   وہ گبران کہان ہی یہ فرمائی
کہا میر اغفران جادو ہی نام   اسی دشت مین ہی مرا بہی مقام
جو گبران جادو ہی ای بیوطن   مین ہون بہائی اوسکا وہ میری بہن
بدل وہ عدو ہی مری جان کی   خدا تہا جو حامی نہ کچہہ کرسکی
کہا مینی غفرانسی یون بہرکی آہ   نکالو مری گہر پہنچنی کی راہ
جو بتلاؤگی راہ ای نامدار   تمہین خضر سمجہونگا مین بی دیار
وہ بولا کہ چل کار داور کرون   طلسماتسی تجکو باہر کرون
غرض آگی آگی ہوا وہ سوار   چلا مین پس پشت ای نامدار
زمین طی ہوئی جب طلسمات کے   تو غفران جادو نی یہ بات کی
طلسمات کی حد ہوئی اب تمام   لی اب جا خدا حافظ ای نیک نام
گلی ملکی آپس مین بایک گر   وہ غائب ہوا مین لگا راہ پر

لگی چوکڑی بھرنے وہ ایکبار | اوٹھایا غرض مینے بھی راہوار

ہوا اسقدر تیز گھوڑا روان | کہ آنکھونسی لشکر ہوا سب نہان

زبس صید سے منہہ نموڑا گیا | پہر بہر مین سو کوس گھوڑا گیا

گیا ایک باین طرف بیقرار | مگر دوسرا سامنے تھا فرار

ہوا تھک کی اک جاپہ وہ بھی کھڑا | وہین تیر کاری میرا بھی پڑا

وہ آہو زمین پر گرا تیر سے | بڑھا ذبح کرنیکو شمشیر سے

رہا اک قدم بھر کا جب فاصلا | وہ آہو نظر سے نہان ہوگیا

ہویدا اچھلاوے کی حالت ہوئی | تو کچھ خوف کچھ مجکو حیرت ہوئی

اکیلا کھڑا رہ گیا مین وہان | کدھر اب وہ خادم وہ لشکر کہان

گھڑی بھر نہ گذری تھی اَے شہریار | کہ ظاہر ہوا اک وہان شہسوار

کہا اوسنے افسوس اے نوجوان | طلسمات مین آگیا تو کہان

یہ گبران جادو کی ہے سحر گاہ | پھنسی جو رہی عمر بھر وہ تباہ

مقدر ترا اے جوان خوب تھا | کہ مین اتفاقاً ابھی مل گیا

وہ بولا جوانمرد جو ہین مدام | وہ دو راہ خدا کا بھی کرتی ہین کام

رہی آپ دل فارغ البال مین | رہون تیری ہمراہ ہر حال مین

بدل آجسی مین ہون تیرا شریک | اعانت کری وحدہ لاشریک

غرض مشتری نی کہا بھر کی آہ | کہ تہا شہر تابان میرا تخت گاہ

وہان حکمرانی مین تہا صبح وشام | مری حکم مین تہی رعایا تمام

گذرتی تہی ہرآن راحت کی ساتھہ | بسر کرتا تہا عیش وعشرت کی ساتھہ

مگر کرتا تہا سیر صحرا ضرور | نکل جاتا تہا شہر سی دور دور

گیا ایکدن مین جو بہر شکار | نظر آیا ناگاہ اک سبزہ زار

یہ وحشت سی معمور وہ دشت تہا | دہڑکتا تہا دل آہوئی وہم کا

جو مین تیر بہر آگی بڑہ گیا | تو یہ ایک جہاڑ مین دیکہا مزا

کہ اک جوڑ آہو کی ہی جنگ مین | بڑہا صید کی مین جو آہنگ مین

تو اک ہرنی پاس اونکی آئی نظر | یہ مین سمجہا کہ جنگ اسی مادہ پر

سم بادپا کی جو پائی صدا | وہین ہوگئی دونو آہو ہوا

کوئی میری صد مونسی محرم نہین | بہ | کہین داغ کا دلکی مرہم نہین
میرا دل ہی ای یار دمساز عشق | ہٹا دی بہو نکو تو سن راز عشق
عجب کیا جو درمان ہو تو درد کا | بڑا حوصلہ ہوتا ہی مرد کا
کہا شاہزادی نی سب سی خطاب | یہانسی ہٹین جتنی ہین شیخ و شاب
یہ سنتی ہی ہر شخص ہٹ ہٹ گیا | فقط شاہزادہ تہا آپ تہا
کہا ای بتا پہلی تو اپنا نام | اور اس غار مین کیون کیا ہی قیام
ہوئی دلسی کم جب چمک درد کی | کہا نام تو ہی میرا اشتری
سن ای نوجوان حال سارا میرا | کہ ہی چرخ مین کیون ستارا میرا
مصیبت زدہ ہون جفا دیدہ ہون | مین رونیکو سر تا پا دیدہ ہون
مثل ہی کہ کوئی کسیکا نہین | یہان اصل ہی کوئی میرا نہین
نہ رکہتا ہون یاور کہ تسکین دی | کچہ اپنی کہی یا وہ میری سنی
مگر ایک تو آگیا ہی یہان | کہ پرسان ہوا ہی میرا ای جوان
ادہر سی کوئی راہ چلتا نہین | کوئی جانور بہی نکلتا نہین

وہ بولا جو امر وجو ہین نام | وہ وہ راہ خدا کا بہی کرتی ہین کام

یہی اب دل فارغ البال مین | رہون تیری ہمراہ ہر حال مین

بدل آجسی ہین ہون تیرا شریک | اعانت کری وحدہ لاشریک

غرض مشتری نی کہا بہر کی آہ | کہ تہا شہر بابان میرا تخت گاہ

وہان حکمرانی مین تہا صبح وشام | مری حکم مین تہی رعایا تمام

گذرتی تہی ہر آن راحت کی ساتہہ | بسر کرتا تہا عیش وعشرت کی ساتہہ

مگر کرتا تہا سیر صحرا ضرور | نکل جاتا تہا شہر سی دور دور

گیا ایکدن مین جو بہر شکار | نظر آیا ناگاہ اک سبزہ زار

یہ وحشت سی معمور وہ دشت تہا | وہ پڑ کیا تہا دل آہوی وہم کا

جو مین تیر بہر آگی بڑہ گیا | تو یہ ایک جہاڑ مین دیکہا مزا

کہ اک جوڑ آہو کی ہی جنگ مین | بڑہا صید کی مین جو آہنگ مین

تو اک ہرنی پاس اونکی آئی نظر | یہ مین سمجہا ہی جنگ اسی مادہ پر

سم باد پا کی جو پائی صدا | وہین ہوگئی دونو آہو ہوا

کوئی میری صد مونسی محرم نہین | کہین داغ کا دلکی مرہم نہین
میرا دل ہی ای یار دمساز عشق | ہٹادی سبہونکو توسن راز عشق
عجب کیا جو درمان ہو تو درد کا | بڑا حوصلہ ہوتا ہی مرد کا
گیا شاہزادی سب سی خطاب | یہانسی ہٹین جتنی ہین شیخ وشاب
یہ سنتی ہی ہر شخص ہٹ ہٹ گیا | فقط شاہزادہ تہا یا اسپ تہا
کہا ای بتا پہلی تو اپنا نام | اور اس غار مین کیون کیا ہی قیام
ہوئی دلسی کم جب چمک درد کی | کہا نام تو ہی میرا شستری
سن ای نوجوان حال سارا میرا | کہ ہی چرخ مین کیون ستارا میرا
مصیبت زدہ ہون جفا دیدہ ہون | مین ونیکو سرتا پا دیدہ ہون
مثل ہی کہ کوئی کسیکا نہین | یہان اصل ہی کوئی میرا نہین
نہ کہتا ہون یاور کہ تسکین دی | کچہ اپنی کہی یا وہ میری سنی
مگر ایک تو آگیا ہی یہان | کہ پرسان ہوا ہی میرا ای جوان
ادہر سی کوئی راہ چلتا نہین | کوئی جانور بہی نکلتا نہین

پہاڑ یکی نزدیک جب وہ گیا | نظر آیا اک غار وحشت بھرا

نہاں اوسمیں ہی اک جوان رشک ماہ | ملول و حزین بیقرار و تباہ

بدن سخر و منہہ زرد چہرہ پہ گرد | یہ لب پر کہ پایا نہ درمان درد

کہیں عمر کا جام لبریز ہو | کہ طی ظلم عشق جنون خیز ہو

سخن ماہ پیکر نی جب یہ سنا | وہیں ناوک غمزی کی دلمین جا

کہا اوسنی ای شخص تو کون ہی | وہ قاتل ترا جنگجو کون ہی

بیان اپنا احوال کردی ذرا | تو کس کوہ الفت کی نیچی دبا

جواب اس نی باتکا دی شتاب | کیا دلکو کس شعلہ رو نی کباب

یہ سنکر ذرا آنکھہ کی اوسنی وا | کہا مین بری کھہ مین ہون مبتلا

نہ اصرار کر میری احوال مین | کہین کوہ و صحرا نہ جلنی لگین

یہ سنتی ہی گھوڑی سی اترا وہ ماہ | سرہانی گیا کھینچا دلسی آہ

پکارا کہ تجکو خدا کی قسم | تری دلپہ گذری ہین کیا کیا الم

کہا سبکو رخصت کرای نوجوان | تو تجھسی کہون عشق کی داستان

زیادہ ہوئی اشتہا اوسکو جب — کیا شاہزادی نے خاصہ طلب

غرض نوش جب کرچکا وہ طعام — مسہری پہ لیٹا بعیش تمام

کہ ناگہ سنی اک صدا دردناک — دل انس و جن جسنے ہو چاک چاک

ہوا ماہ پیکر وہین بیحواس — وزیر ونسے بولا وہ ہوکر اداس

منگاؤ خبر کون کرتا ہے آہ — یہ آواز غم دلمین کرتی ہے راہ

یہ جسکی ہے آواز حسرت بھری — ملی وہ تو اوسکی کرون دلبری

چلے حکم سنتے ہی سب ایکبار — جو اسپیں پیک اور پیادے سوار

پھرے ڈھونڈھتے جب اونسے ناگہان — نظر آگیا سبکو اک نوجوان

پہاڑ ایک ہے اوسمین ہے ایک غار — اور اوسمین ہے اک نوجوان بیقرار

خبر سنکے یہ ماہ پیکر کو دے — کہ اک شخص پر ہے کچھ آفت پڑی

دل اوسکا بڑے یاس و حسرت مین ہے — غم و درد و رنج و مصیبت مین ہے

یہ سنتے ہی گھوڑے پہ ہوکر سوار — کیا کوہ کی سمت اوسنے گذار

پہاڑ ایک چھوٹا سا آیا نظر — چلا اوسطرف جلد وہ نامور

نقیبوں کی یہ بات زیبِ دہان — بڑی عمر و دولت بڑی عز و شان

دعا دیتی تھی دیکھہ کر خاص و عام — سلامت رہی شاہزادہ مدام

لٹاتی تھی زر تھی جو ہمرہ وزیر — اوٹھاتی تھی وہ زر غریب و فقیر

غرض جب وہ باہر ہوا شہر کی — اوسی کوہ و صحرا نظر آگئی

جو اونکا فوراً ہوا دلمین جوش — اوڑی طایروں کیطرح اونکی ہوش

پکارا پھین پھرین سب ایکبار — اوڑا جاتا ہی مفت میرا شکار

یہ سنتی ہی لشکر اوسی جا رکا — بڑہا ماہ پیکر کچھ آگی ذرا

پرندونکا جب کر چکا وہ شکار — چرندونپہ جولان کیا راہوار

کئی صید سب قسم کی جانور — نہ جیتا بچا ایک بھی شیر نر

کئی شیر چورنگ شمشیر سی — بچا تیغ سی تو گرا تیر سی

نہ پاڑھا بچا اور نہ چیتا بچا — کوئی جانور بھی نہ جیتا بچا

ہوا سیر جب صید سی وہ جوان — تو خیمی مین آیا بصد عز و شان

دو بالا ہوا اوستی خیمہ کا جاہ — وہ خیمہ بنا نور سی برج ماہ

کمان کاندہی پر دیکہہ کر شیخ و شاب　　پکاری کہی قوس مین آفتاب

غرض تب وہ سب اسلحہ سج چکا　　ہوا اسپ تازی پہ جلوہ نما

چلا پہیر کر جب کہ وہ راہوار　　تو تہی گرد امیران عالی وقار

معرق ہر اک سانڈنی پیش پیش　　کہ اک الف سی تہا شمار اونکا بیش

ہزارون زرہ پوش اسوار تہی　　لئی خاصیان خاصبردار تہی

بنی وردیان مختلف زیب تن　　نگاہونسی گذرا چمن کا چمن

بیان کیا کرون اوسکی لشکر کا حال　　ہر اک نوجوان شیر دل خوش جمال

وہ نقارہ ہاتہی پہ اون سبکی بعد　　کری ابر مین جیسی آواز رعد

سمان صبح کا روشنی کا ظہور　　درختون پہ نغمہ سرا تہی طیور

تہی مشتاق شہزادیکی مرد و زن　　در و بام پہ جمع تہی مرد و زن

کوئی کہتا تہا شاد مین اب ہوا　　کسینی کہا دل کا مطلب ہوا

الہی سلامت رہی شہریار　　ہمیشہ ہو اس نخل نو پر بہار

زر سرخ ہوتا تہا اوسپر فدا　　قدم با قدم مثل باد صبا

کہ جسطرح بیٹہ اسکی ای ظفر — اسیطرح دکہلای منہہ آنکر

پہیون پانی شہزادی پروارکی — کرون کونڈی مین پہر دیدار کی

وہ جسدم محل سی روانا ہوا — تو دل تیر غم کا نشانہ ہوا

لبی اپنی ساتہہ اوسکو بدرالدجا — جو دیوانخانی مین داخل ہوا

رکہا سر پہ تاجِ جواہر نگار — درخشان و تابان وہ تہا مہروار

جو خورشید کو اپنی اوسی ملای — سر چرخ چارم ہی گردش مین آئی

ڈنڈون پر سجی نورتن لاجواب — نوین آسمان تک گئی آب و تاب

جو پہنی ہی مخمل کی اودی قبا — تو سب سمجہی بدلی مین چاند آگیا

لپیٹا کمربند وہ زرنگار — کہ جسپر جواہر کا بالکل تہا کار

کمربند مین کار ہیرکیا تہا — گلی مین بہی ایک ہار ہیرکیا تہا

حمائل وہ تلوار کی آبدار — کہ جو دو کری کوہ کو ایکبار

وہ بائین طرف ترکشِ لاجواب — کہ ہر تیر تیرِ قضا کا جواب

ہر اک فن سی واقف جو تہا وہ جوان — رکہی سید ہی کاندہی پہ اپنی کمان

لئی باز ہاتہو پہ وہ بازدار | کہ ہو طائرِ روح جنکا شکار

ڈہنڈورا پٹا شہر مین ایکبار | کہ شہزادہ کل صبح ہوگا سوار

غرض صبح جبدم ہوئی جلوہ گر | تو فوراً جلوس آیا دروازی پر

ہزارون صغیر و شریف و امیر | بہت مرد و زن او غریب و فقیر

نمازونسی فارغ ہوئی جبدم | سرِ راہ کوٹہو پہ بیٹہی بہم

ہتی اس ذکر مین سب جوان و مسن | دکہایا ہی کیا خوب خالق نی دن

یہہ دن عید کا ہی بلا اشتباہ | نصیب آج ہوتا ہی دیدار ماہ

غرض ماہ پیکر محل مین گیا | گویا مہر برجِ حمل مین گیا

ہوئین بیبیان گرد آکر تمام | کیا سبنی شہزادی پر ازدحام

کوئی اشرفی باندہتی ہتی کہڑی | کوئی پکڑی بازو دعا پڑہتی ہتی

کوئی بی بی اوسسی ہم آغوش تہی | کوئی صدمۂ غم سی بیہوش تہی

کوئی کہتی ہتی مین نثار اے خدا | میری شاہزادہ پہ سایہ ترا

کسی نی کہا میری مشکل کشا | اسی اب تمہاری حوالی کیا

گئی عیش و عشرت مین لیل و نہار — مگر ایک باقی ہی لطف شکار

جو دو حکم اے شاہ ذوالاحترام — تو صحرا کی جانب کو جائے غلام

سنا یہ سخن جب جگر بند کا — بڑی دیر پہلی تامل کیا

پسر کو یہ اپنی دیا پھر جواب — جو مرضی تری ہے وہ عین صواب

اگر سیر صحرا کی مرغوب ہی — میری جان اچھا بہت خوب ہی

مگر پہلی سامان طیار ہو — پھر اے راحت جان تم اسوار ہو

دیا حکم کارندون کو ایکبار — کہ ہی شاہزادیکا عزم شکار

سب اسباب صید افگنی در پہ آئے — کسی طرح کا جانور رہ نجائے

غرض جبکہ یہ حکم اوسکا ہوا — تو سامان سارا مہیا ہوا

رقم یون کرون حال اوسوقت کا — کہ سارا مرقع ہو صورت نما

سیہ گوش چیتی وہ تھی آشکار — ہرن کیا کہ شیرونکو کرلین شکار

وہ کتونکی تھین جوڑیان لاجواب — دل شیر ہو جنکی دہشت سی آب

کسی سمت جُرّی کہین بہریان — پرندونکا چھوڑین نہ نام و نشان

برای سیر و شکار جانوران چرند و پرند صحرای
و شنیدن آواز دردناک و تجسس نمودن صاحب
آواز و نزدیک او رفتن و بعد ہمکلام شدن
شاہزادہ از دیدن تصویر سراسر تنویر
و سر بصحرا شدن در عشق آن صاحب تصویر که
ملکه سمتین نام داشت

ذرا جام فرقت پلا ساقیا
کہ ٹوٹی خمار اب مئ وصل کا
وہ دی تشنہ آب جیسی جلین
کف حسرت اب اہل مجلس ملین
نظر جب سی آیا تھا وہ اپنا حال
رہا کرتا تھا دلکو رنج و ملال
ہوا ایکدن دل نہایت اداس
گیا دست بستہ وہ سلطان کی پاس
بجالا کی تسلیم بی مکر و کید
کہا میری دلمین ہی آہنگ صید

نگہہ جس پر ایکبار اوسکی پڑے — تو گویا کلیجی پہ بجلی پڑے

ملازم جو دو چار تہی قصہ خوان — کہا کرتی تہی شکوہ و داستان

جو آجاتا تہا عشق کا اوسمین حال — تو سنتا تہا رغبت سی اوسکو کمال

بڑی عیش مین وہ جوانمرد تہا — نہ تہا کوئی غم اور نہ کچہ درد تہا

دل صاف آینہ تہا سینی مین — کہ تہی صورت عیش اوس آئینی مین

جفر مین جو تہی مشق حد سی سوا — دل اوسی کبہی اپنا بہلاتا تہا

ہر اک شخص کا دیکہتا تہا مآل — وہ مستخرج حال تہا خوش خصال

کہین اپنا اک روز دہیان آگیا — مآل اپنا دیکہا تو غمگین ہوا

ہوا قاعدہ سے یہ حال آشکار — کہ صحرا نوردی ہی انجام کار

ترا دل غمونمین گہریگا ضرور — تو صحرا بصحرا پہریگا ضرور

نہ ثابت رہینگی حواس اور ہوش — رہیگا کسی کی محبت کا جوش

ہوا الغرض جب ہویدا یہ حال — تو کچہ فکر اوسکو ہوئی کچہ ملال

حال رفتن شاہزادہ والاجاہ

در بیان بنجسالہ شدن آن ۲۰ گلرخسار و بمکتب نشستن و تحصیل جملہ کمالات میگوید

پلا ساقیا اب مجھی جام عیش	لکھون شاہزادیکی ایام عیش
لگا پلنی شہزادۂ نامدار	کئی عیش و عشرت مین لیل و نہار
غرض پنجسالہ وہ گل جب ہوا	تو آراستہ اوسکا مکتب ہوا
ملازم معلم اتالیق سیتہی	کہ علم و ادب وہ سکہانی لگی
جو تہی فقہ دان شہر مین نامور	اونہون نی کیا فقہ سی باخبر
جو جفار و رمال استاد تہی	بتانی لگی قاعدی علم کی
جو تلوار کی فن کا آیا خیال	پہکیتی مین وہ ہوگیا بیمثال
وہ نیزہ ہلانیمین کامل ہوا	کہ ڈنگ اوسکی رستم کا بہی دل ہوا
غرض کوئی فن اسطرحکا نہ تہا	کہ شہزادہ اوس فنمین یکتا نہ تہا
ہوا جبکہ چودہ برسکا وہ ماہ	تو خود حسن نی اوسکی چاہی پناہ
عجب حسن تہا وہ کرامات کا	غذا چاند تہا چودہوین رات کا

مہیا وہ جب بزم عشرت ہوے
تو گانیکی سنی کی رغبت ہوئے

ہوا ناچ رنگ اونکو مرغوب جب
ہوئی سبکی بارہ وریمن طلب

وہ بارہ وری تہی جواہر نگار
برابر تہی مردنگیونکی قطار

معطر مکان لخلخونسی وہ تہا
کنول جہاڑ ہنڈیونسی ہر سو ضیا

بجا طبلہ سارنگیان چہڑگئین
ہوئی ناچ مین صرف ہر نازنین

ایدہر یہ سمان ناچ کا بندہ گیا
اودہر دیکہنی تاری اوٹہی رچا

پہر پہر کہٹ سی نیچی قدم جب رکہا
مبارک سلامت کا اک شور تہا

لئی سر پہ قرآن کوئی روان
کسی نی کہا تجکو حق کی امان

جو تہین بیگمین ساتہہ کی نازنین
وہ سب تیغین کہینچی چپ و راست تہین

گئی اسطرح جب وہ زیر فلک
گئی حسن سی چشم انجم جہپک

فراغت جب اختر شماریسی کی
زچہ پہر پہر کہٹ مین داخل ہوئی

لگی ہونی تقسیم خوان طعام
ہوئی سیر کہا نونسی سب خاص و عام

اسی عیش و عشرت مین دو دن گئی
وہ سب سیر ہو رخصت ہوئی

کوئی بولی تھم جاؤ بہینا ذرا | گلوری جو کھائی ہی سر پھر گیا
کسی نی کہا سننا تا ہی دل | کہ حول آپہی آپ کہاتا ہی دل
کوئی بولی اس حول کی وجہ کیا | کہا اونی سلطان کا سامنا
کوئی نازنین لڑکھڑاتی چلی | جو اینکا نشہ دیکھاتی چلے
کوئی سرپہ آنچل لئی نازسی | کوئی پاپچی تھامتی اندازسی
کوئی ہاتھہ اوٹھا کر یہ کہتی چلی | کہ توڑا ہی مین آج لون تو سہی
کسی سی کوئی کرتی تھی یہ بیان | نزاکت ہی میری کمر سی عیان
زبس شاخ گل ہی لچکنی مین یہ | بجا کب رہیگی تھرکنی مین یہہ
نہ مجری مین مجکو بلا لیجیو | مجھی ناچنی سی بچا لیجیو
جواب اونی اوسکو یہ ہنسکر دیا | ذرا ہوش مین آ یہ کہتی ہی کیا
چلی گی نہ کچھ پیش حضرت تری | وہان دیکھہ لونگی نزاکت تری
کوئی پنکھیا منہہ پہ جھلتی چلے | کوئی عطر کپڑو مین ملتی چلے
عرض جبکہ پہنچی ہر اک مہ لقا | عجب لطف تھا اور عجب حسن تھا

بشارت جو حاضر ہوا سامنی — کہا اوسنی یون اکہ گل اندام نی

میان اک صحنچی دلاو ہمین — ہی اسباب باہر منگا و ہمین

ہر اک ہر جگہ ہو گیا جلوہ گر — محل مین عجب نور تہا جلوہ گر

کمیت قلم غم کو پامال کر — چہٹی کی خوشی کا رقم حال کر

چہپا جبکہ زیر زمین آفتاب — فلک پر ہوا جلوہ گر ماہتاب

خوشی کی ہوئی چرخ پر انجمن — کہ سارے ستارے ہوئے خندہ زن

شب عیش و عشرت جو تہی رقص کی — تو زہرہ نے طیاری کی رقص کی

ہوا ناگہان حکم بدر الدجی — طوائف کرین آکے مجرا ادا

اونہین حکم پہنچا یہ جب ایکبار — چلی کج اداؤنکی سیدہی قطار

کمر نازسی کوئی لچکاتی تہی — کوئی اپنی آنکہونکو مٹکاتی تہی

چلی کوئی دامن جہٹکتی ہوئی — چلی کوئی کیسی مٹکتی ہوئے

کوئی ہاتہہ سرپر رکہی نازسی — پہ سین دل روان ایسی انداز سی

کوئی نازسی اس طرح تہی روان — کہ دل عاشقونکا پسی بیگمان

جواہر سی زیت جو تہی حسن کی
جواہر سکی تہی حسن سی روشنی
نہتی اونکو زیور کی کچہہ احتیاج
یہی کا باعث کہلا ہی یہ آج
بہت گو کہ نازک ہی تارِ نگاہ
کہان حسن کو تاب بارِ نگاہ
کدورت نگاہو نمین ہو جسقدر
تو تہی پہلی زیور مین وہ اثر
نظر ہو جو زیور سی برخاستہ
اوسی تب ملی حسن کا راستہ
مگر نظر کا ہو زیور سی پاک
تو پہر حسن کو کچہہ نہین اوس سی باک
وہ سب حسن کی نشہ مین چور تہین
ہمہ تن وہ خورشید سان نور تہین
جو سعلانیان اونکی ہمراہ تہین
وہ انجم تہین اور بیبیان ماہ تہین
کسی ہر کی تہا ہاتہہ مین خاصدان
کوئی پیچہی پیچہی لئی پاندان
بغلین دبائی کوئی پیکدان
لئی تہی کوئی مورچہل نوجوان
جو بدر الدجی کا ہوا سامنا
تو خم ہو کی ہر اک نی مجرا کیا
ہوا حکم بدر الدجی نا کہان
کہ تجویز ہون سبکی خاطر مکان
کسیکو ملا رہنی کو اک ذرا
کسی ماہ پیکر نی کمرا لیا

عجب کیل ہیری کی تہی ناک مین ۔ کہ ہر چشم اختر رہی تاک مین

گلی مین عجب خوشنما طوق تہا ۔ کہ سب زیورون پر اوسی طوق تہا

سبب ہو گئی پازیب کیا زیب کی ۔ کہ تہی پاؤنسی زیب پازیب کی

وہان کڑیونکا کچہ بہی توڑا نہ تہا ۔ بہم دل گتہی تہی وہ توڑا نہ تہا

جو مٹہیونکو دیکہی ہوا اوسکو چین ۔ حفاظت کو دلکی پڑی جوشنین

کوئی نورتنکی صنعت کیا کری ۔ ستاری درخشان تہی نورنگ کی

کڑی پاؤنمین تہی مرصع نگار ۔ چہڑونمین ہزارون در آبدار

کوئی پہنی کنگن کوئی دستبند ۔ کہ بیہوش جسپی دل ہوشمند

کلائی مین تہین ہمرنین جو عیان ۔ ستاری تہی دپہنچی تہی کہکشان

پڑا حسن دستِ حنائی کا شور ۔ وہ چہلونسی آراستہ پور پور

پہنگلیہ مین چہلی جو تہی ڈول کی ۔ دلونکی لئی تہی سبب ہول کی

پڑی جسکی چہپ تختی پر اک نگاہ ۔ ہمیشہ وہ کہینچا کری دلسی آہ

کہانتک لکہا کیجئی اب یہ حال ۔ ہر اک حسن زیور مین تہی بیمثال

پسینی کی بو عطر سی تیز ہی — ہر اک نازنین فتنہ انگیز ہی

ہوا اونکی صورتسی تابندہ باغ — ہوا اونکی نزہت سی شرمندہ باغ

کوئی وصف کنگہی کا پاتا نہین — کہ مضمون تو دلمین آتا نہین

سر دمین جو ہیرے کی تعویذ ہی — سیہ شب مین تارے ہی چہٹکی ہوئی

جو زیر نظر اونکا چہپکا رہے — تعشق کا آنکہونکو لپکا رہے

جڑاؤ وینی کی ہی سیس پہول — کہی رنگ مین جنسی اونس پہول

وہ الماس کی بالیان کان مین — کہ ہیرے چہپی شرمسی کان مین

وہ دلکش کرنپہول اور بجلیان — زیادہ کہین برق سی ضو فشان

کوئی پہنی لپا زمرد نگار — گلےمین کوئی پہنی ہیرے کا ہار

جو آنکہونکو جہالوسی پالا پڑی — تو اشکونکا فی الفور جہالا پڑی

کڑی ہاتہہ مین اپنی یاقوت کی — کہ قتال رنگ اونکی مریخ سی

وہ ہیکل کہ جو دیکہہ لی ایک پل — نہ ہر گز پڑی عمر بہر دل کو کل

جو زنجیر دیکہی سراپای دل — گرفتار اوسمین رہی پای دل

روان تہی لی لیکی ہون چوبدار | طلب ہون امیران عالی وقار
ہماری عزیز اور امیر آئین سب | زنانی مین اونکی محل جائین سب
روان اون سبہونکی قلم ہو گئی | ہزارون ہی شتی رقم ہو گئے
غرض سبنی شتونکی لین کشتیان | ہوئی چوبداران شاہی روان
پہر بہر ہی گذرا نہ تہا ناگہان | در شاہ پر آئین اسواریان
زنانی جو ڈیوڑہی تہی اوس شاہ کی | وہین سب کی اسواری آکر لگی
وہ پرنور سکہپال لونکی ڈوریان | نہان شہر سی جنکی ہی کہکشان
سنہری روپہلی تہی اون سبکی تہوٹ | چڑہی تہی تمامکی اوپر سی ٹوٹ
کہارونکی تعریف مین کیا کرون | روانکی توصیف مین کیا کرون
نہوتی تہی چلنی مین اونکی تکان | صبا سی زیادہ تہی وہ بی تکان
وہ تہین کرتیان سرخ باناتکے | کہ نیلین تہین چنبر کرامات کی
لگین مچہلیان پکڑیونمین تمام | اور اونپر بہت شوخ مینی کا کام
امیرونکی سب بیبیان اونمین تہین | وہ سکہپالین ڈیوڑہی پہ رکہی گئین

نہ دنیا مین تھا اوس سی بہتر مقام ۲۱ غرض شستہ و رُفتہ تھا ہر مقام

مئی عیش سی اب جہان چور ہے چھٹی کا بیان اور مذکور ہی

شراب خوشی چل رہی ہی عموم کہ اب شش جہت مین چھٹی کی ہی دھوم

در بیان مقرر شدن جشن چھٹی شاہزادہ و فرستادن بادشاہ شقہ ہا برای طلب امیران در جشن مردانہ و طلب بیگمات اندرون محل در جشن زنانہ

بخوبی ملازم جو ذیجاہ تھی کہ وہ علم سی اپنی آگاہ تھی

ستاری ملا کر سعید ایک جا تعین کیا ساعت و روز کا

چھٹی کا مقرر ہوا روز جب کیا شاہ نی منشیونکو طلب

بہو نسی کہا چاہتی ہین ہم کہ دو سیکڑون شقی جلدی رقم

کسی سمت پو دہی ہان تاش پوش ۔ جو پریان ہی کہین اودی زرجامہ پوش

خوش آواز ایسی ہی تہین بلبلین ۔ کہ رشک اونسی جنت کی طایر کرین

اگر بحث پر آئین وہ لاجواب ۔ نہ دین طایر خلد اونکا جواب

جو تہی مختلف طایرونکی صدا ۔ بجا ہی جو کہی کہ ارگن بجا

عجب سیر باغ دل آرا کی تہی ۔ وہ سارنی مین مشک سارا کی تہی

یہ مضمون ہی طبع چالاک کا ۔ سنو لطف انگور کی تاک کا

ہر اک کا بدا نکی تہیلی چڑہی ۔ وہ بالا ضیا خوشونکو دیتی تہی

زمین تہی فلک اور فلک تہا زمین ۔ کہ خوشہ عقد پروین ہوا خوشہ چین

سنہری جو تہی دار بست آشکار ۔ ہری بیل دیتی تہی او سر بہار

لیی بیلچی ہاتہو نمین باندہی صف ۔ پڑی پہرتی تہین مالنین ہر طرف

قد ور رستہ رکہی جہاڑ بلور کی ۔ یہ تہا صاف روشن کہین نور کی

ہر اک روشن اس طرحکا تہا کنول ۔ کہ تازہ رہی جسی دلکا کنول

فروزان وہ ہر ایک رنگ تہی ۔ صفائی دل صاف کی دنگ تہی

در مدح گلستان بی خزان که آنماه تابان او جلوه نما بود

میگوید

لگا ساقیا میری منہہ سوں وہ پہول — کہ تفریح ہوا وسکی بو سی حصول

گلابی کی دینی مین کیا ہی رنگ — دکہا دی ذرا مجکو گلشن کا رنگ

وہ گلشن کہ جسپر فدا تہی بہار — وہ گلشن خوشی جس سی تہی ہمکنار

کہلی جاتی تہی اوسکی گل جو و گل — اوسی مین تولد ہوا تہا وہ گل

بہشت برین اوسی بہتر نہ تہا — نظیر اوسکا روی زمین پر نہ تہا

جہان ایک اصلی لگا تہا شجر — جواہر کا بہی وہ سرا تہا شجر

وہ فوارے نہرونکی اندر روان — ستارے ہوئی جیسی فلک پر روان

صفت کر سکون مین کہان نہر کی — جواہر کی تہین پٹریان نہر کی

وہ گل پہول اوسمین نمایان ہوئی — کہ بہزاد و مانی بہی حیران ہوئے

ہر اک سو خرامان بطا اور قمری — شجر بار ور سر سی پا تک ہری

منڈہی تہی روپہلی تمامی سی سب — بہار اونکی تہی چاندنی مین غضب

حلب صاف چہرسی تہا شرمسار ‏ ختن بوی گیسو کی اوپر نثار

وہ پائی ہتی آنکہ اوسی جادو بہرے ‏ چراتا تہا آنکہ اپنی خود سامرے

جو شیریں لب اوسکی کبہو دیکہ پای ‏ تو ہونٹ اپنی حسرت کی مارے چبای

وہ جی اوٹہی جس سی کری ایک بات ‏ دہن اوسکا معمور آب حیات

وہ سینہ حسینونکی مد نظر ‏ کہ اُبہری ہوئی جیسی دو تہی ثمر

شکم چشمۂ کوثر اوسکا ضرور ‏ حباب اوسمین تہی ناف یا چشم حور

کمر جادۂ راہ ملک عدم ‏ جو دیکہی کوئی تو پہڑک جای دم

اگر دیکہ لی تیغ ابرو کا خم ‏ نکلجای دہشت سی رستم کا دم

نہ تہین پلکین سیدہی وہ سب تیر تہی ‏ ہزارونکی دل انکی نخچیر تہی

ستاریسی روشن زیادہ جبین ‏ دہن مختصر تہا کشادہ جبین

کف سرخ جو دیکہی جلتا رہی ‏ وہ ہاتہ اپنی حسرت سی ملتا رہی

اگر دیکہین طاوس و کبک اوسکی چال ‏ تو حیرت سی ہون نقش پا کی مثال

روان نازسی ہو تو بہو بخال ہو ‏ وہین فتنۂ حشر پامال ہو

در سامان جشن چھٹی ۱۷ شہزادہ میگوید

پلا ساقیا جام عشرت مجھی ۔ کہ باقی نرہ جای حسرت مجھی

وہ ڈوری مری آنکھہ مین کر پسند ۔ کہ بام فلک پر ہو جسکی کمند

مجھی قصر کا وصف منظور ہے ۔ جو طبع رسا ہی تو کیا دور ہی

بنی تھی جو بارہ دری بیمثال ۔ صحنچی مین اوسکی زچہ تھی نڈھال

چھپر کھٹ لگا تھا جواہر نگار ۔ ہر اک پردے مین لعل و گوہر ہزار

ہر اک ڈوری زرتار پر دیکھی تھی ۔ کرن کی اوچھی مین جہالر لگی

چھپر کھٹ کی پائی مرصع نگار ۔ ہر اک تا پہ سی مہر تھا شرمسار

تماسکی چھت مین ضیا ایسی تھی ۔ نہ چشم فلک مین ہوئی خیرگی

جڑاؤ جو ڈنڈی چھپر کھٹ کی تھی ۔ مصوّر کیا اونکو بہزاد نے

لگی چار کونو پہ تھی چار تیر ۔ چھپر کھٹ نہ تھا خلد کا تھا سریر

یہ تشبیہ خالی نہین نور سی ۔ زچہ اوسمین کچھ کم نتھی حور سی

اواسی جو لیٹی تھی وہ مہ لقا ۔ جو اٹھنے سے آپ آگیا فدا

رکھا ماہ پیکر تب اوس گل کا نام ١٦ کہ تہا پیکر نور ماہِ تمام

نجومی جو فارغ ہوئی عرض سی بجا لای مجرا وہ خوب ہوئی

دئی خلعت اور اونکو رخصت کیا سبہونکو مہیای عشرت کیا

ہوئی شادی سب غم ہوا برطرف برستا تہا عشرت کا مینہہ ہر طرف

محلین جو اناتین بلوائیان بہروتی وہ ہنستی ہوئی آئیان

بہت خوب نکلا جس آنا کا دود سوا ہو گئی سب سی اوسکی نمود

دیا طفل کو اوسکی آغوش مین ہوا صرف وہ شیر کی نوش مین

کسینی لایلاف اوسدم پڑہا کوئی بولی کچہ اوڑہ لوای بوا

ڈوپٹی کی آڑ ایک نی کی اودہر کہ تا ہو بجای نظر دود بد

وہ شہزادونکو وہ جب دی چکی بہت مال و دولت اوسی شہ نی دی

غرض عیش و عشرت کا سامان تہا محل کا محل اوسپہ قربان تہا

بڑی حفظ سی تہا محل مین وہ ماہ لگا رہتی ایک ایک پلمین وہ تا

ہوئی پانچ دن عیش مین جب تمام چہٹی کی ہوئی ہر طرف دہوم دہام

۱۵

لگا ناچنی جس طرح نیلوفری — بجاتی ہتی دف زہرہ و مشتری

نجومی و رمال حاضر ہوئی — ستاریسی اوس مہ کی ماہر ہوئی

غرض سبکی سب زایچہ کہینچ کر — لگی کہنی بدر الدجا کو خبر

بلند اسکی طالع ہین ای شہریار — یہہ ہی باعثِ رونقِ روزگار

ستارہ سعادت مین ہی چارچند — خدا نی کیا ہی اسی ارجمند

سخی اور سخی دوست ہوگا یہہ ماہ — ہی اس ماہ سی بہر عالم رفاہ

یہہ شہزادہ اسدرجہ ہوگا جری — کہ ہوگی شجاعونکو بہی ہتہرتہری

زمانیکی حاصل کریگا کمال — ہر ایک علم مین ہوگا یہہ بیمثال

مگر ہوگی صحرا نوردی ضرور — کہ عشق اسکی دل مین کریگا ظہور

جگر خارِ غم سی بہنی گا ضرور — کسی گل کا بلبل بنیگا ضرور

اگرچہ محبت کی بد ہی بلا — پر انجام ہی نیک رو ہی بلا

جوانی پر آکر یہہ چہٹ جائیگا — دلِ شاہ کا شہر لٹ جائیگا

مگر پہر ملیگا یہہ باصد وقار — بہت شاد ہوگا دلِ شہریار

ولیعہد سلطان تہا اور جانشین | تہا در سخی وضعدار اور مہین
وہی وارث تاج اور تخت تہا | قوی تہا مقدر جوان بخت تہا
کیا کرتا تہا سلطنت کی وہ کام | رعایا برایا مین تہا نیک نام
سخاوت مین حاتم تلک دنگ تہا | شجاعت مین رستم کا دل تنگ تہا
جو کرتا تہا نعرہ وہ روز نبرد | تو وہ ونکی ہو جاتی تہی رنگ زرد
زمانی مین یوسف تہا وہ بیمثال | حسینون مین خورشید وہ خوش جمال
نہ تہا چار سو کوئی اوسکا عدیل | وہ ہر فن مین ہر شی مین تہا لاعدیل
ہر ایک چیز اوسکی خداداد تہی | مگر ایک امید اولاد تہی
درخشان خدائی ستارہ کیا | علا ماہ کو ماہ پارہ کیا
صدف سی جو نکلا در شہوار | زر و لعل کرنی لگی سب نثار
زچہ پاس سب کا ہوا ازدحام | مبارک سلامت کی تہی دہوم دہام
سلامی سی توپین ہوئین کامیاب | بجین نوبتین ہرطرف کو شتاب
صدا بم کی دون دون جو تہی کیا کہون | یہہ مطلب تہا ہی برگردون ون

بجے

آغاز داستان سحر بیان بکمال عجائب زمان

کسی عہد مین تہا کوئی شہریار
که تہا ملک بید سپه بیشمار

وہ تہا سب مین مشہور شاہ زمان
مطیع اوسکی حکمونکا تہا اک جہان

سخی تہا وہ اور معدلت دوست تہا
عدالت مین مغز بلا پوست تہا

اگر وصف عدل اوسکا کچھ بہی لکہی
قلم خود سرافراز ہو عدل سی

اثر عدل کا ہو یہ وقت رقم
برابر ہون وحشی و انسی بہم

غرض عدل کا اوسکی یہ ڈہنگ تہا
که نوشیروان دیکہہ کر دنگ تہا

نه تہا مثل انجم شمار سپاہ
خزانه وہ جسکی درم مہر و ماہ

بڑی لوبہ دولت تہی اوس شاہ کی
که تہی دولت اولاد کی حق دی

سب اولاد مین جو بڑا لعل تہا
اوسی خلق کہتی تہی بدر الدجا

یہ تہی روشنی اوسکی رخسار دو نیر
که وہ بدر دوجا پہ تہی جلوہ گر

ہر اک فن مین بیمثل و دانا وہ تہا
جو ہین علم سب مین یگانا وہ تہا

جو اصلاح کی تمکو طاقت نہ ہو	تو افشا نہ کیجیو اوسی ڈو بانکیو
سہونگا ہو نمیں خوشہ چین خاکسار	نہیں غرہ شاعری زینہار
تخلص جو اختر مقدر ہوا	خدا کی عنایت سی اختر ہوا
جو سلطان امجد علی شاہ تہا	ثریا سی جسکا سوا جاہ تہا
محمد علی شاہ کا تہا خلف	ملا کونسی شہ کو ایسا خلف
خدا کا وہ دن رات عابد رہا	مجاہد رہا اور زاہد رہا
ہوا بادشہ گو وہ گردون سریر	مگر خو مین جیسی ہو کامل فقیر
خلش تہی نہ دشمن سی اید وستان	رہا صاف سب سی وہ جنت مکان
ہمون صافی طینت آید بہ پیش	خدایش بیامرز از لطف خویش
اونہین کا ہون فرزند مین خجستہ مقال	خدا عمر دی تا صد و بست سال
کیا حق نی سلطان عالم مجہی	بجا ہی کہین جان عالم مجہی
کرون حسب دلخواہ دنیا کی سیر	اوسی سیر مین مجہی ہون امر خیر
کری جو کوئی سیر نظم ایکبار	دعا کا مین اوسی ہون امید وار

ملازم جو مخصوص تھی پانچ چار
ہوئی میری وے پی وہ سب ایکبار

غرض جب وہ مجمع بحد سب ہوا
تو مین اونکا جویای مطلب ہوا

مگر مینی صاف اونسی یہ کہدیا
مجہی کچہہ سلیقہ نہین نظم کا

یہ بحر طبیعت نی مارا تہا جوش
اسی وجہ سی بس یہ سارا تہا جوش

سخن مین یہ کہتی ہی چپ ہو رہا
مگر نظم کا دہیان مجکو رہا

اوہنین روزون ایک امر ایسا ہوا
کہ دلپر محبت کا صدما ہوا

ہوا ٹکڑی ٹکڑی دل ناصبور
یہ شیشہ ہوا سنگ الفت سی چور

اوسی وہن مین یہ قصہ کہنی لگا
جگر خون ہو ہو کی بہنی لگا

جب اس مثنوی کو کہا صبح و شام
ہوئی پندرہ دن مین آخر تمام

کہون ایک جزو اسکا دستور تہا
کرون ختم جلدی یہ منظور تہا

بہلا نظم کرنیکا کب ہی یہ طور
کہان رطب و یابس یہ جلدی مین غور

زبان اور دل پاک ہین لاف سی
مری عرض ہی اہل انصاف سی

کہ اس عجز کا دہیان دل مین کہین
غلط لفظ دیکہین تو اصلاح دین

یہ بحر تقارب ہی بیشک وطن ۱۰ یہی بحر دل مین ہوئی موجزن

ہوا دل جو غواصِ دریای فکر ہوئی آشنا تہاہ سی پای فکر

کچہہ اشعار عشقیہ موزون کئی پڑہا اونکو فی الجملہ آواز سی

حسن یار خان شاعرِ انتخاب کہ ہی شعر کا علم عیب و صواب

سخندان سخن رس سخن سنج ہین بد و نیک سب سی وہ بی رنج ہین

فصاحت بلاغت مین ایسا کہان معانی اشارتین کر دین بیان

مری وہ بہت دلنشی دمساز ہین ملازم ہین شفقت سی ممتاز ہین

بجد یون ہوئی وہ کہ پہر خدا یہ اشعار پہر آپ پڑہی ذرا

پڑہی جب عرض اونکی پہر جب شعر وہ بہت مدح کی اور کہا ہی یہ سحر

اک ارشاد ہو مثنوی جانفزا رہی نامِ نامی کا جس سی بیتا

ہر اک مثنوی حسن بہول جای ذرا کچہہ نہ اسکی حضور اوسمین پای

کہا مینی کیا کہتی ہو ای جناب کہان مین کہان نظم کا یہہ عذاب

وہ دینی لگی مجکو قسمین کمال کہا کیجئی مثنوی کا خیال

جری استقدر تہا وہ عالم کا شاہ — ہمین جری مانگتی تہی پناہ

خدا نی عنایت وہ کی ذوالفقار — کہ کافی تہا کو ہین کو ایک وار

بہر جا کہ تیغ سے علیؑ کار کرد — یکی را دو کرد و دو را چار کرد

ہزارون درود اوسکی اولاد پر — شریعت سی دین رہی جو خبر

وہ عالم کی رہبر ہین اور دستگیر — امامت مین ایک ایک ہین بی نظیر

امام زمان مہدی دین تلک — جو کافر ہو بدکیش وہ لائی شک

در وجہ موزون نمودن مثنوی دلپذیر وکلام موزون بی نظیر میگوید

عجب ہین سخن کی یہ نقش ونگار — کہ نقاش کو رکہتی ہین پائدار

ہمیشہ جو ہی زینت انجمن — سخن ہی سخن ہی سخن ہی سخن

سخن آج ہی حشر تک نام ہی — یہ آغاز ہی تو وہ انجام ہی

رہا صفحۂ دہر پر اوسکا نام — گیا جو کوئی چہوڑ کر کچہہ کلام

غرض میری دلمین یہ آیا خیال — کہ کچہہ شعر موزون کرون حسب حال

عروج اوسکا ظاہر ہی پہوتش پر | قدم خود نبی کی رکہی دوش پر
کیا پاونسی شرع کو استوار | کیا ہاتہہ سی کفر کو اونسی خوار
قدم کو یہ عزت کا پایا ملا | کہ دوش پیمبر کا پایا ملا
عجب بنی خاص داور وہ ہی | وصی ہی پہ نفس پیمبر وہ ہی
کوئی قوم کہتی ہی بندا اوسی | کوئی فرقہ معبود سمجہا اوسی
بشر کونسا ایسا برتر ہوا | کہ مولد ہی اللہ کا گہر ہوا
یہ حل بیت حق کا معما ہوا | علی اوس معمی سی پیدا ہوا
حجر آستانکا جو ٹہرا ہی سنگ | تو سب چومتی ہین اوسی بی درنگ
وہ جسدنسی کعبہ مین پیدا ہوئی | رسول الہی پہ شیدا ہوئی
نبی کہتی تہی یہ میری جان ہے | یہ امت کا میری نگہبان ہے
اسی شیر سی دل قوی ہی میرا | وصی ہی میرا یہ وصی ہی میرا
برادر وصی یون یہ میرا ہوا | کہ جس طرح موسی کا ہارون تہا
پیمبر کی دلمین تہی جای علی | علی تہی ہمیشہ فدائی نبی

مقدم ہین سب پر یہی پانچ تن
نبی و علی فاطمہ اور حسن

سنو نام اوس پانچوین نور کا
حسین ابن حیدر امام ہدا

جو نو نورِ خورشید انور سی ہین
وہ نسلِ حسین ابن حیدر سی ہین

یہہ نورِ ہدایت جو پیدا ہوئی
جو اسرارِ حق ہتی ہویدا ہوئی

ہدایت ہمین جنسی حاصل ہوی
یہی ہین یہی ہین یہی ہین یہی

قیامت کی دن مخلصی ہو حصول
شفاعت مری کیجیو یا رسول

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
علیک السلام ای نبی الورا

زبس نعت کا طی ہوا مرحلا
تو اب منقبت کا ارادہ کیا

منقبت امام کونین ابو الحسنین جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام

علیِ ولی شاہ دلدل سوار
امامِ زمن خاصۂ کردگار

دلاور بہادر سخی خوشخصال
وصیِ نبی عاشقِ ذو الجلال

وہ گنجینہ اسرار اللہ کا
ہی آئینہ انوار اللہ کا

سو حق جو کہ سلطان لولاک ہی ۶ وہان عجز سی ما عرفناک ہے
تو ان ور بلاغت بسحبان رسید نہ در کنہ بیچون سبحان رسید
ہوا احمد کا اب جو میدان طی تو نعت پیمبر سزاوار ہے

در نعت سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلوات اللہ علیہ اجمعین

یہہ فرماتا ہی کردگار غفور — جو پیدا انکرتا مین احمد کا نور
توکرتا نہ خلق آسمان و زمین — نہ دوزخ نہ جنت نہ دنیا دین
مناسب ہمین ہی کہ بہیجین مدام — ہزارون درود اوسپہ لاکہون سلام
یہہ خیر البشر کو ملا مرتبا — کہ اللہ نی اپنا نائب کیا
کیا اوسنی قائم ہمین دین پر — چلی ہم پیمبر کی آئین پر
ہمین اوسی حاصل ہدایت ہوئے — غرض ختم اوسپر نبوت ہوئی
ہوا مرسلون بعد اوسکا ظہور — مگر سب سی تہا قبل اوسی ہکا نور
نہ تھی عرش وکرسی کی مطلق نمود — نبی تہی شہنشاہ ملک وجود

کسی کو جوانمرد باذل کیا ۔۔۔ کسی کو شجاعت مین کامل کیا

کوئی شاہ ہی اور کوئی وزیر ۔۔۔ کوئی اہل دنیا ہی کوئی فقیر

کوئی سرخرو ہی کوئی روسیاہ ۔۔۔ کہین واہ واہی کہین آہ آہ

کسی مین ہی خلق اور کوئی پرفساد ۔۔۔ کوئی نیک خصلت کوئی بدنہاد

کسی کو لطافت کا جامہ دیا ۔۔۔ کسی کو کراہت کا جامہ دیا

کوئی مرد ہی اور ہی کوئی زن ۔۔۔ ہر اک کو دیا اک نیا پیرہن

کہین حسن خالق نی پیدا کیا ۔۔۔ کہین عشق اوسکی ہویدا کیا

جہان عشق کی اگ بہڑکائی ہی ۔۔۔ وہان خاک بہی پہر نہین پائی ہی

کسی دلکو سوزش مین اخگر کیا ۔۔۔ کسی دلکو سختی مین پتہر کیا

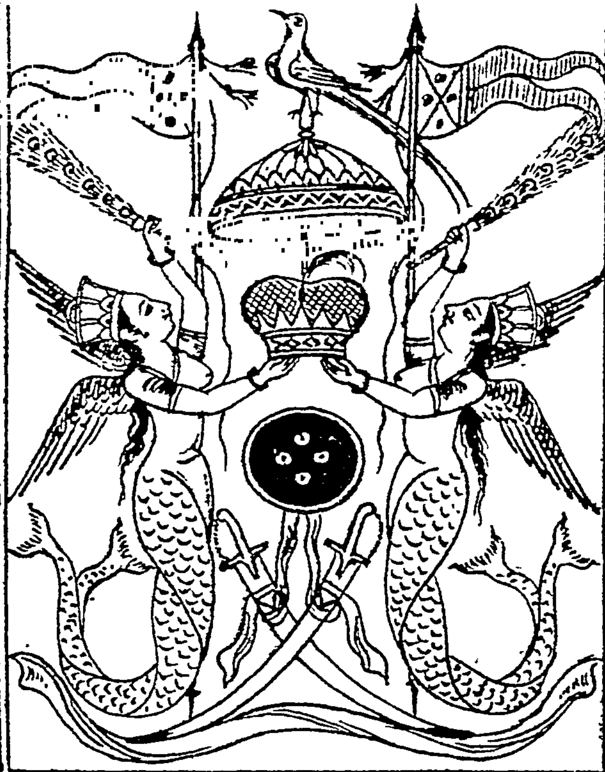
کسی کی شب وصل سوتی کٹی ۔۔۔ کسی کی شب ہجر روتی کٹی

عجب ذات خالق کی ہی بی نیاز ۔۔۔ کہین ہی نیاز اور کسی جا ہی ناز

ہر اک گل کو جسنی ملی آب و تاب ۔۔۔ دل بلبل اوس اگ سی ہی کباب

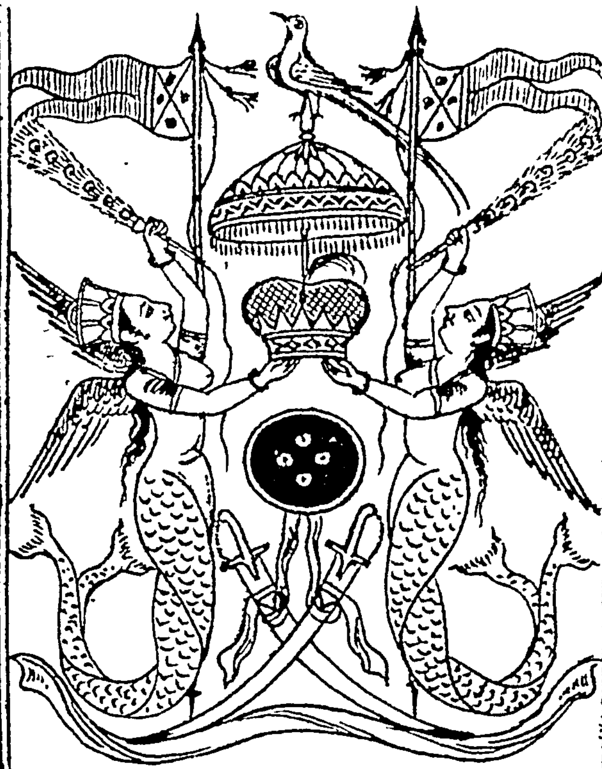
کوئی اوسکی حکمت سی ماہر نہین ۔۔۔ کسی پہ کوئی حال ظاہر نہین

شیت مین تہی زینتِ آسمان ۴ ستارون سی کی زینتِ آسمان،
زمین سی ہی ظاہر ہین ور آفتاب ۔ مگر ہمکو دیتا ہی نور آفتاب
ہوا راستہ نور آراستہ ۔ نہ عرفانکا لیکن ہوا راستہ
مثال اسکی اسطور پر فاش ہے ۔ کہ رہ نقش سی ہوی نقاش ہے
نظر آئین جب آسمان و زمین ۔ تو صانع کا انکی کرو تم یقین
مثال اسکی یہ بہی ہی اک بیگمان ۔ دلیل آگ پر جسطرح سی دہوان
بہت گو کہ مشہور ہی یہ مثال ۔ مگر ایمین ہمکو یہ آیا خیال
کرین دور کیون عقل کو خیرگی ۴ کہ جانین اوسی اوسکی ہم خیرگی
گوارا کرین کب یہ عالی دماغ ۴ کہ خورشید کو دیکہین لیکر چراغ
مگر یہ اوسینی کیا ہوشیار ۔ کہ پہچانین ہم صنعتِ کردگار
اوسیسی نظر آئی کثرت ہمین ۔ کہ صانع نی دیکہلاتی صنعت ہمین
یہ معنی یہ مطلب تو ہونگی نہ سطے ۔ غرض ہر طرح سبکا خالق وہ ہے
زمانہ مین مخلوق ہین اوسکی جو ۴ شرف سب پہ بخشا ہی انسان کو



یا فتاح

اوسی ہستی مُ بہر کنارا نہین	۳۰	جو نا آشنا ہین تو چارا نہین
جو ماہیت بحر ذخار ہی		کسی اوسکا معلوم اسرار ہی
مگر اسنا ظاہر ہوا ہی نشان		کہ اک موج کن مین ہی دو جہان
اسی موج سی عرش ہی اوج پر		حباب فلک اسی مین جلوہ گر
اثر ہی اسی موج کی نور کا		یہ تاری نہین ہین دُرِ بی بہا
روان کیون فلک ہین چار سو		ہی اوس صاحبِ موج کی جستجو
مگر دیکھی تو وہ کیا نور ہی		انہین مین ہی اور انسی مستور ہی



یا فتاح

اوسی ہستیٔ م بہر کنارا نہین ۲۰ جو نا آشنا ہین تو چارا نہین

جو ماہیت بحر ذخار ہی کسی اوسکا معلوم اسرار ہی

مگر اتنا ظاہر ہوا ہی نشان کہ اک موج کن مین ہین دو جہان

اسی موج سی عرش ہی اوج پر حباب فلک اسی مین جلوہ گر

اثر ہی اسی موج کی نور کا یہ تارے نہین ہین دُرِ بی بہا

رواں کیون فلک ہین چار سو ہی اوس صاحب موج کی جستجو

مگر دیکھی تو وہ کیا نور ہی انہین مین ہی اور انسی مستور ہی

مثنوی ہذا تصنیف مبارک حضرت ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ بادشاہ عادل

قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ مسمی بہ



کلام الملوک ملوک الکلام

بمطبع سلطانی باہتمام خانہ زاد قدیم مدد علی طبع شد

RAJASTHAN UNIVERSITY LIBRARY
JAIPUR

DATE LABEL

25 OCT 1975

Call No.

Accn. No. 169650

Date of Release for loan

This book should be returned to the library on or before the date last stamped below, failing which fine as per University Library Rules will be charged.